

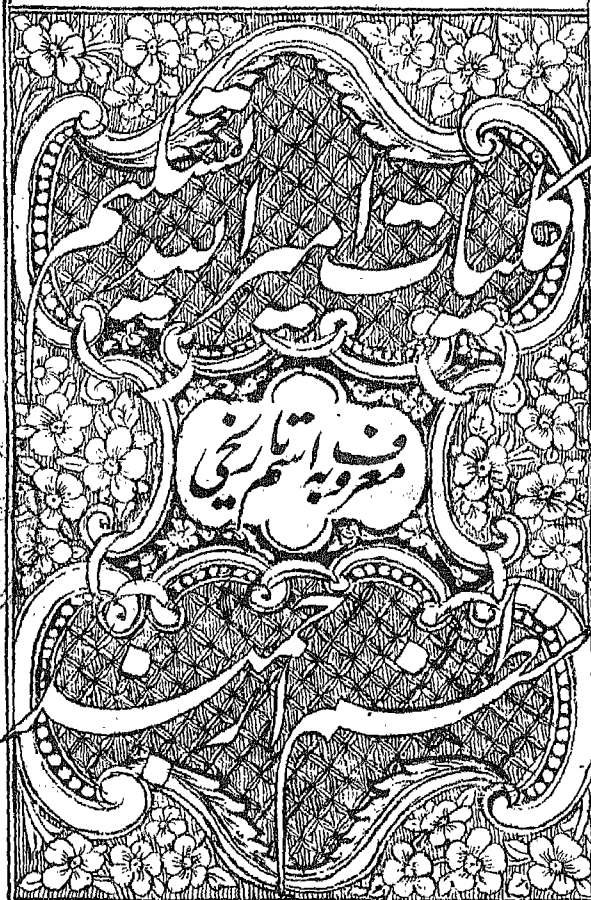


M.A.LIBRARY, A.M.U.



U32221

بیرین کتاب فی کمال فضل و کمال
بیرین کتاب فی کمال فضل و کمال



مطبع مشهور کاشانی طبع میرزا کاشانی

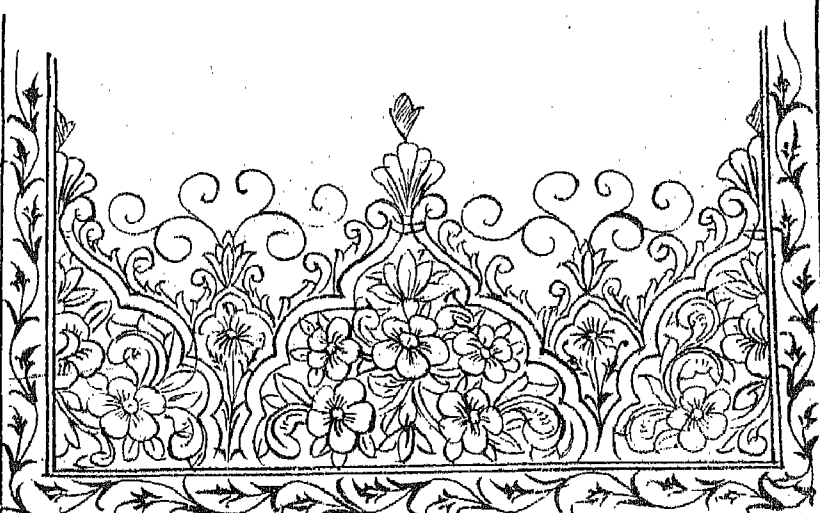
CHECKED



بسم الله الرحمن الرحيم

سر تسلیم خامہ نکتہ پرداز ایسے نکتہ نواز کی جناب میں سجدہ ریز رہی کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے
 زبان بربیان کو انداز نیک سگمایا عنوان فصاحت سے آفرینش سے بلاغت طراز کے مضامین
 نعت تہذیب سے بھر پور کہ جس نے کو آفرینہ انافصاح العربیہ و العجم کو آفرینہ کون عالم عالمیان بنا کر اعلیٰ علیہ و آلہ
 الطیبین صحابہ اطہر المطہرین اما بعد عالم عالم نادانی کامل کمال ہرزہ بیگانیہ سفید و بزم
 نیار کے و خاک پای معنی نگارین جدید و قدیم امیر اسد تسلیم آری سخن صاحبان فن کی خدمت میں
 التماس ہے ستارخانہ عرض براری کی کہ عالم شباب میں کہ شعبہ جنون میں گور ہی شخص کو شوریدہ ہر آشفہ ہوا
 پر ضروری ہو لو کہ از خود رنگی نے پاؤں کے کیت فوجانی نے انگوٹھ میں پیر کو اسے چشم بینا و گوش شنوا
 دیکھنے سننے کو باقی سے غفلت بخود سے اگر کہی آپ میں سے اتفاقی ہے صحبت نہ سے ہی بہلنے لگا
 یاران اہل اقل یہ دم نکلنے لگا اکثر افسانہ عشق انگیز حکایت ہادی و امیر کہتا مستتابا بار بالطف سحر طازی
 اعجاز نرانی پر و تار نہ ہوتا آخر شعر سخن کی طوطی طبعیت نائل ہوئی تو زونی کلام سے فرحت حال ہوئی
 مدت از تک کہ کہ کیا آپ ہی ہی ہرزہ خیالی ہو وہ قالی کو دیکھ کر چپکے کیا اسبب عدم لیا قتی کے

استادوں کی خدمت سے فاضل تر اس خطاب پریشان کو کسی مجموعہ کمال کے روبرو زبان سے نکلتا تھا جتنا
 ایک دن مہر سہ پرخانی تاج پورج روشن بیانی قزوین یا معنی طرازی آبرو بخش ہو کر نہ پیر وادی جناب
 میرزا محمد ناصر علی خان نیشہ شاگرد خاقانی جهان بلاغت آفری عالم فصاحت حضرت
 حکیم محمد مومن خان اسکندریہ کے فرزند لیکن ان کی خدمت میں شیخ فاضل از ملازمت سے
 ممتاز ہوا قصود اول وقت سبوس سے سرفراز ہوا بعد کراڈ کا دہرا دہرا و پھر ایشاد فرمایا کہ تو ہی چہ
 موزوں کہ کیا تو کتب بہت بہتر اور ہی جن جناب مدوح عنایت نے لکھے اصلاح سے دستی تہواری
 طبیعت نے لکھے تہاں نہایت عمدت میں قریب اس کے فراہم ہو گیا بعد از ترسیخ لہاسی و یہت کے
 بہلا چکا ایک ذخیرہ باہم ہو گیا مگر افسوس کہ غدر میں کہ ان جہاد باطلہ کا دور تھا ہر طرف بین والوں کا
 شور مچا گئی کہ بچے میں سوادی بنی تا دین انی دین انسان کم نظر آتا تھا ہر فرد بشران ہر
 کے شہر سے گھبراتا تھا وقت غفلت غل مجاہد فوج اگر بزدل ہندوستانی کے نہ ہر لایہ حیات جہ سے
 چھٹ گیا تھوڑا ثانی البیس کے لٹ گیا چندی ل کو نہایت قلق نا اندوہ سے جگرشیں کاشق
 سخن کے نام سے نفرت ہوتی ایسے چرچے سے وحشت ہوتی آخر قبول شخصی شہر طبیعت کے
 ہو گا قلق چند روز نہ ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی بعد چند سے پر و پری سودا ہوا وہی
 ہرزہ خیالی میں مبتلا ہوا تہو جب شاہد استاد شہر پر و پری بے اختیاری ہو گئی تہا
 وہی حالت ہماری ہو گئی تہا بظہن سبب روانی جو پھر ناسی میر کر فرائض و صاحب بر عت
 اعتبار فخر روزگار جیسے شیر عطار و قلم جناب نشی فک کشور و صفا کے ان خرف بار چند
 کو بہر کجا کیا تہو جب تک نشن نہ نام لگی کا فور نام تاریخی اسکا نظر ارجحیت قرار دیا
 ہنوز ان باریک بین چون چکران کہتے ہیں کہ اسید ہی کہ اس شایہ کے عین نقیبان کو کیا حیدرین جہن
 نامیں اصلاح باصواب سے طر قیہ پاک نظر ان جہی شہر اس کا ہی کتر نوازی کو کام فرمایا بہت



قصائد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ اول نعتِ محبوبِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقرِ یقینِ یردتی ہی لباسِ غمِ نیا	جسمِ عریانِ پُٹو ہوتا ہی نقشِ پوریا
خاکِ مینِ بل کر ہی ہی مجکو خیالِ خسرو	جاننا ہوں مور کی سائی کو مینِ ظلمِ ہما
نہ نہ دیکھا میری حسرتِ کبھی اسید کا	آج تک ہی صورتِ مانِ مفلکِ پارسا
کچھ تو کم ہو جوشِ محرومیِ خدایِ فلک	بہر چندی انقلابِ لطیفِ سختِ نارسا
فیضِ بابِ ہمِ قوسِ مایگان	کشتیِ درویش کو دستِ کرم ہی نا خدا
گہ مین بیٹھا عالمِ ایجاد کی کرتا ہوں سیر	دل مری پہلو مین ہی اُمیدِ قدرتِ نانا
میری دلی رابطہ ہی صورتِ صراحتِ بیت	ایک ہیں معنی مینِ وفونِ ظاہر مینِ جد
گو اسیرِ گلِ جون لبِ کنِ نکبتِ گل کی طرح	مجکو سوی صلس ہے ہر مکنشِ جنبِ ہوا

میرا ہر نالہ دلیل مستدل مقصود ہے
 سرسری شے شیخ میری نقشِ مستی کو بجان
 عشقِ کمال چاہی نہیں جالِ پاک سے
 استخوانِ گر چاہتا ہی دیکھ سینی کو مری
 جسکا ادنیٰ مرتبہ یہی کہ مثلِ روح و تن
 طلی کی نہ چڑھ کر دوں شبِ معراج میں
 ایک شاتِ پاک تھی کو میں میں مل کو سوینہ
 معنی بیتِ دو عالم یوں سمجھنا چاہی
 عینِ کثرت میں ہی بندہ وحدتِ مثلِ شمع
 اک توجہ میں دو عالم کی حقیقت کھل گئے
 زندگی بخش لہ مردہ تھا ہر حرفِ سخن
 سینہ حاسد سی پوچھا چاہی اوجِ کمال
 واہ ری عظمیت خاکِ پاکو راہِ فحشِ سری
 اہنِ سفید تھی گر بزمِ شہیروں و ملوث سی
 بسکہ فانیات حق میں کرا نا کا تبین
 نی نیازی کی بولت حرفِ ولایتِ ہرین
 کیا کہوں تک کہ ہے دلِ پاک کوئی ستم
 دیکھ کر ہر عبادتِ ستم کی تسبیح و دعا
 ذرہ ذرہ آہستہ تھا آفتابِ حشر کا

رہنمای کاروانِ ہر جن صورتِ بانگِ درا
 قطرہ نابھیر ہوں لیکن ہوں دریا شہنا
 رفیتِ نور ہو جاتا ہے پتلا خاک کا
 ہو رہا ہی مشرقِ غور شہیدِ مصطفیٰ
 ہر گھڑی آغوش میں تھا شاہِ درخشا
 جیسے عینک سی گذر جائی نگاہِ تیز پا
 فرشتوں کی نورِ ایمانِ فرشتوں کے پیشوا
 تھی خبر ذاتِ قدسِ سرِ کون تھا بے ہمتا
 نورِ سخنِ زم زم تھی اور بزمِ سی طلبِ تما
 قلب تھا لوحِ طلسمِ گنجِ اسرارِ خدا
 آبِ حیات تھا جس لبِ لبِ آبِ لب
 سو جگہ سی چاک ہی جس طمغِ فلس کی ڈا
 کیونچہ تھا ہر ملک آگہو نہیں جای تو تیا
 مثلِ دامانِ نگاہِ چشمِ اعظمِ پارسا
 دم بخود ہیں صورتِ تصویر کیا تھا کیا ہوا
 ہو گیا ننگِ شہیدِ جلیبی سدا ماجرا
 جسکے سایے تک نہ ہو سکتی نہ ہی حصصِ ہوا
 عالمِ علوی ہی آتی تھی صدایِ حیرا
 صبحِ عیدِ بہشتِ جنتِ اوسکی کوچی کی فضا

خضر فی عین حق موقوفی سخن یوسف لقا
حرف ہو کر لب می آنا کلمہ علم خدا
سنتک نام زندگی خضر ہستی ہی بقضا
روح کا فساد اس سے کہتی ضمنا بقضا
بنگنی شمشیر عریان جادہ وشت فنا
خاک تو لکھی گا اوصاف جناب مصطفیٰ
ای شہ والا حسب صل علی اصل علی

ایک شات پاک تھی صوف چار اوصاف
واہ ری لطف تکلم وقت ارشاد بیان
تبیغ فی جسد حق کی تھی فرشتہ خستیدار
کھینچتے تیغ و دودم جہدم میان کارزار
سامنی جوا گیا رہے ہوا سوی عدم
شہری سلیم کچھ ترک ادب کا پاس کر
چلتی ہی ہر دم حضور دل سے یہ کتنا رہی

قصیدہ دوم مدح حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکندریہ
قیصر بران سلطان عالم محمد اجد علی شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

دیکھتی دیکھتی مٹ مٹ گئی کیا کیا گوہر
کیا مری آباہ پای جنون کیا گوہر
خود بخود ٹوٹ گیا مایہ جو آیا گوہر
دیکھتا ہوں میں سدا خواب میں یا گوہر
دیتی ہیں لعل میں کا بھی دھوکا گوہر
لعل یا بھی مری سخت میں یا گوہر
ابر تصویر بھی برساتا ہی کیا کیا گوہر
اشک ہوتا میں بکڑ کر جو ہوتا گوہر
خوب بیدار کیا جب بحر سی سلا گوہر

ہنگی ہیں دیدہ بخواب سی سدا گوہر
دعا علی اپنی کن و فون ہیں نہایت فی فیض
بی نہائی گو مری دیکھ کہ آنسو کی طبع
اشک سے ہی کھینچتے ہست نگر ہی دہن
اشک آلودہ خون ہی ہی قریب تقدیر
پارہ دل تیرا دہن ہی یہاں یا آنسو
اشک بزی زنی حیرت اندوہ ہی کم
تہا وہ غم و دست کہ صنّاع ازل کی گئی
چسپ غریب میں سوا زخم جگہ کے معلوم

<p>آبر و لاکہ ہو تمکین جو نہیں کچھ بھی نہیں وہ سبہ سخت ہو وں یا میں اگر سایہ پڑی دل نہیں صاف تو کیونکر ہو قبول عالم دیتی ہیں اہل صفا اہل صفا کو قوت کس طرح جس میں جا تا ہے ہی ہر تہی تم پہوڑ انداز غزل وقت قصیدہ آیا عند شہیدہ سری ہی جو تہی شش تہی</p>	<p>قیمتی ہونہیں سکتا کہی لکھا گوہر بیگمان قاصد ف میں ہی سویدا گوہر سچ ہی کیا خاک نظر پر چڑھی جو ناگوہر ضعف دل کی لپی لہتی ہیں اطمینان گوہر تا کجا آ رہا پیشان میں پرونا گوہر نہ لٹا بخود شوق میں عدا گوہر مطلع صاف کہ ہر نقطہ ہو جسکا گوہر</p>
---	--

مطلع نامے

<p>غور ہی دیکھ نہ دلا ہم دم والا گوہر لاکہ بقدری دوران ہی گرا سپر ہی یل جان ہول جان صفا طینت کا دیکھتا ہوں اسی نور دل لوح محفوظ اس ہی ہی حشر ملکیت نام مخرج گزرا ل ہی تو چل نصف دن کی حضو شاہ جہم تہہ واجد علی فاقستان روز و شب کو ہوا کر عزم تصدیق آوہ شہرت و ست کرم قابل نظار ہے انقلاب کی طبیعت کو اگر آئی پسند یوں ہیں چند ہی جو رہا عرصہ صفت کرم</p>	<p>آبر و میں در مضمون ہیں سوایا گوہر مجھی گر پوچی تو ہمسر نہیں اسکا گوہر آبلہ ہی جگر چاک صدف کا گوہر مارا پرتا ہی جہان میں تہ دریا گوہر چند دم ہی سبب رونق دنیا گوہر نہ ہی شک سخن چاہی کہ اچھا گوہر بحر لطف و کرم وجود کی گیت گوہر لعل خوشید ہی عفت نہریا گوہر دیکھنی آئی ہیں دریا سی تماشا گوہر بحر یل عین ہو اور کان میں پیدا گوہر عالم بحر میں ہو جامی کا عبق گوہر</p>
---	---

نیم خطہ ہی نہوں دست سخا کو کا نے
 بحر و نیسان ہی کوئی اوکی سخاوت پوچھ
 درفتنی کا یہ عالم ہی کہ ہر کوچی میں
 گریہی ہمت بخشش ہے تو بزاری سے
 نے نیاز نہ اگر جانب دریا دیکھے
 بیر تو عارض و شن جو دکھائی اعجاز
 واشد عدل ہی گریہ عقدہ کشائی کری
 رنگ سرخ رعب سیلیسا ہو دم زخم پیہ
 قطرائی عرق چہرہ ہی نادم جو ہوئے
 آبر و بخشی جو برباد ازل کو وہ کہے
 مشتری ہمت والا ہوئی جب سے اوکی
 آب قہر و نیسان میں نمانون گامین
 سچہ ہے سخن صاف لب رنگین سے
 دیدہ کو روگر خاک کف پاسی ملے
 ہمت ہے ہر مظلوم پر دستِ حمت
 نقش پای ہی سببِ نیتِ عالم ایسا
 دیکھ لی گریہ گریہ سے ہنگام غضب
 دیکھ انصاف کہ صدمہ جو یا گردون
 اور اک مطلع روشن پڑھوں ایسا میں

ہمہ تن گزینین کو نین کے دریا گوہر
 نظر آتی ہیں جہان میں تہ و بالا گوہر
 صورت ذرہ نظر آتی ہیں صد یا گوہر
 بدلی خرمہ کی محتاج نہ لے گا گوہر
 کم ہواک قطرہ شبنم سی زیاد گوہر
 دم نظارہ ہواک دیدہ سینا گوہر
 روش غنچہ سرین ہو شگفتا گوہر
 کہ بنے قطرہ خون تن اعب را گوہر
 چہپ سے جا کی تیر و امن دریا گوہر
 صاف بخای ہر اک ذرہ صحر گوہر
 لعل ہی دی کی عدن میں میں گوہر
 ہو گا او سکے رخ صافی کا پسینا گوہر
 ہوتی ہیں لعل میں سے بیان پیدا گوہر
 پیر کہی مگر کہی شب گورین اعلیٰ گوہر
 رکھتی ہیں گریہ سے ہی کی تہ گوہر
 جیسے ہو تاج سر شاہ کوزینا گوہر
 پیکلی ایسا کہ ہو سیما کا ٹکڑا گوہر
 سر گیلے بحر سے فریاد کو آیا گوہر
 رگ جان جو ہو مضمون صفا گوہر

مطلع ثالث

<p>اب نہ کہتا ہی میں حسن وریا گوہر فکیہ خواص نے پیدا کی صدہا گوہر پانی پانی ہی نہ است و بار گوہر کہتی ہیں اہل صفار شک مصفا گوہر ہر سخن کامری ہم بہرتی ہیں دریا گوہر کم سی کہ آج سی تاحشر ٹٹا گوہر جس طرح فکرا نہ وٹھا تا نظر آتا گوہر عرش اعلیٰ پہ ٹٹائی ہی تمستا گوہر جب تک فکر سخنو کر پی پید گوہر جب تک بطن صدف میں بنی قطر گوہر شعر کی دہن پاک میں بھرتا گوہر تاج ہو جو وہ وہ آصف گوہر</p>	<p>تجسّم کیا صدقی کون ای شہ والا گوہر لاجرم بحر معانے میں لکا کر غوطے سامنے جسکی ہی اک قطرہ خون لعل میں جلتے ہیں سببِ نظر اہل نظر فیضِ محبت سے تری موجِ نسیان ہی بان پاس ہے خاطر نازک کا ورنہ میں جنین دامنِ پر مخ و کر بیانِ زمین پڑتا لب تک آتی ہی مجھ سب و دعا ی مجل ہی خدا بحر معانی رہی جب تک جاری ہے جب تک قطرہ نسیان کی ضدِ مشتاق مشغلہ ہو کفِ ہمت کا جہان میں ہر دم فرقِ اقدس سے رہی تاجِ شہی کو عت پر</p>
---	---

قصیدہ سوم ضیاء

<p>ہر دم ہی دمِ خمِ برآں کی برابر ہر روز تبت شبِ بھجران کی برابر کیا کیا ہیں کرمِ گردشِ وراں کی برابر جس طرح پیشیان ہو پیشیان کی برابر گردابِ بحرِ گریہ کی زبان کی برابر</p>	<p>کھس طرح نہ دل تڑپی رک جان کی برابر ناکامی قسمت سی ہی مجھ کو تیرے کون تدبیرِ شام کو ہوتی ہی دگر گون نادم مری تدبیر ہی تقدیر سی ایسے روتا ہوں قسمت کو کہ رہتا ہی ہمیشہ</p>
--	---

آرام نشین و ہم سرتہ گردون
 اندری گشت نصیبی کہ شب روز
 کیا کیا نہیں گشتہ تمنائیں جگر میں
 آنسو بھی نفاہیں جو نفاہی سے جسے
 دشواری جنبش صفت نقش کھنڈیا
 کچھ سنہ کو چھپائی ہوئی جاتی ہی علم کو
 عالم پوری داغ ہو گلزار میں جساگر
 ہر شمع نصیبوں سے تیری بجای
 ہلکتی نہیں دم بہ دل پوس سی میری
 دود جگری ہی نظر آتا ہی جہان تار
 پرواہ نہیں ہونے جگر کے نہ عدو کو
 نا قدری ورنہ ہی نہیں بات کی قابل
 لیکن مجھ با اینہہ ہر وقت ہی تسکین
 کہتا ہوں کوئی غم نہیں جامی ہی اگر شاہ
 و اعجدلی آفات میری کل صفت ماہ
 آتش مراد صدمہ جسے رہے بیزار
 قوتِ عاثر ہو اگر اس کی حمایت
 دانش میں فلسفہ فلطن ہو کہ بقراط
 کس طرح بیان ہو کہ ہر کافسانہ

چکر ہے مجھی گردن ورنہ کی برابر
 بہ باد ہون میں گسریا بان کی برابر
 سینہ ہی مرا گنج شخص دان کی برابر
 رک جاتی ہیں اگر سر مرثکان کی برابر
 کہ ضعف سی ہی گوشتہ زندان کی برابر
 امید مری عمر گریزان کے برابر
 شہر وں جو کہی میں گل خندان کے برابر
 ہر غنچہ گل ہو مجھی پیکان کی برابر
 حسرت مجھے داغ عریزان کی برابر
 صبح و طن شام غریبان کی برابر
 جلتا ہوں چراغ شب حرمان کی برابر
 ہر چند کہ ہوں ناظم شہر ان کی برابر
 ہر مشکل دشواری آسان کی برابر
 رحم مرتبہ شوکت میں سلیمان کی برابر
 ہمیشہ جہان ہر درخشان کنی برابر
 دارا کو جو سمجھوں کہے دربان کی برابر
 رویہا ہی ہوشیر نیستان کی برابر
 دونوں میں ہاں طفل نیستان کی برابر
 عالم میں گھر ریز ہی نیسان کنی برابر

افلاس کا لیتا نہیں دنیا میں کوئی نام
 احسان کر مہین کر مہ فیض ہی او کی
 حال غور با پریت تر حشم ہی کہ جیسی
 دلشاد در عایا ہی یہاں تک کہ شب روز
 کیا خوب سیاست ہی کہ بجلی تہی پ کر
 عالم میں بہادر کہی ایسا نہیں آیا
 قوت میں شجاعت میں فن تغیر فی بین
 کہیخے صف اعدا میں جو ہنگام و غایت
 حاسد کو اگر چاہی گرفتار جس رحمت
 کیا ترس شوکت ہی کہ باہر غفلت
 کیا خاک لکھو قہر معلیٰ کی میں تعریف
 جہر لائل سی جواوڑی روز ابد تک
 ہر نقش نگ گل ترازہ و رنگین
 کیونکر نہ بھی خسر ہو تقدیر پر اپنے
 گروہ تہی شب روز دل جان و جگر سی
 یہاں ہی وہ رتبہ ہی کہ پڑھتا ہوں قصیدہ
 کیا خیر سداوہ ہی دیکھی تو عجب سے
 جب دیکھی پیشانی و خسار میں روشن
 انسان پری کیوں نکرین حلقہ گوشتے

مفلس ہے غنی قیصر و خاقان کی برابر
 ہر مور کو دعویٰ ہی سلیمان کی برابر
 بیکس ہو کوئی رحمت یزدان کی برابر
 رہتی ہیں عالمیں لب خندان کی برابر
 چمکی نہ کہی خسرو من و ہقان کی برابر
 دیکھی ہیں ورق و فتر دوران کی برابر
 رستم سی فروں سام و زیان کی برابر
 دریا ہو روان خون کا طوفان کی برابر
 تن پر سر ہو پسر پیکان کی برابر
 فغفور نہ بیٹھے کہی دربان کی برابر
 رفعت میں ہر اک ذرہ ہی کیوان کی برابر
 پونجی نہ کہی قہر ایوان کی برابر
 ہر صحن مکان گلشن رضوان کی برابر
 ثابت ہی کہ میں آج ہوں حسان کی برابر
 و صفات شیعہ قبلہ و ایمان کی برابر
 سلطان اولی الامر و انبان کی برابر
 کلمہ پر ہے گہرے سان کی برابر
 دوزات مر و ہر و خشان کی برابر
 فرمان ہی تو قیصر سلیمان کی برابر

اسلام ہی کی ہر شے کشیشان کی برابر
 مانا کہ روان طبع ہی عثمان کی برابر
 کہہ جا کی وحشت بزدان کی برابر
 بی نقش قدم عالم امکان کی برابر
 داغ دل پر روانہ سوزان کے برابر
 ہر شام رخ صبح دختان کی برابر
 صبح شام غم شبان کی برابر
 راتوں کو جلی شمع شبستان کی برابر

خطبہ میں پڑھا جای اگر نام نہ اوسکا
 تسلیم کمان تک ہو جس طرح سراسے
 ہنگام دعا ناتہ سی دنیا نہیں اچھا
 جب تک منہ خورشید الہی نہیں ستارا
 جب تک جگر شمع فروزان ہی الہی
 احباب شاہ کی خاطر ہو جان میں
 حاسد کو دکھائی فلک و شمع آرام
 دن بہر ہی پروانی کی مانند پریشان

قصیدہ چہارم ضیا

نہ بنا شیشہ بادہ نہ بنائیں ساغر
 بی سبب ہی مری قسمت میں لگی ہی
 اپنی خانہ مجھی کہتی ہیں باہر باہر
 پی لیا دیدہ پر آب میں آنسو بھر
 جیسے قتل روفا کوئی یار و لب
 آرزو کہتی ہی کیا مری ہو اس جینی پر
 کیا کون تجھ کو پرین بخت پہ تیری پتر
 اپنی ہستی کو میں جو بہر چنیستی تو بہر
 لب خاموشی پہ رہتی ہی نہیں بان بن بہر
 شام فٹ کی گذرتی ہی مصیبت کسھر

کوئی میکش مجھی پہلو میں بٹاتا کیونکر
 صفت جام تہی بزم کو عالم میں
 نام ساقی ہوں کہ ہوں پیخان کی شہر
 دوری ساغر بزم جو یکہا میں نے
 اس طرح ہوا گیا ساقی دوران مجھ کو
 بیکسی دیکھ کی - وئی ہی مری صورت کو
 جل کی دیتی ہی طبعی مری حسرت مجھ کو
 کیا کروں کشاکش درد جگر کا اظہار
 بچکی سنتا ہوں جو خوانی ہی میری تقدیر
 فکر پیہم سی دل جان ہیں گرفتار بلا

شکر و شکوہ کسی سی نہ کسی سی تکرار
 تنگ آتا ہوں تو آہی مریں کو خیال
 داد خواہ ستم دہر ہوں اب کس سے کہوں
 دیتی ہی سنگی تسلی یہ صدای غیسے
 غرض کر جلد یہ افسانہ رحمت اپنا
 شاہ واجد علی ایجادِ جہاں باعث
 جسکی کوچی میں اک ذرہ تیرے چرخ برین
 مل گیا خاک میں یوں نام ستم عالم میں
 پر تو عارض پر نوری روشن ہی جہاں
 عقل شوق کے اقبال میں نیر گردون
 غیری روح بھی ہیں تابعِ فرمان و سکی
 پرورش تھوڑے بیسان کی اگر وہ نگری
 گرسنی شہرت بخشش تو بی عرض سوال
 زرفشانی کی اگر وصف لکھوں گی غدا
 درپراو کی صفیت شہرِ برگ و نوا
 اس توقع پہ کہ خالی نہ بہن ہاتھوں
 غرق گوہرین کری حوصلہ سائل کو
 بہر تکلیف ابد موج تبسم ہر دم
 خشک ایسا گم تھم کا نظارہ کری

مجھ سی چارہ نہ اُلوم کو نہ بھی غم سی ہر
 ای خداوند زمین مالکِ سپرِ خضر
 جوشِ غم دلی غم ستم کا شش دن و رات
 بان نہوختہ و دلکش و پریشانِ مضطر
 آستانِ سلطانِ جہاں پر جا کر
 صاحبِ طبل و علم مالکِ تختِ افسر
 روز و شب جلوہ نشان ہی صفتِ شمس و قمر
 جس طرح طالعِ برباد کا میری اختر
 مثلِ خورشیدِ جہاں تاب ہی جلوہ گر
 نہ اسطو ہی مقابل نہ سکنت نہ ہمسر
 آگ بجیکمندی لاکھ برس کا پتھر
 موتیا بندے بے چشمہ صدف میں گوہر
 گوری حاتم طائی نکل آئے باہر
 آرمقیش کی بچائیں خطوطِ مسطر
 روزِ بہر تابی فلک اُڑے کی نیلی چادر
 کاسہ مہر کہی ہی کہی ہی حاتم قمر
 جس طرح آب میں ہی غرق سہرا کوہر
 دہنِ لہجہ عدو میں ہی زبانِ شجر
 کہ سرتیرِ نظرِ ناک ہی نہو خون میں تر

انگہ رستم کی جہاں جانی اگر خواب میں ہے
 او کی محفل میں ہم کیف زبان زینت
 حکم خدام کو دی خود جلائے کا اگر
 اس قل اہل غرض کی ہی نگاہوں کا ہجوم
 رفعت قصہ معلیٰ کی نہ چوتھو سے برف
 یہ کوئی گہری کہ ہی عرش زمین پیدا
 جو شبہ ہی سن لی اگر او کی فضا کا عالم
 لب دندان کا اگر عکس کھائی اعجاز
 اس قدر لطیف سی خشاہی ہر اک کو آرام
 وہ اگر طول شیش کو چاہی تا حشر
 آج تک مدح سی او کی نہ ہا حرف ہی کم
 کثرت خیل و شتم کا جو سخی فسانہ
 باتون باتون میں حضور شبہ عیسیٰ تھریہ
 میں جو بھما ہوں لب روح فرہ کو او کی
 نگاہ طاعت اگر سردی لغت و کسلائی
 وہ نہ تیار ہی گرا پنی طرح تر تہیب
 مجھسی کہتی ہی فکر و نظم و نظم سخن
 پڑھ کوئی مطلع با آب کہ سن سکنی جسے

دیکھ لی روز و غاقر و غصبت کی تیور
 جام بردار ہی حجم آئینہ دار اسکن در
 مجھہ چرخ بینی اخگر سوزان اختر
 پردہ چشمہ کا و نرات ہی پردہ در پر
 دیکھ کر بارہ در ہی چرخ برین ہی ششدر
 یا کہ ہر در جہ ہی بیت اشرف ہفت اختر
 ہشت جنت ہوشیہ و ز تصدق آکر
 لعل گوہر جو نبی لعل بدخشان گوہر
 کہ نہایت دل سیاب ہی بتو مضطر
 پنچہ مہر سی ٹکری نہو دامان حسن
 شعرانی لکھی ہر چند ہزار و نوسہ
 چوم لی آکی قدم و سیلاب ہی محشر
 ہوتی بین زندہ ہزار و نوسہ اگر
 کیا کہوں خوف ہی جباب کہیں کافر
 مثل یا قوت کہی دور حرارت خمر
 دفتر کفر کون نظم و نظم ہے بت
 اور صورت پہ دکھا طبع رسا کی جو ہر
 غرق حاسد عرق شرم میں ہوتا بکر

کوئی وعدہ ہو جهان میں پختہ نہ
گر پڑی فرق عد ویر تو وہ صدہ کمالی
جان بدخواہ کو اکدم میں کہانی ہی عدم
کریم سیر ہو منظور سوار کا سرج
کیا کمون میں اثر گرم مزاجی ہمسند
صرصر تیز قدم پاس کے کیونکر او کو
آزادی کا اگر نام ہی سن لی وہ کہے
سکشنی کیا کری او جس کوئی پامال غرور
آستان بخت رسائی ہو کہ بھی خواب میں ہی
کیا بیان ہو خدم و خیل محشر کا او کے
مختصر سخن طول و عاید تسلیم
کیا ترا چوسکہ کیا تیری حقیقت نادان
سدق دل سی یہ دعا کر کہ آتی جب تک
شاہ کی قلم و بدخواہ عد کو نصیب

کہانی ہی گزشتہ شاہ کی سو کند ظفر
کہ بنی نقش سیم گاؤں میں کامغف
تیغ ہی یا ملک الموت کے سوچ شمشیر
ماہچہ ماہ بنی کو کبہ صہ اور
ترنو قطرہ عہد قی صہ پ گہر
ہوش فتنار میں شوخی میں گ برقی نظر
ہو یہ جولان کہ نخل چابی گمان ہی باہر
در سوا ذری ہی نجم سی زیادہ شکر
شکر کی سجدی کری کہ ہی میں جا کر قیصر
اس قہر میں ہے کہ غفور ہی او فی چاکر
دیج سلطان ہی بہت حد بیان ہی تر
ہمدانی سی یہاں ہی چہ اس نے بہتر
جلوہ افروز جهان میں فلک و شمس و قمر
گر خوش نخت سہو زرش دل قناع جگر

قصیدہ پنجم ایضاً

طبع رنگین فی کمالی پرنی و چار گل
دیکر چپ ہی لکڑی کتا ہی دل میں واقع
ہمغنی سی غیر ہر تہ مرا ہو کیا مجال
بدیل موزون فغان ہوش حری میرا چمن

پہر چرخ ہوش حاسد ہو گیا کیدار گل
گلشن جنت میں ہی ایسی نہیں ہمار گل
وہ گل ہر یک بو ہی میں کست گل
نخل میں سب زنگین سنی ہمار گل

عطر بیزی گرمی انفاس قدسی کی شنی
راز دار شور و خاموشی ہون کچھ کھنڈن
دیکھ کر نگیننی یاغی فکر کی بی قصد ہے
ہون کا مل جذب الفت میں آگ چاہون
صلح کل نہ سب سب سے مل جلتا ہون
لیکن اس گلشن قحط قدر دان سے ہون بخت
وہ گریبان چاک ہون جاؤں اگر سوئی چمن
ہون ہوا دی جو اپنی چاک سیدہ مثال
ہون صیبت آشنایا دیکھون سیر بوستان
داغ سودا داغ حسرت داغ دل داغ جگر
ہوش میں تسلیم آتا چن رشک وہ دہر کا
آرزو ہی اور کوئی مطلع رنگین سنا

زرد ہو غیرت سی مثل نگین ہمار گل
گل بھی بلبل خفا بلبل سی ہو نیاز گل
دامن ہر لب سی کرتی ہنرم گشتار گل
چہوڑ کر بلبل کو ہو میری گلی کا ہار گل
لائین کی میری یحد پر کا فرو دینار گل
جس طرح ہو موسمی میں دلیل و نیاز گل
دیکھ کر محکوتی اک دیدہ خوشبار گل
کوڑیوں کی مول کبھی ہین سرباز گل
میری نظرون میں کشتی ہین شکل خار گل
یچھلی ہم چار باغ عنصری سی چار گل
سنگے ہین پریشان ہی جگر افکار گل
بی تکلف جس سے ہو ہر نقطہ اشعار گل

مطلع ثانی

غفلت فرا بسکہ ہی بہر دل بخوار گل
اوج پہمی اجمت بارشوش فصل ہمار
جس طرف دیکھو نظر آتی ہی بلبل جدمین
کہہ رہے ہین از دل بھیج رہے ہم شوق میں
غش میں ہے سبز دل صیاد و بچین
کوئی پوچھ ل سی میں شوق اعجاز ہمار

پہول کی بدلی لی آساقی ہر شاد گل
کیا عجب بجای گر خار سرد ہوار گل
کر رہی ہی چھپے کر پتہ ہفتار گل
مونس پر وہ بلبل شمع کا غنوار گل
ہنس رہے ہین دیکھ کر مثل لب شیار گل
ہو گئی نقش و نگار خانہ خمار گل

آر ہی ہین نکستین ہرست سو سونا زسی
 شوریدین لاکر دین بیل کو چپ ہین نازسی
 نور بخش دیدہ معذوری دید چمن
 شکست کیا کرون مجکو دکمایا وہ چمن
 مدحت احد علی شہ جسکے قد جاہ پر
 اس چمن میں نقشہ ہی سرا پا باغ کا
 گر نگاہ کم سی کمی او کی قصر جاہ کو
 ہو جو پیدا شوق طرہ ہوشن بیل کی طرح
 روی کشن کا پڑا پر توجہ وقت سیر باغ
 جوش غفلت میں کیا کیا باغ نگین کا خیال
 سر کی بل آتی چمن آپ کی پاؤں کو
 گز زبان قہر ہو دلیں ہو اس سیر باغ
 تم یہ صدقہ کرنی کو پست بلند و ہری
 شہرت افزا جیسی ہی نگین مزاجی آپ کے
 صدقہ ہرست پہنچو ٹی بی نیاز می ہرین
 بن کی گلستہ جگہ پائی چمن بی خم میں
 طولی حاکم کجا تسلیم روک اپنی زبان
 وقت رحمت چمن پیر گلن کی سامنی
 اخی اجدک کمائی سر می فل گریبان

ہو رہی ہین یاد کار طبلہ عطار گل
 بن کی لطف مزاج شاہ بیت گل
 کیا تعجب گزنی چشم اولی الا بصار گل
 ہر گہری ہی قفس امن جیسے نگار گل
 جرج ہی آبی رضائی نکشان چن گل
 زلفت سنبھل چشم ز گس سرور قد خسار گل
 مردک بجای بہر دیدہ غبار گل
 اوڑکی پونچھی باغ سی تاکو شہ و ستار گل
 بنگلی مانس خامو طبع انوار گل
 خواب میں نگار ہی ہین طالع بیدار گل
 رکھتی گرانند نکست طاقت رفتار گل
 خون شبنم سی کمالی شاخ غل دار گل
 آسمان کہتا ہی بخم دامن کسار گل
 ہو گئی سیری طرح عالم میں ہمقدار گل
 میں تو کیا فصل ماری گئی ہین ہند گل
 رکھتی ہین باغ جنان سی مثل فرخ عار گل
 ہو مہا وانا کی سی قدردان کو مار گل
 پہچ باغ مدعا کی جلد تر دو چار گل
 شعلہ ہی جبتک حضور مرغ آستخوار گل

<p>اچھا جینکے یا ضن ہر میں مشہور ہے رزم گاہ دو جہاں بن ناوک صبح کا</p>	<p>بہر زخم داغ بلبل مہم زنگار گل خون ادا سی ہی ہر دم لب سو فار گل</p>
<p>قصیدہ ششم ایضا</p>	
<p>نفسہ سخی کی قابل فی سزاوار فغان لاکھ چہیرے شخ طرسہ ہی کہہ کہتا نہیں ہر طرح پوشیدہ محفل ہی مجاہد غیب سی ہوں بان بربزانی روزان آگاہ ہے غیر لای کا گمان ہی لطف مضمون بلند چاہتا ہی دخل عیاسی کہی ل میں جگہ بسکہ ہوں فیض سرم بلوی ہی کا سیاب آفتاب صبح عشرت ہوں ولیکن انجست بوی گل جن گل کو ہی صحبت ہی ہر ناوار میں ہر خواہ امیری اپنی آزادی ہی میں جز پریشانی شریک ماتم مستی نہیں خاک کی ہولی عباد دل عجب ضریر شریک کہ کیا خانہ خرابی سے دل برباد میں عین ہستی میں خیال سرلندی ہی ہی شوکت تخت سلیمان نہک بہت ہی مج حرف مہ ہوں کہ مکے پر نہر گزین</p>	<p>بلبل تصویر ہوں کہتا نہیں گویا زبان بند کہتا ہوں تنگ غنچہ پیکان دمان سینی میں نندل ہوں دل میں نندل گل میری خاموشی ہی میری اعلیٰ طرح بیان قابل پرواز کب ہی شہیر زار غ کمان بد گمان مجھ کو ہی سہما ہی مزاج قدردان گنگ ہی آگمی سہماں ایل کی بان ہوئی شام صیبت سانی ہی عیان ہوں بکرو چی سانی طبع نازک پر گران تنگ ہی محبت سپر و صحت میں مکن ہوں گرد و چرخ آہ بزم یکسان جی بہرائی گر میں دیکھوں کوئی شہد عفران آج کل ہی اپنا سیدہ غیرت ہندستان ہوں ترقی آشنا مثل غبار کاروان گرچہ ہوں منت کشن با بوس مور ناتوان کلاقت رت لکھی سون روی امتحان</p>

<p>گرم آبی ہو پیدا بعد سے جانو رفتہ رفتہ اب دولت بنی نری کی ہرین اتنی ہی برجانہیں ہیں جو آبی خیال تاکوں پیدا نہ شکل قمر صنان پر کاروار سخت شکل ہو گیا دم بہری جینادہرین عرض ہیں کس سی کون یہ جاجر ای کیسی ویکنا کیا کیا فریب روی ہو خراب جھکاو سو دای سر کیسوی سخت ارجمند ہوشیار ای خامہ بیوہ سپہا ہوشیار گل کلا یا چاہتی ہی آید فصل ہر پروکھا تا ہی ترقی جو شستہ سر پہرنگا ہیں ہونڈ ہتی ہیں مجمع احباب کو بی تعلق ہوں تعلق کی تناسی مجھے صورت بدل دم جو دیکھوں جاں پہلو اس کڑی مطالعہ فہم کن حکایا و آیات ہے مجھے</p>	<p>میں اسیر قافلہ تہا وہ ہی گرد کارون بن گیا ہوں اعتبار وعدہ وصل تان کوئی آن وارہ کیوں پھر ہوں رہتا ہوں کہلن مجھ کو چکری نہیں میں رہتا ہی بھل سمان خضر کی کیونکر سر کی آہ عمر جاودان دوست دشمن جو شیریں گانہ سنگر مہربان بانج انصاف کرنا غمگسار تہر سوان اور وہ پنجویں سیلے غفلت خیال گمان تاکجا وقفہ زبان آئیں میں سہم شاعران رنگ لایا چاہتی ہی او آہنگ فغان کرتی ہی پرنا نہ عشق قانہ طبع لوجوان پڑتی ہی پیر مری آنکھوں میں غم وستان لپٹی جاتی ہی ہر اک تصویر دیوار مکان مشن خواہ سیکر و پیلو ہوں خیل موشان جس چپیدہ ہی عروج التماس قدسیان</p>
--	---

مطالعہ شاعرانہ

<p>مجھ کو کھانا بھی حسن بہت خطرت زبان ویکر جو بن بہر سبزہ نوخیز کا چو ستا ہی ہر وہان غنچہ گل باغ میں</p>	<p>بورہ روی زمین لیتا ہی کیا کیا آسمان اگر گیا نظرون جی حسن سبزہ روی شان نرم ہو کر میں کیا خیر دلیل کی زبان</p>
--	---

خوش مستی میں جو انان چین کے سامنی
 دیکھ کر مستوں کو دھڑکتے کنار جام سے
 عرض نہوان کا ہی نخوت نہیں دیتا جو
 خستہ آوارہ و رسوا ذلیل و بی وطن
 منبرِ شہناخ پر پڑھتی ہی بڑی عندلیب
 جس کے ادنیٰ ریزش نہ رکی بدلت ہرین
 پر ٹپکتی تھی اک نگاہِ صحر و ز ازل
 عادل و سکیں نواز و جرم بخش و ظلم گاہ
 نکست افشانی و امان شہیم خلوت سے
 گرسنی تقریر روح افزا تو فطر شوق سے
 ہر گداہی دہر میں فیض چین سانی سی شاہ
 پشت و شہن سبا پر جای سایہ تیغ کا
 جس گہر میں کوئی نگاہِ قہری سوی عدو
 تیغ او سکی گریبانِ عرصہ رستم چلی
 دیکھ کر اوج مراتب سینہ گردون چاک
 ہون چیراں او سکی پہنچش عنان کیا کہون
 یا تو ازیت داری یا مزاج گرم یار
 خلاف ای عالی بند و بست ہر ہو
 زہت قصرِ معلیٰ کی ملکون تعریف کیا

چلتی ہی باد صبا کرتی ہوئی انگلیان
 ٹپکی پڑتی ہی ٹپک ٹپک چٹکے گلستان
 ہنگیا معشوق بی پروا مزاج غیبان
 پرتی ہی ہری طرح بادِ خزان ہجرتان
 خطبہای رحمتِ احد علی شاہ جہان
 مختصر ہی طولِ امان زمین و آسمان
 آج تک ہی کاسہ خورشیدِ نور زرفشان
 صاحبِ جو و سخا و دستگیرِ بیکسان
 ہور باہی حلقہ آغوشِ عالمِ عطردان
 بدلی تصویر بہر گفتگو کو لے زبان
 ہنگیا ہی مرغِ سجدہ کو کپِ غنیمت ان
 بطنِ بادری عددِ زادہ ہو پیداختہ جان
 عافیت پیدا کری تاثیرِ مرکِ ناگمان
 آئی کو سون بہر استقبالِ شورِ لالمان
 وای نادانی کہ ہم بھی ہیں سکو کمیشان
 نبضِ سہل یا نظرِ اجلوہ برقِ طپان
 یا پیری یا رنگِ جستہ یا تصورِ یاکمان
 دورِ دوران کی طرح برہم کر کیہ چسان
 تارکِ عرش برین ہی رہیہ چترِ سائبان

خاک ہو بسہ میرے سرستانِ پاک کا
 کھینچتے ہیں انگہ میں جن بشتِ نرمانِ حور
 عالمِ علوی سی او سکی دلخیزی پوچھی
 اس قدر طعنی بی غیرتانی وقتِ ہمسر
 او سکی کوچی کی آئینِ رشکِ انفاسِ سحر
 کیا مصفا ہیں وہ دیوار جسکے سامنے
 چرخ پر حکمِ قضا سی بہر تزیین و صفا
 قصرِ والا ہیں سرِ غافر ایسی فنِ ایشیز
 رہرو دین ہی ہی اس طرح بی کیفیت کم
 شوکتِ اسلام و کلامی اگر وہ شاہِ دین
 ذاتِ او سکی دشمنِ تجا نہ مانندِ خلیل
 آفتِ اسید کا فرطِ طبع جانِ حق پرست
 حکمرانِ ملک جانِ سرور و دیوانِ دل
 آسمانِ نخت و دولت آفتابِ عجب جا
 بہترین نقشِ حکومتِ اور دارِ احشم
 باعثِ تسکینِ دل آرامِ جانِ بتلا
 تاکجا تسلیمِ خویشِ مع خوانی مانِ خموش
 ناتواں شاہِ ہر دو عاجلدی کہ بامِ عرش پر
 ای خدا جب تک اس نظم ہی خاطرِ فریب

پستی گا و زمین ہی لوحِ فرقِ فوقدان
 ہو گیا ہی سرِ مدہ وینتر غبارِ آستان
 گر و پھرتی ہیں تصدق کی لہری آسمان
 چھپ ما آخر نگاہِ خلق سی باغِ جنان
 او سکی چو کہت سجدہ آموزِ جبینِ انش جان
 دیکھ لیتا ہی بشتِ سبیل کی اسرارِ نہاں
 صورتِ جاروبِ بنجانی ہی شکستِ شان
 شمعِ روشنِ جسطرحِ محفلِ میںِ قالبِ میں جا
 جیسے خطِ استوا پر آفتابِ آسمان
 پانی پانی ہو کی بیجا ہی ل سنگِ ستان
 مسجدِ ون کی واسطی داو و ثانی بیکان
 برقِ کشتِ شرک ابرِ نو بہارِ مومنان
 شوکتِ دینِ محمد قوتِ اسلامیان
 مشرقِ صبحِ سعادتِ مطلعِ نامِ نشان
 دادگرِ نوشیروانِ شمشیرِ نرنگِ پیر خان
 لمحہ نورِ خدادادِ روحِ تنِ روحانیان
 ہو رہی گا پر کہ ہی طبعِ رساکا امتحان
 کب سی ہیں آئندہ آئینِ لب و جانان
 خود ثانی ای خدا جب تک ہی سرِ شان

ای خدا بختک سغان حال بی لب سخن	ای منی ای خدا بختک سولای همان
شش دست بر غیب موج کو صاف بی	شکوه قبل و جا و دولت نام نشان

قصیده هفتم مدح عالی مقام والا صاحب مجتبی باخان داماد اقباله سیوت

شده مرکب عددی انقلاب روزگار	آرزو بنگر نکلتا ہی مری دل سی غبار
لخت من پست بلند هر هی پیش نظر	شوخیان دکملار راهی ایلوق لیل و نهار
بجوش خاطر هوای اوستان لخت و موت	عزیز مطرب ل و جاتابی وقت خفتا
طرف سلمان طرب آتی آتی تاربان	نغمه بخاتی ہی فریاد دل بی اختیار
سینه صدف هی صحن بنیم عشرت آجکل	رقص شادی که راهی خامه صحنون نگار
کاروان اشک حسرت بی کیا ترک سفر	سینه عشاق کی مانند خالی ہی کنار
فرق لایا جھرش شاد و غم عشاق بین	جای ناله فقهه هوای سینه سی تشکار
پاک ہی آغاز مطلب تمت انجام سی	هر زمانه بین ہی طول صفت پروردگار
روح ہی مجروح جاتی ہی هو کی تافک	آج کل موج هوا کرتی ہی کار و وفکار
چون مستی بین کاظ توبه و عطا کمان	ساقیا بر خیز و موت کن شتابی می بیار
چهره قتی ہی خاطر شتاق کو موج نسیم	گدگداتی ہی طبیعت کو هوای لاله زار
مطلع رنگین چمن سپر ابلغ فکر ہے	داس اندیشه ہی ہم رنگ دامان بهار

مطلع ثانی

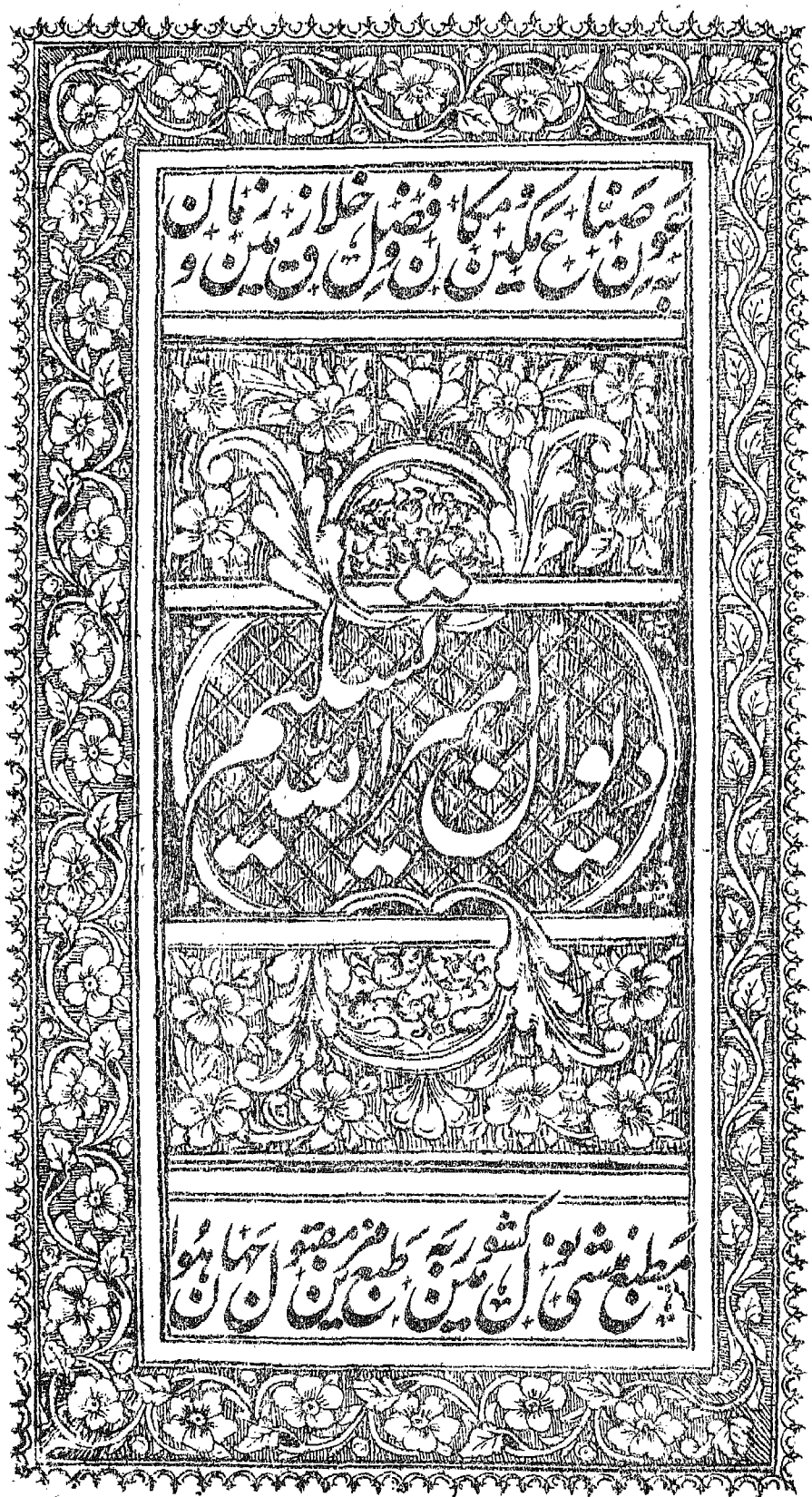
زندگی کیا موی ہی بین منست کشن و بربا	هوسا ہی سبز نخل شعله شمع مزار
بسکه ہی جوش طوبی آتی آتی ناز بین	سبز لائی اگر بونی کوئی تخم شزار

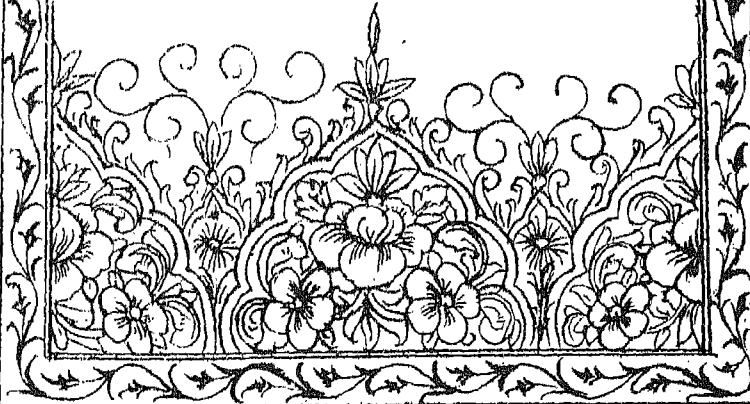
کیا تعجب اگر کیش سفید سبزی
 آپ سی باہری کیا کیا ہر گل تبلیغ میں
 شمع چشمی کس سبک کی میں کیا کہوں
 ہر حجاب بچو مشتاق حسن دست ہی
 دو گھڑی ہی ایک عالم نظر آتا نہیں
 عقدہ راجہ صنم کی کہتین ہیں باغین
 رختین دیکھ لاری ہیں گلزاران چین
 واہ کیا فیض ہر گلی کہ بربادی میں ہی
 گوش بیل کو سنا تا ہی لب گل ہر طرف
 جسکی احسان مسخا وجود عالمگیر سے
 حسین مج پیا کہ شب بہر تیاق دیدین
 دیکھ لیکن خواب میں جلوہ جمال ک کا
 جلوہ خورشید تابا نہ ہی روشن ہوا
 دیکھ کر صرف سخاوت کی ہی حاتم کی روح
 ہوا کہ سو مرتبہ صبح ازل شام ابد
 صفحہ کو نہیں پر لکھیں کہ انا کا تین
 آب گوہری و نیم شمع و کمالا کمال
 ہر بحر الاتی قصہ آسمان میری طرح
 اگر کشتی افسانہ ہجرت تو فرط خوف سی

سبز ہو جائی بنک سبزہ نہاد
 کرتی ہی دل میں جگہ گلیا گلیا نہاد
 جاگتی ہی پردہ برگ شجر سے بار بار
 صدویک غوش سخائی ہی صبح جو بار بار
 ہو گیا خست مزاج باغبان کا است بار
 بنگیا ہی داغ لالہ نافہ مشت بار
 سر نہ چشم فلک ہی صبح گلشن کا غبار
 آج کل سوست پر ہی سبکو گمان نہوا
 درخت خواب یا با خانہ و اقامت
 ہر گداوہی خواہی مثل قارون بالدار
 پیر گردن ہی کو اکب سی سرچشمہ زار
 حضرت یعقوب کو ہوا یوسف ناگوار
 داغ کہتا ہی جگر پر شاہر لیل و نہاد
 ہست الا کی صدیقی جو دھول کی غبار
 اور ہو پیدا ترقی صفحہ میں ہر دم ہزار
 ہونہ تو ہی اک عطائی نیم خط کا شمار
 کشتی درویش طوفانی ہوئی انجام کار
 اک نگاہ مہر کا خورشید ہی امید دار
 بنظر سہل کی طرح تیر پی رگ سفند یار

حضرت تیغ و پیکری و پدید افروغ هو
 خنده زخم دل دشمن می هواهای عیان
 هفت خان بی قصه باز چگاه کو دکان
 کیا لکون تعریف میں سپید رفتار کی
 و سپک خیزی ہی چشم و پر کند جمع پاؤں
 فصل سیم کی ویکر جلو یقین آیا مجھے
 گدگدائی گر خیال تیز رفتار می اوسی
 یہ جهان تنگ و سعت قابل جولان کمان
 وصف و بخشی خدا کی ایک بات پاک میں
 گر خلا و شای عالی غیر موصوف عیش
 چرخ کی گردش فی آخر کچھ نہ کچھ پید کیا
 ملک سے روشنی خدا کی کردار زیر نگین
 کہ لای تسلیم یہ مصرع بی تاریخ سال
 کہ چکی کہنا تھا جو کچھ ہم کو خوش فکریں
 یوں مصر کا کبھی پیدا ہی رسم آگے
 اچھا احاطہ میں ہی جو وقت بہت دیند
 قرآن نیای خدا جب تک تلوون دست
 آن دیوی پہلو مدوح میں ہر دم میں

صورتی سکر مدوح و تن ہوں ہم مہکنار
 رکعتی ہی سامان شادی مرگ تیغ آبدار
 رسم جنگاں ماہی ایک طفل میسوار
 توسن نیشہ ہی واما ندہ ناس غبار
 خوابِ حیات میں اسکی فرقائی زمیندار
 ہین ہلال و بدر جو شر آرزو میں مہکنار
 کام اول میں ابد پائی ازل کا اعتبار
 عزم جنبش ہی کری طی عرصہ روز شمار
 برزم میں ہمیشہ وقت زم سام شہسوار
 کیف عشرت میں ہو پیدا غفلتِ جمع اب غبار
 آگی مرکز پر ہوا اقبال دولت کا قرار
 اوٹہ گیانی اختیار کی کا جانشین اختیار
 موج آب رفتہ پیرائی میان جویبار
 لی رہا ہی چمکیاں تل میں خیال ختم
 ای در یمن غا و قری عا ہی شویار
 ای خدا جب تک میں آسمان میں قرار
 ای خدا جب تک عرویں ہر شئی اعتبار
 مطرب جنگ رباب ساقی وینا و یار





بسم الله الرحمن الرحيم

روایت الالف

یہ بیزبان رقیب بنا ہی کلیم کا	عاشق دل خموش ہی حسن قدیم کا
میر سخن ہر عقدہ الف لام میم کا	کہوں گراؤ سکی قامتِ نعلتِ دین کی و
اب کیا جلائی گا بھی شعلہ جیم کا	سو زخمِ فراقِ دین برسوں پرکا ہونیم
کسکو داغِ خندہ موجِ نیم کا	ہر وقت آ رہی ہی ہو ابلِ غِ قدس کی
مسجودِ مشعلِ کعبہ ہوں عشقِ عظیم کا	جب ہی دل حزمین ہی گذرگاہِ فریاک
نظار کی ہوں حلقہٴ بابِ کیم کا	صنعتِ ہونِ غنی سی نہیں تہی مین کم
چٹنا ہی تنگی دا ہمہ کیا کیا حکیم کا	صنعت کو اسکی نیکی بریوانوں کی طرح
گل ہے چراغِ ہوشِ بیانِ ہر فیم کا	میں کیا جو اسکی گنہ حقیقت کے پاسکون
جوین ہی داغِ بر گلِ باغِ غیم کا	پسکتا ہی مل طراقِ مین اوس نو بہار کی
عالم ہی جسمِ نازِ نبضِ سقیم کا	عشقِ مسیح میرنی ایسا کیا اضعیف

عاشق ہوں کوئی خاص نہ ہو نگاہِ رحم	خواہان نہیں ہیں آپ کی لطفِ عظیم کا
۲	۱۷
<p>گل افشاں عشق ہی ل میں شمع درویشِ سیر کا پیچِ شوقِ مینہ سی دل لیک وشن ہی کہیں گے قبلہ رخ تربت پیر پوئلکس رسالت کے گواہی و گاہ میں دل تفتہ کر بھی جہنم کیا جلائی گا مجھی ترنگ آون گا عجب کیا گزشتی گورین میر پرین کلمہ شمیمِ خلداتی ہی شہید تیغِ الفت کو کیا جس سے مجھی شیر جہ پل محشر تک عتاب کہ گاہی ہی شفیقِ عاصیان تک یہی عتمت اگر ہی تو معاذ اللہ محشر میں تنہا ہی مجھی گز بہر میں کی کوئی قدس میں نہ جانی گا یہود و خاطر بہر ہی کر ہے وسیلہ گز نہوتا آپ کے وعدی کا محشر میں قصور جب میں تاہوں تو یہ انصاف کہتا ہی ہزاروں ملین میں آتش سوز جسم ہی بلند کیا کروں کیا شکاری تسلیم ہی میں</p>	<p>نمونہ ہی مرا سید نہ بہا بہشتِ جنت کا چراغِ شام بیکس بہ شلر داغِ حسرت کا لی جاتا ہوں ملن دل میں تیر بکلیاری کا کہ گشتِ شہادت ہو گا شعلہ شمع تربت کا پکارا و ہوں گا بیابانہ لیک نام حضرت کا کہ ہر داغِ جگر نقش ہے نصرتِ نبوت کا ہر اک خم دل صد چاک وازہ ہی جنت کا لکھوں گز دل مور ناتوانِ جبر و عفت کا چٹا جاتا ہی وہن باہی امیدِ رحمت کا سید کاری مری مری گوی نہ کی شفاعت کا کسکی اہل کو مشرود و مجھی فودون جنت کا گرہاں ہو گا میری ہاتھ میں سج و قیامت کا سہارا ٹوٹ جا تا میری دل کی طرح امت کا گنگاری کا مجھ خاتمہ تیر شفاعت کا خدا داد واد ہر ہی کوئی چہاں آیت رحمت کا کہ نقشِ پا ہی تو نقشِ پا حضرت کی امت کا</p>

لکھائی کی غمِ صبحِ سحر ایزوان کا
 تعلق کی ہی باقی بازلف پریشان کا
 عیان ہی کی ہی ناشاید نہائی پنهان کا
 جی کیوں دیکر جلتا ہی دل کی ہر مسلمان کا
 اسیدِ نفع بجا ہی تپاکِ ابلِ نعمت سی
 بہل جاتا تو ہی کچھ دل غبارِ وحشتِ شست
 دلِ لیلینِ بیک کو آں زوہن کی گوتی بہن
 روایا جھگو کسج و نشین کی پارسائی نہی
 نہو خط کی ہوئی بوسہ لبوں کی کون پائی
 مقدر ہی ہی تو کل پہنچ جائیگی جو کر تک
 دکھا دیتی ہی جلوہ روزِ عشرِ کاشفِ نام
 وہی گر دیتی ناری ہی شمعون ہی فنِ مین
 بھی صیادِ ظالم کس خطِ لہرِ فرج کرتا ہے
 وہن ہی حاکمِ لہرِ داغِ دل کی کوکھ ہی
 تماشا شبنم و گل چس ہر خاک کی کہیں گے
 سنگِ دانشِ دل سی سدا محروم رہتی زمین
 فراقِ یارِ مین جی سی مرنا خوش شکل ہی
 برکتِ موی گلِ عیانِ سیر کی باغِ عالمِ مین
 شباب یا نہیں نہ ہا توانی بڑھ ہی جاتی ہی

جوابِ فکر کن ہر ورق ہی اپنی دیوان کا
 ملا قسمت سے بہرِ دفعِ تختِ سنبہستان کا
 کہ عالمِ سبز و تربت پہ ہی شمشیرِ عریان کا
 نگہِ دلِ امانِ فرخ کا نہ بدلِ باغِ فداؤں کا
 ملا ہی کسکو پانی چشمہِ سرورِ رشتان کا
 دیا ہی سادہ غورِ مین پریشان فی نشان کا
 ہمارا اسیدِ گویا نقشہ ہی شہرِ خوشان کا
 کہ نہ کیا نہ شکوہ کی کبھی امانِ فرگان کا
 اجاری مین خضر کی آہِ چستِ کتبِ دیوان کا
 اشارہ ہو چکا ہی تہائی دلی نرسان کا
 بی ہی شامِ غم کو رنگِ شمسِ جرج خندان کا
 بنا ہوئی جہ خندان غنائہ شہرِ خوشان کا
 پھوٹا پٹانہ کوئی پہول تو ٹارا گلستان کا
 لپکتی ہی لکنا شعلہِ جہِ باغِ نیریلان کا
 یہاں واپس ہی ہو کو اپنی زخمِ خندان کا
 نہ پہولا باغِ عالمِ کس سیدِ سخنِ پیران کا
 بیان ہوا کر کیا شواری تکلیفِ آسان کا
 سکو جی مہی زانو نہا نہ سہائی پٹی امان کا
 بنا ہی ضعفِ بہرِ وحشتِ عمرِ گریزان کا

مُرادین تو جوانی کی برائیں عہد پیری میں دل کا مسمیٰ داغ الم دم بہر نہیں ہنستا ملا ہی کو نسا رشک سہمن باریک جس سے رفیقانِ جنون کی آمد و زحمت برابر ہے کٹی عمر دور و زہد مثل شیشہ بر عالم میں	کٹی تہب جھکو گویا کھلا دروازہ زندان کا اجارہ ہو گیا ہی خانہ بفسلس پہ جہان کا گریبان پر گمان مچی اس صبح گلستان کا کہ نکلتا ہی نکلتی میں ہی خارِ غیلاں کا نہ سر پہ اکیا ہنسی لیا احسانِ سامان کا
---	--

سنو کچھ اور بھی تسلی میری نالہ سنو

ارادہ ہی ترقی پر ابھی طبعِ سخن دان کا

۲۵

۲۶

تاشا جامہ زیبی و بھیری کی خونِ شہیدان کا جنون میں بھی شریک نہ ہوں جسمِ بے جان کا اجل محروم پہ چائی کوئی بو نہ دندان کا دلاتا ہی ہمیں کیوں بادِ غصہ و فدا کی چمکتا ہی نہانی میں جو قطرہ او کی بالوں سے وہ کا فخر و دین کی محبت کو مسجد میں جاتا صبا اور تری ہوئی لائی خبر جب کہ بلبل کی جنون میں یہاں تک گیا ہی ناتوانی سی میں نے آتشِ قہم ہوں گرمیِ خناری میری تلاشِ یار کی گشتِ تنگی مرکز ہی باقی ہی پیشمان گویا نہایتِ خونِ اضمحلتِ صبح ہوئی جب جس صورتِ جسم پر نونِ نظر آتا	گریبان پیرہن میں ہی ہلالِ عیدِ قربان کا کبھی صبحِ نہ دس کبھی ماتم گریبان کا کہ میری حق میں یہی حق ہی قطرہ احسان کا غمِ محشر کوئی صد نہیں ہی شامِ ہجران کا گمان ہوتا ہی زلفِ شکر پہ پریسان کا آہی خاتمہِ بختِ رہز اہد کی یگان کا گریبان گل فی پہاڑِ اسو گینِ غنچہ بستان کا کہ مجھ کو حلقہ زنجیرِ حلقہ ہی گریبان کا بنایا جادوہ صحرا کو ششہ شمعِ سوزان کا گولا پر رہا ہی آج نکشاکِ غریبان کا کہ تو فیضِ گل میں کہ لیا پر گریبان کا گیا ہمراہِ دوستِ وہ جوینِ کٹی زندان کا
---	--

<p>فلک فی شکل بدلی فتمتا جو زو صلیکے جنون کے جوش میں کیا زندگی کتنی ہی است اتر کر تنی نہیں اعلیٰ کو صحبت سپت فطرت کے کیا ہی تیرا بدن اس قدر ہر جسم قاتل نے بکسر تار ہونے یا شل طفل شک محرومی اوہر قافی لاکھوں گنہگاروں کے جانی ہیں جنون بھرا میں بھی اگر نہ آزاوی ٹی بہکو گنہگار گری سوز و رونا کر دیا پاس نے ابھی تک کہ میں نہیں باغیر سی باتیں بناتا ہا جسم ہمو کہ طوفان کہتی ہیں کچھ دیجی بہکو جنون بہر کفن سوا نکرا لاش غریبان کو اوہ بے زوی دست جنون طرفہ تماشا ہی</p>	<p>عجب سنی کیسا ہونے شہ کی گیت جھڑکا کہ ہم وقت غریب کسا احسان بیابان کا ہوا دامن گرد آلودہ عکس ماہ تابان کا کہ پہاڑ میں جلنا نہ کہ کسی شیشہ آئینہ بیکان کا پیشانی تین تین دریاں کا یہ شہر مندہ گریبان کا اتنی عالم رحمت میں کیا ہی قحط عریان کا یہاں ہی حلقہ آہو مانجیا حلقہ زندان کا بتائی کیا بتا قاتل دل مجروح بیکان کا جنازہ اوٹھ گیا غافل تری ناکام جہان کا دل پر سوز کا سدقہ تصدق چشمہ گریان کا کہ بس یہ پردہ پوشش کسان دامن بیابان کا چھسکا اتنا ہی سوی پانی میں سر گریبان کا</p>
---	--

<p>۵۱</p> <p>مقابل آج ہی تسلیم خستہ ال معنی سے خدا یا آبرور کہنا تصدق شاہ مران کا</p>	<p>۵۲</p> <p>تہ خنجر بیابانک پاس تھا قاتل کی امان کا گلان ہوا جی جنون کیا دلق صد سنگ طفل کا وطن میں تازہ وار و ہون طبعیت کہیں کیا ہوا وو عالم قتل ہو گا اک نگاہ نازسی تیری کہی اسپین دیکھا اور کچھ جزا شک محرومی</p>
---	--

سیه نو همنشین بخت فلک خمی بختی
 کسی حالت سیرنجین دلا جو بن کنهین
 چون مین پیش کیصوت می آماهی دلا
 درو و یواسی هر وقت میرانی برستی
 مقرر آن کوئی شکایت صفائی والا
 وه برهم چون که محکوم بر می نیاید
 همیشه چو خورشید سی کیون چاک
 اثر و کارها می خوار است بعد از
 گریبان چاک که کل بنی بیک
 نگاهین و نودستی مین مجمع احباب
 ملای خاک مین نور نظر کو قیاسی
 هوا کرتی ہی زینت غیبی نگرین
 گما تیریتی بانه کرانگون پائل
 گریبان کی طرح اپنی کرون کا چاک
 بنسے دل کول کر مہرہ بخت شورش
 مریل صبح ملک میدوار وصل حیرت
 نقاب لعلی رخ روشن کی سنی شمشیر
 سداوی تیران سی نفرت ہو گئی
 آسای سیکه شوی مین کما آپ

گریبان ہی نہ سوال کر ہوس دامان کا
 کہ نگین ہوں ہر گز نہ ہی خندان کا
 سداویتا ہی ہنسینیا بھی چاک گریبان کا
 مری صحن مکان مین کوئی تخیل نہیں
 بنا ہی دیدہ یعقوب وزن پی زندان کا
 سداویتا ہی افسانہ شب لب پیشان کا
 بنا ہی کیا گریبان سحر ہی مری دامان کا
 سدا بالائی تربت سایہ ہی غم خیال ان کا
 کشت فسون کی گلچین ہر تار گلستان کا
 اثر باقی ہی آنکھوں مین ابھی خواب پیشان کا
 قیامت ہو گیا ہناسر دامان شرکان کا
 سدا بندہ ہوا دیتی ہی سنی کلامی خندان کا
 دل مضطرب مین مانہ گیا ویدار پیکان کا
 کہی تو مارتے کا جنون مین بیابان کا
 کسی مین نہ کہا میری خمون فی نکل ان کا
 ابھی ہی پیر مین کیون ماتی ہی شام حیران کا
 بنا ہی آفتاب حشر ہر وزہ جیابان کا
 طبیعت کیا ہی جلتی ہی جو آتشی سان کا
 جیاب سدا لیا ہمنشی از احسان تیغ عریان کا

<p>فرخ و غوغا ہجر و تنگدلیں ہم ہر سنیہ میں دلون میں ہوشیاری تفرقہ انداز دیتی ہے نئی شکلیں ہزاروں وزین بگر بگرتی ہیں کہوں کیا اضطراب کا ادھر آئی اودھر بھاگ کہاں تک تازہ چرخ تاجی اب تو فرصت دے کیا کیوں نہ ہو کہ جو کو پیر و مہج ای قاتل</p>	<p>بہر و سا کیا چرخ تربت گور و غریبان کا کہ بیداری ہی ست جا آبی باہم وصل شکران کا دلِ باد میں نقشہ ہی باز گیارہ طفلان کا شبِ وصلت پہ سایہ پگیا عمر گریزان کا کہ دم گھٹنی لگا ہی اونکی شمشیر صفایان کا دل مجروح نی شاید گافِ خم ہی جہان کا</p>
<p>۶</p>	<p>۳</p>
<p>پہنکئی کیا نالہ سوزان ہی گھر صیاد کا کیا کہوں میں شل نی عالم دلِ شاد کا کم نہیں ہوتا ارادہ خاطرِ ناشاد کا گتہ ہی ہی پاس اوظالم تری بیدار کا دیکھتا ہی باغ میں عالمِ فساد کا کہہ دیا کیا تیرہ بختی نی کہ تل سکتی نہیں مرتی ہم ہی ساتھ ہی گشتگی تقدیر کے کیا لاکت ہتا ہی عاشق کو ملا کر خاک میں ظالموں کے گرد یا خالی گل و بلبل سی باغ دست گلچین خشک ہو کر گئی صدرا ہی کیا طرست تھی کہ گما ہی جوتون جاغی</p>	<p>حوصلہ ہی حوصلہ تھا بلبلِ ناشاد کا سینے سی لب تک بہا ہی حوصلہ فریاد کا شام ہی شبنم چومتا ہوں صبح تک فریاد کا حشر کی دن ہی نہو گا حوصلہ فریاد کا اب جو ہی آئینہ اوس غیبت شمشاد کا آج کچھ ہٹ پیرا ارادہ ہی شربِ یاد کا حلق پر پہرہ گیسامنہ خنجرِ جلا د کا چرخ ہی شاگرد ہی میری ستم ایجاد کا گہر ہی کلچیر کا بسا آباد گہر صیاد کا صبر ٹوٹا عند لبِ شیان برباد کا پانی پانی ہو کی نشتر بگیا نضاد کا</p>

ای جنون طبع قی سلاسل کرمی گزینان
 اپنی غفلت پہلا یاد دل علیٰ ضرب کا خیال
 شام کو جو دیکھتی ہیں صبح دم وہ کہیں
 مجھے و نون سبکچی شت کوہ میں آمد عشق
 منہ پیچھتی ہی ہوائی بی تری گلاڑن
 تہا وہ نگین وویا سنگر نوید عیش ہے
 نالہ کیسا کہہ ہی ہی گل سہی بلبل باغ میں
 یا آتی ہیں لحد میں حسرت اندوہ و غم
 اوج سی اپنی ایشیاں بہتی ہیں حید کو
 کیا خوش ہے چری کا سامنا دن بہرہ
 یگان جلا دیا غیرت سی مرین آن باب
 یا کس پر وہ نشین کی آنکھی عصمت مجھے
 فیض صحت کوئی ادنیٰ ہوا علی کیا مجال
 عشق بی تاثیر فی بخشندہ ہست ہقدر
 با کچا دار کی اولاد کی کرتی ہی قتل
 سخت بلبل کی صحت فی فصل گل کی ہین
 جب بالی اگر گل ہی ختم تن خندان ہوئی
 دیکھتا ہوں سیکسی کا اپنی جو بڑ قتل
 خاک ہی کر دل پر داغ ہی آتش فشان

دل ابھی سی توڑنا اپہا نہیں جتا دکا
 خود قرار مٹھی نی گھر لو اتمہاری یاد کا
 خواب کا نقشہ ہی نقشہ عالم ایجا دکا
 ہنوں لم قہیں کا اوستا وہوں قہر یاد کا
 رنگ میرا ہنس ہے نکمت یہ یاد کا
 شور یا تم ہو گیا الفہم بار کیا دکا
 کچھ لکھا تفت دیر کا افسانہ کچھ صیا دکا
 داغ ہی دلپر مستلخ خائے بر یاد کا
 سرنگون پایا ہمیشہ چرخ بی بنیا دکا
 صبح دم دیکھتا میں فی آج منہ صیا دکا
 زخم فی پانی چورایا پنجہ فلا دکا
 آکی لب تارک رہا نالہ دل ناشاد کا
 آدمی ہونا نہیں ممکن کہی ہستاد کا
 روز و شب بچل ہی منہ پر امن فریاد کا
 زخم گل شاہد ہی جسے نکمت بر یاد کا
 پڑ گیا حزن چین میں جو پڑا صیا دکا
 ڈھنگ سیکھی تیغ آغوش مبارک یاد کا
 آئینہ ہی منہ مجھی ناہر بان جلا دکا
 پاسبان ہی غول چری خائے بر یاد کا

<p>دم بہری آئینہ کیونکر گور ما در زاد کا خاری او بھانہ دامن نکست بر باد کا ای جنون مجکو مبارک ہو قدم جدا کا رودنی ہم دیکھ کر خالی قفس صبا کا بلبلین انکھوں سی لہتی ہیں قفس صبا کا ترجم گل شاہی ہجرت نکست بر باد کا ہر بشر کی ساتھ کتاسوس ہے ہر د کا</p>	<p>شعر جلال پزل ٹٹن سی نکلی داکہ سا قدسی آزاد میں رنگین مزاجان چمن بہر پزل تاج تابی پہنانی کچھ ایسی کر دعا وہ ہوا خواہ ابیری تھی کہ آزادی کی احد کیا لگائی ہیں کچھ شائع گل کی تیلیان پاپ کو آوارگی اولاد کی کرتی تھی قتل کیا چھپی بند سی سلیم راز نیکوید</p>
<p>کرسیان کرتا ہی اب تک نفس سر دمرا ایتوا ہی اور ہی جو بن پہنخ زرومرا دوستی کی نہیں قابل دل پر در دمرا پوچھتے کیسے ہو ٹھکانا صفت گور</p>	<p>مرکی ہی شعلہ فشان ہی دل شور دمرا دیکھ کر وہ گل خوشیز ہی ہنس دیتا ہے پشیم عجب شش نہول کی تمنا اس سے داوی عشق میں ہون و زائل سے بر باد</p>
<p>۳۳</p>	<p>ہون وہ دیوانہ کہ منشی تفضانی تسلیم پہلے مجنون سے لکھا نام سر فر دمرا</p>
<p>افسانہ گو ہون عالم حشر میں جناب کا بدلون نہ آفتاب سی ساغر شراب کا رعشہ سیج سی نہ کیسے آفتاب کا مٹنی کی ہی دیسل او بہر نا حجاب کا انکھوں فی میری خواب ہی کیمانہ خوب کا سوزون ہی او میں حال مری مہطراب کا</p>	<p>کرتا ہون ذکر میں دم پیری شباب کا ہر چند فاقہ مست ہون ہمت بکنا کا کمال ہی ہی مریض نسل کی دو محال جسم بہر آقا میں تنگ نظر کچھ نہیں بیداری فراق میں گزری تمام سر بر جستہ کیونکہ ہر سر پہ ہر سر پہ</p>

رویا ہوں برسوں غمِ گلگون کی یاد میں
 مژگانِ تک آئی تھی نگہِ گرم بھی نہیں
 دونوں جہان میں لطیفِ خموشی نہیں
 خالی ہی بلاستی سی ٹو دل کو ہے
 حسرتِ گہور لپٹی ہیں اس شباب کے
 اہلِ زمین کی وہ طلی ساری ہیں حادث
 نظا ہر تین ہی نام کو آستین میں کرے
 لڑانِ فید ہے حسرتِ سچا کی ستانی
 اندھی شبنمِ رخِ تابان یا رے کے
 غزل کیا ہی دیکھ کی گلچینِ نکازنگ
 دلہنِ قون کی یاد سی کرتا ہوں عرضِ حال
 قدرتِ نمایوں میں نہیں کچھ بکھوئے خل
 برباد پیرا ہوں نہیں کچھ حصولِ خاک
 ہر دم خیالِ نیدہِ سیکون کی جوش میں
 حیرت ہی ہائی دیدہِ تصویر کی طرح
 کیوں کہی بغل میں کہی بوسی لوں اگر
 یاد آگئی ہی فانی میں کسکی نگاہِ مست
 ایسا ہوا جوشِ تہِ سیاب ہو گیا
 کیا یکیشہ سی مومِ آبی فی توبہ کے

سینچا ہوا ہی نخلِ محبتِ کلاب کا
 تر ہو گیا پسینے سے دامنِ نقاب کا
 ہمکڑا ہی گور میں بھی سوالِ جواب کا
 رہنی دوسا سنی مری ساغرِ شراب کا
 باقی ہی کچھ اڑا ہی نگہِ نہیں خواب کا
 صرصر ہی گل ہوا چسپاغِ آفتاب کا
 عالم ہی چشمِ غمِ غمِ چشمِ حجاب کا
 کچھ حال کہہ رہا ہی مری اضطراب کا
 چمنِ ہیر کے نورِ پیدہ بنا ہی نقاب کا
 چیدہ دوی عند لی کے منہ پر گلاب کا
 پہاڑ میں سوال میں مری جواب کا
 بی تیل جل رہا ہی چسپاغِ آفتاب کا
 گویا گولا ہوں میں جہانِ خراب کا
 پہلو میں دل ہی یا کوئی شیشہِ شراب کا
 شہِ منہ دید کا نہ پشیمان میں خواب کا
 قسمتِ ملی قبا کی مقدرِ نقاب کا
 ہر قطرہِ سرِ شراب ہی قطرہِ شہاب کا
 کچھ رنگ لی اوڑا تھا مری اضطراب کا
 جب کیو سرنگون ہی پیالہِ حجاب کا

<p>گداز رنگ خواب مایہ شباب کا خوگر سوال کا پیشیان جواب کا بالای قبر چاہیے گنبد حباب کا سادہ پڑا ہوا ہے ورق آفتاب کا دور شباب دور ہی مجھ کو شراب کا شاک نہیں ہی کون تمہاری نقاب کا دیوان کا ہر ورق ہی ورق آفتاب کا</p>	<p>آگہیں جو بند ہوگی اکلین پہن ہنک تصویر آئینہ ہون بتوں کی حضور میں مرتا ہوں نے ثباتی ہستی پہ بعد مرگ ثابت ہوا سچ ہی آئی ہیں ای فلک آگہیں ہجوم کیف جو الی سی بند ہیں میں کیا کہ آئینہ ہی ہر ستارہ ای دید کو لکھی ہیں شعر میں جو بیاض چہرے کی صوف</p>
---	--

۹۰	<p>تسلیم اضطراب کی ملی ہو دل کو چین آئی زمانہ اجلد کہیں نہت لالاب کا</p>	۲۱
----	--	----

<p>حشر میں پوچھو نہ عالم عالم سباب کا سوز غم ہی کیا کہوں عالم دان کتاب کا کشتہ ہوں ای شام غم بہت حسن عالم کتاب کا آفتاب پونچا ہی طوفان دید پر آب کا سستی ہی حال پریشان آگہی نگاہوں میں بند چشم مجنون سی چین کو دیکھ اسی بلبل فرا گردش دیوانگی میں ساتھ ہی سیلاب تشک روتی روتی دل میں کوئی داغ حشر نہیں آج تو گستاخ شام ہوا ہی جان معاف انظار یاسی نہتی نہ دم ہر شکریہ</p>	<p>یاد ہی بولا ہوا کس کو فسانہ خواب کا داستان برق ہی فسانہ ہی کتاب کا دی کفن مجھ کو سریر چادر مہتاب کا کہکشانی موج ہی گرداب ہی مہتاب کا میرا فسانہ نہیں فسون ہی کوئی خواب کا محفل لمبلی ہی ہر غنچہ گل شاداب کا حلقہ زنجیر اپنا حلقہ ہی گرداب کا گھر مر لوٹا ہوا ہی آئندہ سیلاب کا رک نہیں کتا ارادہ خاطر بیتاب کا چشم فانی کہد لیا فرقت میں چہ خواب کا</p>
---	--

<p>زینتِ ظالم نہیں کہتی جہان میں اعتبار اتحادِ پست قطرتِ باعثِ حث نہیں دہر میں پھر صحنِ خانِ بلاسی پاک ہیں حشر کو اوشنا ہی عریانِ دست کیوں کفر جنبشِ برویِ قائل کیہ کر مر جاہلین گے دل سی بیماہ کی پوچی عورتِ مہمان کوئی بعدِ مردن ہی خیالِ خدمتِ یارانِ ما کشتہ شہداء دوری ہوں مصلوہ کو مری سیلِ گریہ فی دکھا یا خانہ دیرانی کا جشن</p>	<p>چند دم رہتا ہی جو بن بیخِ قصاب کا پانی پانی دل ہی بطِ چاہ سی و لاب کا کشتی درویش کو خطرہ نہیں سیلاب کا کرتی ہیں شرمندہ چکو عالم اسباب کا ہم نہ لین گی سر پہ چسان خنجر بی آب کا خانہ دیرانی کی سر پہی قدمِ سیلاب کا گردِ دامن بنکی ہوں پاؤں میں حجاب کا موقوف کیو اہلی لازم ہی پر سرخاب کا رقصِ شادی ہجر میں چکر بنا کر داب کا</p>
<p>۱۔</p>	<p>ہر گڑی ہی ساتھ دم کی فکرِ نظمِ آبدار ہر نفسِ تسلیم شدہ ہی دُرِ نایاب کا</p>
<p>عمر بہ صورتِ تصویر میں گویا نہوا نالہ نے چھتری ہوئی غیر کی پیدا نہوا داغ کیا یاس کو بھی جگر گویا نہوا آبرو نشو و نما کی کمانِ غربت میں نصیب کچھ تو ایسا ہی تمہارا جو آڑی ہیں در نہ عہد کیا کیا تھے مگر وقتِ جدائی دیکھا صفتِ شک چکیدہ یہ فلک کھو یا مای کیونکر کروں میں گلہ محرومے</p>	<p>کیا خموشی نے کہا مای جو افشا نہوا میں لبِ نی کی طرح آپ سی گویا نہوا ایک دل پر مری کس کس کا اجارا نہوا طفلِ شک آنکھ سی گر کہہ بر پا نہوا پہلی در پہ کہی غیبِ دُن کا اجارا نہوا غیر تو غیر ہی اپنا دل شیدا نہوا کہ دمِ حشر ہی کوئے مرا جو یا نہوا لاکھوں ارمان تھی اور ایک ہی پورا نہوا</p>

<p>وہ ملا بھی کہی تہا تو میں تہا نہوا ہای اس دم میرا لین وہ سیحانہوا زخم کی طرح مبارک مجھی ہنسنا نہوا ڈوبتے کو کہتی ترسکی کا سہارا نہوا خاک اوڑا نے سی بیابان کہی دریا نہوا اوسنے پردہ ہی کیا ہسی تو پردہ نہوا ای گل مجھ کو تو جینا ہی گوارا نہوا کیا کہیں خاتمہ باخیر ہمارا نہوا موج سے سلسلہ برپا کہے دریا نہوا میں کسے طرح ہوا خواہ تمنا نہوا چہرہ پرداز ہی ہیات شناسا نہوا مفت ہی کوئی خریدار ہمارا نہوا بہونک بینی ہی مہلیں گہر میں اجالا نہوا پیار کرنا ہمیں اپنا ہی گوارا نہوا چشمہ پیا کی صورت کہی اپنا نہوا</p>	<p>عمر بہر رشک عدو ساتھ تھا کہتا کیا حال ملک الموت کی بھی جان غضب میں پڑے خون و لاقی رہی بد فالی تہا دلی سون نزع میں ہے ندیا سبز خط کا بوسہ خشک آنسو نہوی طعنے اعدا شکر مثل شمع تہ فانوس رہا جلوہ فلک کیا کہوں مرنی ہیں کس بات پہ دنیا والے شکل و کہلائی ہم نزع نہا و سر کا فرے کامل راہ طلب قیہ مٹی کی آزاد شکل تصویر ہوا خلق جہان میں بیدل نقشِ آب تہی ہم مٹ گئی بنتی بنتی تہی وہ تصویرِ خیالی کہ سوا مٹنی کے ظلمتِ دل ہی وہی لاکھ جلا یا غم نے ہاسے رہی شک شب و صبح میں سر کا فر کو اوس فسوں کی نظر ایسی مٹی ل کو لکے</p>
--	--

<p>کیا کہوں چہوت کے میل میں گل سنی تسلیم صورتِ کھتِ برباد کہیں کا نہوا</p>	<p>۱۱</p>
--	-----------

<p>نگ اور نی کو ترستی ہی خسار کا میرا دیوان منتخب ہی مخزنِ اسرار کا</p>	<p>زور و کہلا تا ہی کیا کیا ضعفِ جسم ار کا وصف ہر شہر میں ہوئی میانِ بار کا</p>
---	---

دیدکی قابل ہی جو بن سبزہ و زخار کا
 رات دن یونہی پڑی عاشقوں کی گزنگاہ
 سخت جان ہوں مانتہ ایسا آج قابل لگا
 خاک تسکین دل بیتاب کو پیغام صل
 لاکہ جی ترسی مگر آرام تنہائی محال
 سیکہ ہی ہی عرصہ محشر میں بجائی سرخ
 کیوں ٹھاتا ہی سنگریں کو چچی سی جھی
 ناتواں تہا خانہ ویرانی مٹائی کیا جھی
 باعث زینت ہوا سوز جوانی و ہرین
 عالم فانی سی تنہا ای اجد آتا نہیں
 دہر میں ظالم ہمیشہ رہتی ہیں نصیب
 کیا خرابات محبت میں فلک کی آبرو
 مر رہی ہیں فرقت بروی جان بقیہ
 نیند کیا آئی اشک چشموں روزنات دن
 رحم کی بدلی کچھ احسان عداوت اور
 اس کیوں پیچ میں ڈالا ہے قسمت نے مجھ
 کیا نیامہ بیل فی کھلا یا ہی اسی
 دخت زکی و برکیوں لچل ساقی جھی
 کیوں مرناتیری دریا کی میں خانہ خراب

معجزہ ہی سبز ہونا آگ پر گلزار کا
 بند ہو جائی کار و زن و خود دیوار کا
 معرکی میں نام ہو جائی تری تلوار کا
 کچھ فریب آ میز ہی وعدہ بیت عیار کا
 میری بالین پر اجارہ ہو گیا غنوار کا
 منہ دہلا دی آج ساقی می سی متغفار کا
 اب تو سایہ ہی نہیں سر پر تری دیوار کا
 پس کیا میں گر پڑا سایہ اگر دیوار کا
 داغ سودا بن گیا طرہ مری دستار کا
 قافلہ ہی ساتھ میری حسرت دیدار کا
 کم نہیں ہوتا کبھی خند لب سو فار کا
 ایک جامہ وار کون ہی آپ کی میخوار کا
 بچ عجب میں ہی اختر طالع اغیار کا
 پاسبان بخت خفتہ دیدہ بیدار کا
 حوصلہ کہہ لی سوال زخم ہمت دار کا
 میں کوئی مضمون نہیں ہوں کا کھار کا
 داغ کی دینا ہی بوہر گل مری گلزار کا
 خون ہوگا گردن سیسنا پستغفار کا
 میری قسمت میں کفن تہا سایہ دیوار کا

رشته تسلیم سلیمانی بین ہی زنا رکا	شیخ کا اشک یا بی کفرسی خالی نہیں
۱۴	۱۲ شرط الفت ہی یہی تسلیم بعد حشر ہی ناتہ سی دامن چوٹی احمد مختار کا
<p>جان کنی ہوتی ہمیں نام سیکھا ہوتا کیا بڑا تہا مرض عشق جو اچھا ہوتا دست یوسف بن گریبان لیخا ہوتا ہای پردہ ہی نہ ہوتا تو یہ پردا ہوتا اور ہوتا تو نہ کم حوصلہ اتنا ہوتا ملک الموت ہی آتا تو سیحا ہوتا مثلاً یہ کہیں یہاں جو ٹکنا ہوتا آج جو کچھ مری تقدیر میں ہوتا ہوتا عہد پیمان شکنی خوب نبا ہوتا اور انجام مرا اسکی سو کیا ہوتا دیکھ کر چین چین ہرج سی دریا ہوتا خون برسوں دہن زخم فی تہو کا ہوتا کیا نہ لکھتی مری قسمت میں جو لکھا ہوتا کیا میں شہنشاہ احسان اجا ہوتا ماہ نوحہ لغو شش ٹپا ہوتا نامرادی ہی نہ ہوتے تو مزا کیا ہوتا</p>	<p>عالم نقش و نگین عشق میں اپنا ہوتا موت ہی آتی نہ بالین پیسیجا ہوتا انقلاب شہر عشق جو پیسا ہوتا عشق تجلی ہی مجھی صورت ہوئی ہوتا کاش پہلو میں نہ میری دل شیدا ہوتا مجھ کو مزا شب تکلیف میں جینا ہوتا کیا پڑی تھی جو تری در پہ پڑا رہتا مانع کو چہ قاتل ہوئی ناحق احباب نفس پر کاہی کو آئی سر دفن آئے خاک تہا کر دیا برباد صبا فی صد شکر تہا میں وہ تنگ جہاں مہنی جاتا جو کہ کرتا کیا شکوہ سقا کہ بہت پہ مری لاکھ غیار پڑ ماتی نہ کہی وہ سننے مر گیا دشت میں صد شکر کفن کی خاطر تم اگر بام بڑای جان و مر ویت آتی عشق میں لذت حسرت کوئی مجھسی پوچھ</p>

ہای سنا ہوں کہ رو دیتی ہیں کسٹیکم کاش نالہ بھی مرشکوہ عدا ہوتا	۱۲
<p>نہو کا حشر میں کوئے کسے کا نہیں معام گہری آج کس سے دل اپنا ہے جسی چاہیں گی دین گی رولا تا ہے مجھے کیوں اس قدر سخت سدا گریان ہا مانسہ شبنم نہ کچھ دنیا میں رکھتا ہوں نہ دین میں مجھی مرنی دی جیتے جی بتوں پہ ہنسے جب زخم خون حسرت سے روئے لحد میں ہی وہی غفلت ہی اپنے بحیرت دیکھتے ہیں وہ مجھے آج یہ جو بن چند ساعت میمان ہے پریشان ہیں ازل سے صورت زلف خیال آتا تری رحمت کا جسم سلامت ہیں ابھی تک خیم دل سب جو دیکھیں اس وقت کا فساد کو تن خاکی کوئے چوڑا کھ رہیں مجھی رو کر نہ میں دی بعد مردن</p>	<p>بہر و سا ہے تو اپنے بیکسے کا مزا ہے دشمنی میں دوست کا اجارہ آئیں کیا ناصح کسے کا لیا تھا نام میں فی کب ہنسے کا ند کیا منہ مری غم نے خوشی کا بہلا ہوا دو جہان میں مفلسے کا یہی ناصح مزا ہے زندگے کا نہ توڑا ہمنے دل افسردگے کا پچھوٹا ساتھ مکر بیخودے کا تماشا ہوں میں چشم نہر گسے کا بہر و سا کیا ہے حسن عارفے کا مدا و کیا ہماری برہے کا جگر پانے ہوا تر دامنے کا بڑا احسان ہے بیچار گے کا دہرا رہ جای تقویٰ شیخ رحے کا خیال آیا جو عہد بیکسے کا کہان یہ وصلہ چرخ دے کا</p>

۱۴	مرا جو ناکہ موزون ہے تسلیم قصہٴ قہر سے نسیم دہلوی کا	۱۳
۱۵	<p>وعدہ جو کیا شام کو وقت سحر آیا کیا خاک کما تھا لپرسوزنی باتے اللہ ری ہم دردی یارانِ خرابات جیتا ہوں نہیں چین کی جینک جی اسید آرام نہیں گردشِ بیجا سے کسی کو ای و اعطیٰ مسجد درہِ بیخا نہ بتادی اعمال جو پوچھیں گی کہوں گا دمِ شمر دلی دل میں جگہ صورتِ آئینہ ہمیشہ</p>	<p>اوس ماہِ بینِ خورشید کا عالم نظر آیا جو اور جلائے مجھے داغِ جگر آیا خالی جو ہوا شیشہ دلِ جامِ آبِ آیا مرجاؤں کا بالینِ پیجا اگر آیا عالم مجھے فائوسِ خیالی نظر آیا مستی میں نہیں ہوش کدہ تھا کدہ ہوا خالی دہن گور تھا کچھ خاک بہر آیا حیرت کدہ دہر میں جو کچھ نظر آیا</p>
۱۶	تسلیم بیا بان سی سو خانہ بہرون کیا آیا دل عاشق کی طرح میں جہدِ آریا	۱۷
۱۸	<p>ہکو محرابِ عبادت ہی کر بیان اپنا خندہ زخمِ جگر ہی گلِ امان اپنا دمِ خفا کرتی ہی کیوں تنگیِ زندان اپنا آج تک صحنِ قیامت سے دبستان اپنا چشمِ ناسور ہی یا دیدہ گریان اپنا سبز ہونی ہی نیا یا تھا بیا بان اپنا ہو گیا مہرِ خموشی غمِ بہان اپنا</p>	<p>سرنگون رہتی ہی یادِ رخِ جانان اپنا گر یہ دیدہ پُر خون ہی گلستان اپنا آنہ جائی کہیں پر جوشِ خیالِ صحرا سمہِ بلفلی میں یہ تھی شورِ جنوں کی تعلیم ایک دم خون جگر سی نہیں ہوتا خالی کیا کہیں دشتِ نوردی کا مڑی کب سے جھل میں یاد ہی آیا تو ادب سی ظالم</p>

ضبط فرماوین آئی کا نہیں فرق کہی
 بی اہل مرگنی ہم نام جس کو سکر
 آپ سی دعویٰ غنچہ دہنی بیجا ہے
 پانوں کیا حالت زنجیر سی رکین باہر
 فتنی سوطح کی بہ چاک سی بر باد ہوں
 بیوفائی تن خالی سی جو کی ظاہر ہی
 رکھ لیا خاک فی بھنس کا اپنے پردہ
 پاؤں زنجیر میں ہم باد یہ پیای جنوں
 بہائی گا داغ غلش درو سے تنہائی میں
 کوئی موسم ہو یہاں خاک اوڑا کرتی ہی
 جلوی کھلاتا ہی چپ چپ کے حجاب تڑپ
 داغ احسان جفا میں نہ لگا او قاتل
 جس نے بجان کو کیا چرخ فی پیوند زمین
 رنگ گیرنگی الفت ہی عیان دونوں سی
 اشک آنکھوں سی گری قطرہ گوہر ہو کہ
 ای جنوں اتوں نہیں عذر خطا کی حسرت
 ٹوٹنا آبلہ پا کا نہیں ہے بیکار
 ہمو آرام اسیری ستم دشمن ہے
 اگر ہی ہی ادب عرض تمنا تسلیم

استحان لاکھ کرمی گردش دوران اپنا
 ملک الموت ہی شرمندہ احسان اپنا
 منہ تو بنوائی چین میں گل خندان اپنا
 دل حاسد سی سواتنگ ہی ندان اپنا
 دامن سج قیامت ہی گریبان اپنا
 منہ دکھائی مجھی کیا عمر گریزان اپنا
 چپ کیا گور میں اگر تن عریان اپنا
 اپنی ہمراہ لپی پرتی ہیں ندان اپنا
 رہنی دو سینہ مجروح میں پیکان اپنا
 زاہد خشک کا سینہ ہی بیابان اپنا
 عوض جان کوئی معشوق ہی همان اپنا
 زخم ہنستی میں تیری کیلی امان اپنا
 و قہر ہو خانہ ویران اپنا
 زلف برہم ہی تری حال پریشان اپنا
 تر ہوا ہی نہ سہل امن مرگان اپنا
 پاؤں پڑتا ہی سر چاک گریبان اپنا
 سر ہر خار پہ رہ جائیگا احسان اپنا
 پای خفتہ کو سمجھتے ہیں گہبان اپنا
 کہ چکی یار سی تم حال پریشان اپنا

<p>اون ہی دم ہر کی لپی درو جگر کیا کہتا خوش بیگانہ کوئی اون کی خبر کیا کہتا اون کی داتون کو بہلا سلاک کر کیا کہتا تجک وین دیدہ و دانستہ فکر کیا کہتا اپنی نہ یاد کو محسوس و مثر کیا کہتا اوسکو وین یادوں کی کہنی سی کر کیا کہتا چار دیوار عناصر کو مین گھر کیا کہتا دیکھ لیتا جو کوئی وقت سحر کیا کہتا یہ نہ کہتا تجھی اور شکستہ کیا کہتا مین لہون کو تری برگ گل تر کیا کہتا</p>	<p>یاد سب کچھ تھا مگر وقت سفر کیا کہتا اپنی ہستی کی خبر جب ہی پر محسوس آبرو خاک مین ملتی تھی دم فکر سخن داغ اوہین ہی ترا چہرہ روشن شفاف بخت ہی دشمنان تہا شب فتن بارتھا آنظر جبکہ نزاکت کی گنج ایک دم ہی نہ ملا روح کو تن مین آرام بوسہ شب بھر دلدار کی چپ چپکی لیے مشتہری نہ ہرہ سہیل مینی صبح امید اوس مین ہی گنگ تو اعجاز مسیحا ہین</p>
--	--

مرکب استاد سیلیم ہون زندہ در گور	شعر کست ابھی تو مین خستہ جگر کیا کہتا
----------------------------------	---------------------------------------

۱۰

۱۱

<p>مہمانِ قفس خاطر صیاد کیے جا ای چرخ ستم پیشہ کچھل سجا دیے جا جو ہو سکی تجھے دلِ ناشاد کیے جا اپنی سی تو او نشترِ فصا دیے جا ویرانہ دل کو مری آباد کیے جا صیاد کو سمجھا اسی آزاد کیے جا کچھ بندگی حسنِ خدا و دیے جا</p>	<p>فریادِ فغانِ بلبلِ ناشاد کیے جا ہم ہون کہ نہون ہی ہی کا کوئی مشتاد فریاد ہو یا نالہ ہو یا آہ جگہ سیو گر خون نہیں ہی نہ سہی رسمِ داد کر جاتا ہی کہاں او غمِ حسانانہ اوہر نہ تو ہی خبرِ بلبلِ ناشاد کی کلپین ای دلِ خرم ابروی صنم مین سحر و شام</p>
--	--

گلشتِ عدمِ نو سفر تی بگری دل سیرِ چینِ گلشنِ بجاو کیے جا

تسلیمِ اگر حسنِ سخن کی ہی سنا

تو پیرویِ بندشِ اوستاو کیے جا

۱۱

۱۲

اپنا میں آپ مثلِ گہ آب و دانہ تھا
یا مالِ ناز تھا کوئی نگِ حسا نہ تھا
نقشِ دہنِ نہتا میں تمہاری قبائلا
یارِ خیالِ پسِ شش و زجزا نہ تھا
میں تھا شہیدِ نازِ مرا خونِ بہا نہ تھا
میں فی تو دُور سے سوزِ جگر بھی کہا نہ تھا
اتنا غرورِ حسنِ شکیبِ آزما نہ تھا
اس کاروانِ کو پاسِ قایِ در تھا
مطلبِ کچھ اور تھا یہ مدعا نہ تھا
نالہ شکستِ شیشہِ دل کی صدا نہ تھا

احسانِ نرقِ غیر سی پین آشنا نہ تھا
تیری قدم کو چھوڑ کی جا آگہاں میں یا
کیون تنگ اس قدر غم ہر سنے کیا
مستی میں جو کیا ہی کسی یاد ہی معاف
تھے وہ مدعی بھی محبت میں کس لیے
کیون آگ بن گئی وہ ہوا شوقِ کیمیکر
پہلی ہی تھا خیالِ جوانی او نہیں کر
سانپیں نکل گئیں انا لالہ کو چھو کر
تکلیفِ ہنگر یہ دلی وہ میں فرماؤنی تو کیا
کیون سبکی رو دیا بیتِ نا آشنا ہی رحم

تسلیمِ راتِ بہر وہ رہا اگر مِختِ لاط

دیکھ احوالِ وقتِ صبح تو پہر آشنا نہ تھا

۲۱

۱۹

ہای جو خاطرِ ہرِ سمِ میں آیا آیا
کہ بھی لب پہ مری حرفِ تمنا آیا
ہای خجری مری خونِ کاہِ پیا آیا
شکستِ سی کا قہرِ رتِ بنایا آیا

بدگانی نہ گئی لاکہ میں سمجھا آیا
میں وہ محرومِ ازل تھا کہ بگ تصویر
او گل پڑتا ہی ہر اکہ مِ قاتل سے
ہنسی خالِ نہیں صحنِ رخِ ہوا سکی

بزم رندانہ میں تہا نہ کہی ہم بیٹھے
 اور کیا حال کہوں ضعف جگر کا ظالم
 ہوں وہ میکش کہ مجھی دیکھی ساتی فی کہا
 دم لیا تہا بانی در مطلب پہ ہنوز
 پروسے ہی اثری اثری نالو نہیں
 صدقہ میں اپنی اہل کی کہ پشیمان ہو کر
 برسوں اس عالم فانی میں بسر کی لیکن
 کفر و دین دونوں کو چھوڑا تو خدا کو بلا
 شوق پا پس میں جمع صحتی گرد آب
 اپنی غفلت کی صحتی کہ تہا اشکوہ
 پیش عشق سعی سکوی غدا کی حسرت
 بی نشانی ہی مر نام ہوا ویا میں
 بعد مدت نظر آتے مری پہلو میں
 ہر طرف رنگ و رنگی ہی میں میں پیدا
 بی نشانوں کا زامانی میں ہوا میں ہر
 منت اید کا شرمندہ ہوا طفلی میں

جام پہلو سی اوٹھا سہی سینا آیا
 سو جگہ بیٹھ کی لب تک می نالا آیا
 دختر رز وہ ترا چاہنے والا آیا
 کہ غم یاس مری بخت کو روتا آیا
 پہر کسی پر دل محمد و مہم تھا آیا
 وہ ہی بالین پہ مری بہر تماشا آیا
 آج تک غصہ و سیحہ کو نہ مرنا آیا
 کام اپنے تونہ کعبہ نہ کلیسا آیا
 کون مجبوب نہانی لب ریا آیا
 ایک دن ہی نہ قریب لب گویا آیا
 بنگیا چالا جو نہ تک مری دانا آیا
 میں ہی کہنی کی لیبی صوت عفتا آیا
 آج کیا جی میں تری او دل شیدا آیا
 کون اس باغ میں ای دل گل سنا آیا
 دیکھ کر نقش قدم کو مری عنقا آیا
 روح کی ساتھ عدم سی غم دنیا آیا

تہا وہ کشتہ واوی محبت تسلیم
 دیکھ کر مجھ کو گلے ملنے بگو لا آیا

۳۰

۳۰

شکوہ ساری میں وہ شوخ جو تہا آیا
 کیا کہوں میں دل بیتاب میں کیا کیا آیا

انکی تقریر میری کہتی ہیں گل غنچوں سی
 اونکی آنکھوں سی تجھی نسبت چھپنسی کیا
 میری کہنی سی گیارہ تار ان دشمن دست
 سرخ ہی کو سون سے غار سیابان خون
 تھام لی دل کو ذرا شیخ کہ شکل نرپی
 وعدہ حشر ہی بنجائی گا اک حرف غلط
 نفیس چہند ہی یہ لالہ و گل کا عالم
 میری ہستی تھی جہان میں صفت حق سبحانہ
 ادب بادہ پرستے سے یہ پہچانتا
 سجدی کرتا ہوں بتو کو یہ خدا کی قدرت
 لور قیون ہی وہ کہتی ہیں جلا کے لی
 میں تو خود سوختہ جان خستہ جگر تہا ظالم
 کون دیکھی گا اوی تاب نظارہ ہی کسی
 روتی ہیں دیکھی وتی ہوئی مجھ کو یوں لوگ
 یہ غلط ہی کہ حسینوں سے حذر لازم
 ہمارے حیر می یوسف نہا و تھا حیرت
 بن کی سوز دل پروانہ تری محفل میں
 وحشت انگیز مری شہت پہچمے ٹپکی نہیں
 ہونہ دیوانہ عریان کہ عدم ہی تسلیم

ایک اس باغ میں یہ بلبل گویا آیا
 کس طرح دہیان ترانہ گیسٹ ملال آیا
 توئی دیکھا بہت ہر دم کا وعدہ آیا
 اس طرف ہی کوئی پا مال تنہا آیا
 دیکھ وہ شوخ ادا کا فہرست آیا
 بل یہ جس روز مزاج پرخ زیا آیا
 کچھ نہوگا جو خزان کا کوئی جوہر آیا
 اپنی تپش پہ ہمیشہ مجھے رونا آیا
 سر جو کا تارا جو سامنی شیشا آیا
 آگی سیری مری قندیر کا لکھا آیا
 خواب میں جاکی اوی اور ہی سما آیا
 تو جلا فی محبی کیون درغ سویدا آیا
 ہم نے مانا کہ دم وعدہ فردا آیا
 اشک کی ساتھ کوئی پارہ دل کیا آیا
 روکنے سی دل وحشت نہ وہ دونا آیا
 چاک دامن کی طرف دست لیتا آیا
 میں جب گر سوختہ دماغ منت آیا
 آج دامن میں طرف نجد ہی ہوتا آیا
 پردہ پوشی کو مری دامن سے آیا

ضعف عالم کما یقید من تشبیر کا
 حال صوفی کا مرادیتی ہی اہستہ فتنہ
 پڑ گیا ہی کسی چشم شمع کا تیرنگاہ
 ہون توں مطلب کسی مطلب کچھ نہیں
 کیون نہ بینی سی لگا لوں زوی صوفی
 کسکو چیسنے کی تنہا ہی فراق یارین
 خاک میں ملنا گوارا پیر میں محکود مرغ
 فتح کرتا ہی بھی وقت میں میرا پیر میں
 ہاں مرنی ہی دی کی خوبی قسمت بھی
 کیا نشان بی نشانی چوڑ جاؤں میں
 کوئی کیا بھی ادا شور لب خاموش کی
 کسی آمرزش نی بخشی بیکنا ہی کی مر
 بڑھ چکی جالبین دی چکی عیسی جواب
 بسکہ ہوں طفلی سی تلخی آتش ناہی د غم
 عمر بہر تدبیری بکرمی سامان وصل
 گرم فقری تنگی تیری جل ہوں گارم میں
 عالم بالا میں ہی نکلا نہ کوئی داورس
 دیکتا ہی ضعف سے لیکن بتا سکتا نہیں
 تاز کرتی ہوگی رحمت خدا کی سامنی

شور ہی آفاق میں غلامی بخیر کا
 وجد میں لاتا ہی دلکو زمرہ تکبیر کا
 دیدہ آہو ہی روزن سینہ نچیر کا
 نقطہ شک جکو تھوڑا وقت میرا
 تیری پہلو کا مرادیتا ہی پہلو میرا
 چارہ گرا حسان نہ لی دریاں بی تاثیر کا
 فوجوانی میں دھماؤں ناز چرخ پیر کا
 یان گریبان ہی گلی میں دامن شمشیر کا
 نزع میں تہا ہوں آنا اوس بیت بی پیر کا
 خواب ہی وہ ہوں شرجس میں نہیں تعبیر کا
 میرا ہر نالہ ہی نالہ بلبل تصویر کا
 بڑھ گیا کچھ اور دلکو حوصلہ تقصیر کا
 اسی اجل اب نازاؤں ہوا ہی کیوں ناخیر کا
 خون دل میں مرادیتا ہی مجکو شیر کا
 وای نادانی کہ ہر قائل نہیں تقدیر کا
 میں ہوں پیرانہ چلغ شعاع تقدیر کا
 ہو گیا دل سرواہی نالہ شبگیر کا
 ہوں مگر خواب پریشان دیدہ زنجیر کا
 دیکنا واعظ و مان رتبہ مری تقصیر کا

<p>ہمراں دشت سی کوئی نہ آیا تا وطن نگ لایا جو شین باہی حشت طرح کھینچتے ہیں لوگ کچھو کچھ باہی بکھی چھپر کر سنتا ہوں افسانہ جنو کھاتید ہیں گنبد دفن بنا جب ملگنا بیخاک ہیں</p>	<p>ہاں مگر احسان ہی مجھ پر خار و انگیر کا مدتوں اور تا پیرا کا غزمی اندھویر کا کسکے سینے سی ٹی ہیکان تھاری تیر کا حلقہ احباب ہی حلقہ مرئی جھپٹ کا نگ لایا بعد مردوں جو صلہ تعمیر کا</p>
۲۲	<p>تم کہ اوہ شاہِ خوابان اہل فضل فی نیاز شکوہ اسے تسلیم کیا ایسی جگہ تو قیر کا</p>
<p>یاروں پنجین ہی شیشہ ساعت ہوئی تو کیا نکلانہ گہری فاتحہ پڑھنی تمام عمر ہر حال میں جلی صفت شمع رات بہر کیا فائدہ کفن ہی چپا کر جو منہ چلی جو جو عذاب قبر میں ہوئی تھی ہو چکی محروم دیدہ گئی اعمال کی سبب کلچین نے نسب کو پھول لی ہکو اے دل</p>	<p>ظاہر میں صاف لکین کہ ورت ہوئی تو کیا کوچی میل و سکی نام کو تربت ہوئی تو کیا خلوت ہوئی تو کیا اس میں جلوت ہوئی تو کیا مگر کیسی ہوئی سی نامت ہوئی تو کیا روز جزا نجات کی صوت ہوئی تو کیا برگشتہ قسمتوں کو قیامت ہوئی تو کیا باغِ جہان میں ایسی ہی قسمت ہوئی تو کیا</p>
۲۳	<p>کیا مگر کے شکل روزِ منت میں دیکھتا تسلیم یوں سحر شبِ وقت ہوئی تو کیا</p>
<p>دل پر خون میں سر سلسلہ مو نکلا ہنس و یامین صفت زخمِ جگر خون و کر وہ تھی سخت ازل تھی صفت چشمِ جاب</p>	<p>پارہ لعلِ جگر شیب گیسو نکلا عین تکلیف میں آرام کا پہلو نکلا لاکھ ہم پیوٹ تھی ایک آتشو نکلا</p>

مار ڈالا لب جان بخش کی باتوں نی جو ہد زبانی نے کیا اور زیادہ مہنوں	میری قسمت سی سیجا ہی ہلا کو نکلا حرف پوش نام ہی تاثیر میں جاو نکلا
۲۳	۲۴
<p>مضمون نہیں لکھا دہن ہمیشہ سال کا رخصہ آتشیں پہ نہیں دانہ خال کا اللہ ہی عروج تری پائے سال کا دامن کھین پڑا ہے گریبان کسی کلبہ مگر بھی داغ عشق پر پی وہی جلوہ کر تہا شینہ جو گیسو برہم کار و جوشتر تشیہ دی جو ابرو جانان سے مل کر تفکیدی نصیب ہو ذاتی صفت محال کیا خوب بوسہ لب جان بخش اور تم عکس رخ حسن سے او جان نہ یہ کہے یہ بھی وہاں یار کو ثابت نہ کر سکا ثابت ہوا سکوت متاع قند سی خونریز و مینی کی نمائش پسند میں کاہش ہی اب تو ہوتی ہی میان کھنچ موان سرخ ہی تری زلف سیاہ میں</p>	<p>عفا شکار ہی مری دام خیال کا پروانہ جل ہما کوئی شمع جمال کا ہر ذرہ آفتاب ہی چرخ کمال کا میری جھون میں جوش ہی فی کمال کا دیکھانہ منہ کمال فی میری زوال کا دینا پڑا حساب مجھی بال بال کا ملتا نہیں داغ ملک پر ہلال کا دیکھانہ منہ ہلال سپر فی کمال کا سیج ہی نہیں جواب تمہاری سوال کا پردہ ہی مہر کا تو گریبان ہلال کا کیا کیا خیال تھا مجھی اپنی خیال کا بہر تابی منہ گہری خدابی سوال کا کشہ جہان میں کون ہی تیغ ہلال کا مجہ تک گزر نہیں ہی مری احتمال کا یا سر چڑھا ہی خون کسی پائمال کا</p>

<p>گھونٹا دین کہ کیا صدف سے بہ ہوئی خاک روڑا زل سی قید ہون آزاد کی کی سلاست پالا ہوا ہی عیش کا کس طرح وں تہین شام شب فراق کا دل ٹوٹ جای گا مرکز ہی جستجو کی تستانہ کم ہوئے ہرست جلو ہا ہی معافی کی دید کر</p>	<p>رتبہ ملاز وال ہی ہو کمال کا رگمای تن پہ دیکھ لو عالم ہی جال کا خوگر یہ دل نہیں ابھی رنج و ملال کا مژدہ نہ دیجی جیسے صبح وصال کا اوڑتا پھر اغیار تری پالمال کا گھونٹا دلٹ دیا ہی عروس خیال کا</p>
---	---

<p>۱۵</p> <p>محبکو تو آسرا ہے محمد کے آل کا</p>	<p>۱۶</p> <p>تسلیم ترا ہون کو سب رک غور ز رہ</p>
---	--

<p>ایک تم یاد رہی سارا جان بھول گیا تم ہی کہتی ہو کہ تو رسم فغان بھول گیا دو وہی دن میں ستم دور خزان بھول گیا آج ہی تو مجھی اوپر مغان بھول گیا گور میں میں ستم غم روان بھول گیا کہتے ہیں جوی ہوئی مجھی کہ بھول گیا یہ تو ظاہر ہی کہ سب دور زمان بھول گیا چشم بیدار بچی خواب گراں بھول گیا چارہ در دل غم سر و کان بھول گیا خانہ یاد کی سب نام و نشان بھول گیا محبکو میرا دل سب تار و تار بھول گیا</p>	<p>غفلت عشق میں سب کچھ بھول گیا دل میں انصاف کو کستی کیا ہی بھول بچھکے کرتی ہی کیا دیکھی گل کو بلبل کل تو تھا غفلت حرم میں پر جوش کا عذر پہر ہی چینی کے تھام محشر افسوس جب میں کہتا ہوں کہ تم بھول گئی تھو کیا کہوں کیا ہوئی راحت ہی نی ہی بچ ہر طرف کیوں نگران ہی شبنامی میں آپ آیا خسر و مل لایا قاصد ہا ہی ہی بخودی شوق کہ اپنی نہیں آج تک پہر کی نہ آیا سو پہلو شاید</p>
--	--

<p>نرم طہنت میں ہوا سنگدوشی ظالم یوچہ لی سیکڑوں برباد ہیں اہل مجہبی دھوکہ کی مین شام جدائی کی موزن بہکا</p>	<p>خاک میں مل کی بھی جو بہتان بھول گیا خانہ ویرانی اگر میرا مکان بھول گیا رنگ بدلا یہ سحر کا کہ اذان بھول گیا</p>
<p>۲۶</p>	<p>ایک مدت ہوئی چوڑی ہوئی فن کو تسلیم کیا کہیں شہر کہ انداز بیان بھول گیا</p>
<p>ہمچہ احسان ہی مزار پاک کا ہوں مصیبت دوست بہر بخش میں صورت شعلہ ہوں میں نازک مزاج کوشا و لسنوختہ مد فون ہوا فنج ہو کر ہے نہ آزاد می ملے سے تہاتے سے ہی ثابت نزد گے اوڑکی پونچھے آستان بارتک ہوں وہ خود بین ساسنی ہنگام فنج وای بید روی نہیں کوئی شریک لوگ رو دیتے ہیں مجھ کو دیکھ کر مرگ ہی شرم گنگارے بڑ ہے جیتی ہے صورت نیک ہی بعد مرگ</p>	<p>خاک نی پردہ کیا ہے خاک کا ختم ہوں اپنی دل صد چاک کا نازاؤ ٹسکنا نہیں پوشاک کا بکھمہ و ہوان دیتا ہی پہلو خاک کا طوق گردن حلقہ ہی فتر اک کا وعدہ ہوں جہل بیت بیباک کا حوصلہ دیکھو ہمارے خاک کا آئینہ ہی خنجر سیف اک کا ما تم صبح گریبان چاک کا ماجرہ اہوں خاطر عنناک کا روز و شب ہی منہ پہ دامن خاک کا لی رہے ہیں بوسہ روی خاک کا</p>
<p>خون کی بات سلیم روزِ حشر سے گرد و دامن ہوں شہر کو لاک کا</p>	

۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

قتل ہی پہلی جگہا ہی سر دشمن تسلیم
 تیغ جلا دابہی سی ہی پشیمان کیا کیا

عزتِ ندی کا بچائی میں بھٹ کر اڑاؤ تھا
 نیم سہل چوڑ کر کیوں دیکھتا ہی بار بار
 اضطرابِ دل کی صد فی دیکھتا تو ت کو
 مختصر کر طول و نکو دام میں لاتی ہی کیوں
 مجھ تو پیشہ سی آئینہ رو چہ پنا محال
 جڑ پھینائی نہیں غفلتِ سرایِ بہرین
 مرنے ہیں نرات ترمین کان پر ابل نہ
 دای غفلتِ دنی ہیں باریں ساحل کبھی
 کوئی جانان میں بھی ششِ نہ لعلی یا
 دیکھنی والی ہیں ہم ہی تیری چشمِ ناز کے
 سبزہ رویدہ پس پر پردہ پوشِ بکسان
 کٹ چکی شامِ جدائی صبحِ وعدہ قریب
 بزمِ نوشا نوش میں اعطایان نہ کیا
 بعدِ مردن بھی ہی باقی وہی کشتگی
 دیکھ کر آبِ بقا کو مانگ مرنے کی دعا

خیمِ شیشہ ہوا تعظیم کو ساعدا وٹھا
 حوصلہ کچھ اور باقی ہو تو پہر خنجر اوٹھا
 بہر استقبال شورِ فست نہ محشر اوٹھا
 پاؤں پڑ پڑ کر نہ اتنا زلفِ پر خم سر اوٹھا
 پردہ چاہی چوڑ چاہی سدا سکنا اوٹھا
 جو یہاں بیٹھا کفِ افسوس ہی ناکلوٹھا
 کیا یہ تعمیرِ گلی لیجا بیٹگی سر سیا وٹھا
 کشتی عمرِ روان کا جس گہری لنگر اوٹھا
 گرد کی مانند بیٹھا صورتِ صرصر اوٹھا
 دی اگر نصرتِ حیا گردنِ ذرا اوپر اوٹھا
 اسی صبا تربت سی مری پہول کی چادر اوٹھا
 اور دم بہر صد مہِ فرقتِ دل مضطرب اوٹھا
 طاقِ نسیان پر کتابِ پند رکھا غرا وٹھا
 خاک سی میری بکولا کہا کی سوچ کر اوٹھا
 تشنگی کی ناز گردِ چشمہ کو شرا وٹھا

ناگجا ماما نسرای و ہرین تسلیم خواب

دیکھنا غازی حیدر پیدار ہو بستر اوٹھا

خبرِ برپا کے دم ہی کو چھ قاتل میں تھا
 پرورش کی ہی کنارِ بقیاری فی مری

ایک شورِ بقیاری سو وہ میری لمین تھا
 ہون وہاں مان تون جو سینہ ریل میں تھا

<p>گوئی صحبت ہو بھی چپ کر تماشا دیکھنا انکی تہنی ہای جو شل رزو کو کیسا کیا تہا زل سی میں پسند خاطر افتادگی شور بختی فی کما محرمہ عرض حال سے عاشق و معشوق ہوتی ہیں مقرر از دان شہرت بی اعتباری تھی جو حسن عشق کو قسمتوں طمی ہوئی ورنہ بلا تھی عشق یہ غلطی یاد کرتی تھی مجھی تم بھر میں تہا تماگر کی پرول میں جیلہ ساز</p>	<p>میں ہی گویا رنگ محفل تہا کہ ہر تھلیر تہا آج وہ ارمان میں کلک جسمی لہیر تہا خاک میں ملنا برنگ شاک و گل میں تہا ہر جناب بحر تہا لب ساحل میں تہا کہہ ہی ہو تم وہی جوق میری ل میں تہا نجد میں پسلی تھی مجنون پردہ گل میں تہا راہزن ہیر تہا ہرن خضر اس منزل میں تہا غیر الفت تہا جو آپ کی میں گل میں تہا مطلب آسان تہا لیکن پردہ شکل میں تہا</p>
--	--

۲۱	وہ ہوا تسلیم ثابت مجھ کو نفی غیبر سی حق تو یہی حق ہی نہاں وہ بل میں تہا	۲۲
----	--	----

<p>پہر خیال لب برہم شاک نشان ہو گیا بہر میں خنجر ہلال عید قربان ہو گیا جب گیا حیرت کون فی تری مارا پڑا پای قاتل سنی او تہا سر بکھڑکی بعد آشنای لذت زخم جگر طفلی ہی ہون تا فلک پونچا ہی ہو جو شیل نیم اشک لاکھ چاہا پر نہ نکلا سینہ صدیاں سی لی تہا ہی مرگ کی نیند پر چل طفل سر شاک</p>	<p>پہر مر مجھ سو غمہ خاطر پریشان ہو گیا غیبت پیدامری مرنی کا سامان ہو گیا برگ خنجر تیر شاخیں غنچہ پیکان ہو گیا سائیشیر مجھ کو بار احسان ہو گیا شیر کا قطرہ مری سنی میں پیکان ہو گیا کلم ہی ہونی پر یہ قطرہ ایک طے فان ہو گیا درد دل ہی آپ کی مٹی کا ارمان ہو گیا کوئٹہ دہن مرا شہر خوشان ہو گیا</p>
---	--

<p>سیکڑوں کہا تا قہیں اعتبار آتا نہیں اوٹکیان اوٹشتی ہیں جینم پر شکل لال پرورش کن تا ہی میری آہ کس کس پید ٹپک باہی اک جان سوز دل بتا ہے کہ کیا دل میں جینانِ جہان فی عقد التفاتِ عشق ہی دل کی خیالی ہی رہی داغِ ناکامی غمِ فراق جفا ہی آرز اک بہار تازہ ہی رنگینِ دانی یار کے قتل ہی ہو کر کیا دشمن کو ہنسی سرفراز اعتبارِ ظلم کو یا انتہائی صبر ہی دی کہی تکلیفِ صبر ہی کہی برسات اس قدر پوی ہی سنگتِ دلدار کی انتظارِ یار میں امیدنی مارا مجھے</p>	<p>وعدہ محبوب ہی اہد کا ایمان ہو گیا جس قدر میں کم ہوا تو تنہا ایمان ہو گیا حلقہ زنجیرِ غم ویش عزیزان ہو گیا آفتابِ صبح محشر دلِ غم بہان ہو گیا رفتہ رفتہ اپنا پہلو یوسفستان ہو گیا یہ وہ گہری جب ہوا آباد ویران ہو گیا ایک اس دل پر نہیں کس کا احسان ہو گیا داغِ الفت سی ماسینہ گستاخ ہو گیا خون اپنا خلعتِ شمشیرِ عریان ہو گیا چار آنکھیں جب نہیں مریخِ پشیمان ہو گیا میں چراغِ تربت کو غریبان ہو گیا بد گمان آخر مری جاگتے دربان ہو گیا پھر کیا جو دم دہن تک کی پیکان ہو گیا</p>
--	---

۱۷۱	اب کمانِ تسلیمِ لطفِ صحبتِ جام و سہو	۱۷۲
۱۷۱	چند دن احسانِ دو کر میفرودشان ہو گیا	۱۷۲

<p>ہیں اشارت میں شہر کی پہلو پیدا ایک عالم پہنیں سن و رنگی تیرا یاد کس کی لبِ گلین کے رولاتی ہی مجھی چاہتا ہی دل سوزان ہو اسیر کا کل</p>	<p>بات کرتی ہی تری جنبشِ بر و پیدا فتنہ آنکھوں ہی کہی ہی جادو پیدا صفتِ لعل ہیں ہر آنکھ ہی آسود پیدا حسن کہ تا ہی چراغِ شب کیسو پیدا</p>
---	---

<p>کل سی پہلی ہوئی اس باغ میں شہسوار صورت رشتہ پہنچ ہوا تو یہ سوار چاک پہلوسی ہوئی وسعت پہلو سوار عین وحشت میں ہی گرد مہو سوار انہیں آنکھوں میں آ کرئی این جاوے سوار چشمہ کس میں ہوئی غیب آنسو سوار پہنچ کر کئی رہی جنیل برو سوار پہرے نظر وشی ہوا اور وہ ہر سو سوار ہراوا کرتے سب کیفیت جاوے سوار چال تو پہلی کری سرو لب جو یہ سوار اور کی کرتا ہی پر تیرے بازو یہ سوار</p>	<p>پیشتر مجھے مرنی مرنی پاسے شہرت گر چہا چسپی تو کیا بہر ناکش صہ جا مڑوہ ای دل کہ بڑھی تیری ٹہنی کی جگہ سر نہ آنکھوں میں لگایا تو یہ بھی عا شوق یہ وہی لب ہیں جوا عجاز کا دم بہر ہیز آبرو رونی کی شہنم فی چین میں کہہ لی درو پہلو میں خلش ولین غرض عالم میں پردہ گل میں بڑھی پڑھ وری کہہ لی کیا کہو نصل میں جن کسکی بدولت بیو ش ہمسری کیا قد موزون سب کری گائی ری طائر جان پی پرواز عدم مقل میں</p>
--	---

۱۶۷	مازار باب ستم کی نہ اوئی ای تسلیم مرثی جبکہ ہو چہ سرج جفا جو پیدا	۱۶۸
-----	--	-----

<p>پہر میان میں شوری تسلیم کو سوچا ہوا پہر مری بالین یہ ہنگامہ ہی سر پہ ہوا پہر بھی شہر زبان طعنہ اندا ہوا پہر گریبان سر کی کل میں سوچا ہوا پہر کسی کی چاہی کا وصل پہنچا ہوا پہر مارونا بعید ابر کارونا چوا</p>	<p>پہر مرنی شہنوں کا چار سوچ چاہوا پہر وہی بندہ نوازی ناصح شفقت کی پہر قدم رنجہ کیا بہر خلش فصاوتی پہر ہوئی پردہ وری شام مصیبت لیکر پہر لہی جانا ہی مجکول حسینوں کی طرف پہر کھائی مجکوبیتانی فی پہلی کی ترپ</p>
---	---

پہر ہرنگِ خمِ خونِ روتی لگا ہنستا ہوا	پہر ہوا میں تازہ بر وارِ فریبِ عشقِ غم
پہر میں اپنے وعدہ محبوب کا شکوہ ہوا	پہر وہی بی اعتباریِ عشقِ فی شمشیرِ محو
پہر خدائی دیکھتا ہوں میر میں بیٹھا ہوا	پہر تون کی لونجانی سنگی ہوتا ہوں خوں
پہر بلای جان خیالِ شیشہ و مینا ہوا	پہر کھٹکتا ہی مرتی تگھڑیوں سا انِ طرب
پہر بنا افسانہ میں تقدیر کا بھولا ہوا	پہر محبی بچھا اسی کوئی بیخبر خوابِ خیال
پہر صدایِ خندہ معشوق میں گویا ہوا	پہر عدو سن سنگی خوش ہوتی میں میری حالو
پہر غزالِ داوی غریبِ سنگِ سیلی ہوا	پہر ہرنگِ قیسِ جوشی ہوا آرامِ دل
پہر امیدِ التفاتِ مرگ چسپنا ہوا	پہر ہمتا ہوں اجل کو جہلِ عمرِ عزیز
پہر ہرنگِ چشمِ روزنِ چشم کا حلقہ ہوا	پہر کسی کی انتظارِ نی بنایا بشتِ بچے
پہر بدولتِ آسمان کی خاک میں ملنا ہوا	پہر محبی نازِ عدو و چنپنا گور ہی
پہر کسی کی جیسو میں کو بکو پہرنا ہوا	پہر ہوا جامی سی باہر کھست گلِ طرح
پہر کسی کے یاد میں ہوں آگے بھولا ہوا	پہر ہی کوئی بیخبر صدمتِ نمای تجو دے

پہر سکوتِ مدعا فضل لبِ اظہار ہی	۳۳
پہر احبابِ کستی میں تسلیہ تگھڑی گویا ہوا	۱۱۱

رنگِ لائی کا مقرر رنگِ لانا یار کا	خونِ ولایتی کا محبی سندی لگانا یار کا
ہایِ حبیبِ سنی سنا مقتلِ میرِ آغا یار کا	سرکھتِ دوڑا خوشی ہی سہمِ استقبال کو
اب تو کیساں ہی محبی آنا نہ آنا یار کا	نزع میں نظارہ دلدار کی فرصتِ کمان
ہی فلکِ میراثِ انہ میں نشانِ یار کا	ناوکِ افکن ہی ہر چہ پراکشہ میں چوین
کم بہانے سے نہیں آنسو بہانا یار کا	شندی سانسو نہ گمانِ سرور ہی محبی

<p>مرگ کی باعث ہی یادِ مجھ پہی بعدِ وصل ای غمِ تکلیف و دوری تو ان ایسا نگر حشر تک خوابیدگان خاک کا اٹھنا تھا آتشِ باقوت رشک و عجبِ برہنگی خاک میری دشتِ غریب سے اور لالہ صبا گو بظاہر میری نظروں میں پہنچ گیا خوب و یا قبر میں جسدِ مہلِ منکر کیر مدعی کو برقِ خرمینِ غمِ عشرت میں ہوا چہرہ تہا ہی ویکہر آشفٹہ خاطر اور ہے حرفِ خصیت ہو گیا شہرِ پری پر از روح</p>	<p>قفل کرتا ہی حیا سی سرچ کا نایار کا عمر ہر محکوا ہی ہی تاز اوٹھنا نایار کا سورہی مین چین ہی سکر فسانا نایار کا اک طلسم تازہ ہی مستے لگاتا نایار کا مرکے ہی کچھ تہ چوٹا آستانا نایار کا خاطر ناشاد ہی شکل ہی جانا نایار کا یاد آیا مجھ کو تہا پوڑ جانا نایار کا ویکھ کر زویدہ محکوا مسکراتا نایار کا سرچہ تہا ہی کس قدر زلف تو کی شانایا نایار کا مرگ کا آنا ہوا پہلو سی جانا نایار کا</p>
<p>۳۳۲</p>	<p>ایک تو محروم ہی تسلیم ورنہ روزِ شب چو سستی بہتی ہی زلفِ پارِ شانایا نایار کا</p>
<p>کیا کروں اپنی غرض کو مریغِ بیوشی ملا ہر دوامین اثرِ سم ہی گمان ہی محکوا عام ہی دولتِ نظارہ دمِ محشر ہے ماتمِ مرگ ہوئی عید کی شادی محکوا کار سازی تو بہت کی ہی سنی یا سنی دشت میں پس جب آیا تو بگولا آیا مکتبِ عشق کی تعلیم چو تسلیم</p>	<p>تب کہیں اس کا پتا آج نصیبِ بیوشی ملا ملکِ موت کہیں ہو نہ طیبِ بیوشی ملا آج تو انکد شہِ حسنِ عجبِ بیوشی ملا جب گلی و دوڑ کی وہ اپنی قومِ بیوشی ملا شورِ فیل و ملا اس کی نقیبوں سی ملا عمر بہرین انہیں پر کشہ نصیبِ بیوشی ملا جو ملا محکوا محبت کے اوپر بیوشی ملا</p>

کیونکہ ہاں نہ غم پر عالم تعلق نور کا
 شہر میں بھی شکار عشق کی پیش نہیں
 اس طرح دنیا سہی آگوریا کے مری میں
 ساقیا مست نال ہوں کیا کروں بیکثیر
 یاد آتی ہی بتوں کی ستر مہری کی ہی
 عالم اسباب ہی نیست اسباب حسن
 ہی اسیر وصل بایں نامرادی ووردو
 اسقہ گہرتی کیون ہو ہر مجاہدی تو جہا
 دکنو ہی ظلمت خیانی کی میری کم نہیں
 مری ہی برہم مزاجوں ہی و کار بطکم
 ہاں کیا پہونکا مری فریاد فی سکر جسے
 مال ہونوی نوش کہ بخوف پیش ہرین
 ہاں ہی ہمدردی الفت کہ چھٹے لگے
 بیگناہی دیکھو وظاکم میری حال پر
 کون ہی همان مری گہر کہ فیض حسن
 اسقدر نازک مزاجی نی جہی کہ پانی
 بی فتنہ جل ہاں کچھ ہوان پناہین
 تم جو مثل قیس غم مجہ تیرہ قسمت کا کرو
 کیون خوشی ہستی ہی مجہ تیرہ قسمی نی ہی

کیا زبان تیغ نی چاٹا ہی پتہ طور کا
 رہ گیا منصور کی گردن پہ خون منصور کا
 جیسے منزل پتہ کا ماند اسفا و دور کا
 جانی دل پہلو میں شیشہ ہی می انور کا
 کیا ہی بین جلتا ہوں آگہا ہی جب کا فو کا
 پاک ہی آرائش شانہ سی گیسو حور کا
 دل مرا گہر ہی خیال شاہرہ ستور کا
 اور ہی دم بہر بکھیر عاشق رنجور کا
 ہو رہی ہی چاندنی دامن شب بچور کا
 استخوان اپنا ہی گاشانہ زلف حور کا
 دم بخو وہی صورتین نالہ ہاں صور کا
 گہر بنا ہی لوٹنی کی واسطی زنبور کا
 تیرہ تختی فی لیا دامن شب و بچور کا
 خون بہر لایا ہی دیدہ جو ہر سا طور کا
 روزن دیوار پر عالم ہی چشم حور کا
 جانتا ہوں نازا و ٹھانا کام ہی دور کا
 طور ہی میری چیل غ دل میں شمع طوک کا
 خیمہ لیلی بنی دامن شب و بچور کا
 دل غنی کا ہوش میں اربان ہوں ہفتہ کا

<p>عاشقی مین و نون بکشان بر قیظ آتشا سحر پا نون چیل چیل کر لوبوتا سحری هم قیدین و ده خموشی آتشا هون بی محنته کصدا</p>	<p>مین بونکا تشیفنه دیوانه زاهد حور کا ویده زرخیر اپنا وید سبب نامور کا کاسه سر کو بنا مین کاسه گر تنبور کا</p>
<p>۳۳۶</p>	<p>۱۵۴</p>
<p>اور کیا کا سپید هوتا آتشه چمب کمرور کا گهلتی گهلتی شمع کی مانند آخر چنچس سوز غم می هون مین افتاده سراپا آله دکینی کی صاف دل جتنی مین بیضه ضعف مین افغانی ندان می هاکو کم مین بیکسون کج رونی کوئی آئی گل ضرور نا توانی فی جگه بیانی توان کی نکه مین کیا کر می شکوه سری سوز محبت کا که مین نا توان هون کج زریخاک بد فتن بعد مرگ کوئی صدمه می خاک شکوه بان چاک می کیا کسیچ لایا فاسخ خوانی کی جلی سلی غمین و صف مین نگلی زبان لب که کیا کوئی زبان</p>	<p>سایه می جای کفن مرگان چشم مور کا منته ندیکه مایه می لاشی فی دیوان کور کا شیر کا ناخن محبی ناخن می پای مور کا خانه آئینه مین حصه ندیکه ساچور کا طوق می گردن مین حلقه موج آره مور کا بی سبب همنسان مین میری چراغ کور کا میل سرمه می تن کا سپیده چشم مور کا بنگیا هون آبله اپنی دیوان گور کا بار می سایه محبی مرگان چشم مور کا مین لب تصویر هون گزیندن چون شور کا نقش حُب می ای اجل تعویذ میری رک نطق کام آتا مین بیان پر کشنی زور کا</p>
<p>۳۳۷</p>	<p>۱۵۵</p>

تیره دل کو نفع کیا سیل شمع صاف
دکینا بیکار می آئینه چشم کور کا

آہ ٹکڑے کہے جگر نہوا
 در دست کشا اثر نہوا
 پوچھنا ایک طرف خبر نہوا
 بار اس وقت بام پر نہوا
 ایک بچے زخم کا گرنہوا
 حیف اب تک لو جگر نہوا
 اثر نالہ سحر نہوا
 آبِ بخیر سی حلق تر نہوا
 گرم سنگامہ شر نہوا
 بار باچا با بیشر نہوا

ہر دنا وک نظر نہوا
 کر چکے چارہ گرمیجائے
 لاکھ فدا کی مگر وہ شوخ
 مہر نکلا ہی کیا چمک کر حیف
 ویکہ لے مہربانے قاتل
 او غم ہجر اور کیا کہیے
 آفرین باد تجھ کو محروم
 تشنہ جانے کچھ اور کر تذبذب
 ہوں وہ افسردہ سنگِ مہر سے
 کاش قدرت میں دم نکلی تھا

سجدہ بت کی واسطے تسلیم

نڈ

ہامی پائی طلب نہ رہے نہوا

۳۸

مجھ کو ہلال تیغ ہلالِ صفر ہوا
 نو چاکیا جو قابلِ پرواز پر ہوا
 دن تو فریب وعدہ میں بدل گیا
 جب دست و پاتھکے تو ہمارا سفر ہوا
 نورِ نظر ہی دشمنِ نورِ نظر ہوا
 جینا تو بچہ میں تری امید پر ہوا
 آخر کو باز لرز و بال کس ہوا

آئینہ رو کی یاد میں ٹکڑی جگر ہوا
 کس وجہ تھی مجھی بھی سیری کی رود
 ویکہیں شبِ فراق گذرتی ہی کس طرح
 پیری میں لچلی ہی قصدا جانبِ عدم
 اندھا بنا دیا مجھے جوشِ سرشکِ فی
 ملتا نہیں مصال میں اب کیا علاج
 جوڑا جو کھل گیا نہ اوٹھی فوطِ ناز سی

بعد فنا بھی ہیں ہی آتش مزاجیان اپنی ہی ہو حصول تمنا محال ہے	نخل چنار سبز مری خاک پر ہوا دریاسی آج تک لب ساحل تنہوا
۱۳۹	۱۳۸
مرکی بھی بیرون خیال سبات کا کیا گیا بکیتی بکیتی ہو گئی تھی ہقدر بکیتی کی خو نی اجازت لی لیا تھا ایک سہ خواہین یار کیا صد می خیال یار بھی دیتا رہا کار فرما جگہ تھی فوجوانی کی سنگ کفن رہتا سنگ بستہ میں کہ میری قیاس وای قہر واصل کی شہرہ و تسکین پاک جستہ گوشت گئے کا عمر بہر جگر کار با غیر کی بیابانی کا در و پوچھو آنکھ سے کچھ تو تیری نازی سمجھا دیا تھا اور نہ کو غیر کا احسان ہو گیا آیتہ سوز عشق کے اُفتی ہی بیتابی کہ میں ہر روز کوئی ناکور	میں لب شیرین پر دلی زہر کیون کہا گیا مدتوں ناصح مجھی ناحیہ ہی سمجھا گیا مرتی دم کاٹتے میرا شوق شرمایا گیا روز جوش بخود میں جھکوتا رہا گیا کیسے کیسے رنگ جوش زولایا گیا استخارہ اونکو واجب مر بہر آ گیا صبر تک سفار با اور دل میں کہہ گیا روز دل کہو یا کیا میں دزوہ پایا گیا ویکھر دامن کو خالی اشک آ گیا مدعی بنکر مارول محب کو دھمکا گیا حشر تک پانی محمد پر ابر بربایا گیا شوق میں جا یا کیا یا کوسن آ گیا
۱۴۰	۱۳۹
پیام مرگ جو پیغام پرعتاب ہوا	جواب نامہ مجھے نامی کا جواب ہوا

<p> بنا میں خوبی قسمت سے خراب ہوا مری سب سے جہنم کو بھی عذاب ہوا حباب ہی مجھی پیسا نہ شراب ہوا خیال یار بھی آنکھوں کو میری خواب ہوا حباب میں اثر سا غش شراب ہوا تمہاری زلف کو ناحق ہی بچ و تاب ہوا اوپر نقاب جو اوٹھی ادھر حجاب ہوا یقین کیا ہو رمانی میں انقلاب ہوا جہان میں ہم نہیں ہونی کی گشتاب ہوا حباب کیا لب جو بیٹھ کر خراب ہوا دم اجل جو مری دروہی حجاب ہوا </p>	<p> شاحب کی صورت تو بحر آب ہوا بچھاو یا عسرق شرم کی تلاطم فی شکست تو بہ کی لہرائی دیکھ کر دریا شب فراق میں کوئی نظر نہیں آتا نگاہ دست سی دیکھا جو اوٹنی ریا کو مثال ہی نہیں عمر حضری دی ثنی وہ دیکھتی ہیں مجھی میں کفن میں پون پون ہوا نہ دست مرا وہ کہی ہی نہیں سے ابھی نئی نام خدا کم سنے یہ آفت ہے فنا ہی سہ قیام جہان فانی کے دکھایا منہ نہ سیجانی آج تک بہر کر </p>
---	--

<p>۱۱</p>	<p>نہ سوئی چین سی تسلیں کچ مدفن میں بلای جان ہمیں مرکز بھی خطر اب ہوا</p>	<p>۱۲</p>
-----------	--	-----------

<p> آگ کی بٹھا ملک الموت میں پیدا ہوا تہا وہ سر گشتہ کہ سنگر خیر مری خاک اور رائی لبیا حل جو تری چھوٹ صفت میں صفت نقش قدم توڑ کی پون تہا وہ تاکام جو پسرخ دعا کی خاطر سنگی میری لب پر شور کی افسانی کو </p>	<p> مجھی دم بہر بھی اجل کا نہ تھا خدا اوٹھا خاک اور رائی کی لہی سر پہ گولا اوٹھا بدلی گردا کے دریا میں گولا اوٹھا جس جگہ بیٹھ گیا پیر نہ اوٹھایا اوٹھا بھول کر بھی نہ کہی دست تہا اوٹھا نہ ہی تاب دل عید کو چلا اوٹھا </p>
--	---

<p>خارِ صحر کو ہوا بارشِ نیسان کا خیال عاشقی میں بھی پیشہ رہی عشقِ مزاج تم نہ آئی دلِ محرومِ تنہا آخر ہوں وہ نشو و نہاد کہ ہم ہی ہری ہر جن چشمِ مجنون کو ہوا محلِ لیلیٰ کا گمان</p>	<p>جس گری سیر کو میں آبلہ فرسا اوٹھا نازِ بجا نہ کہی ہم سے کسی کا اوٹھا بیٹھی بیٹھی شبِ تنہائی میں کہلاؤٹھا بیٹھی بیٹھی سو طرح کا فتنا اوٹھا جب کوئی واوی و جشت میں گولا اوٹھا</p>
<p>۱۳</p>	<p>۱۴</p>
<p>قریب کامِ برائیِ وقت پر نہیں آتا کہاں گئی جو عیادت پہ جانِ پی تھی حجابِ دیدہ نہ کر سب باغِ میں نہ کرو لحد کو نشہ دولت میں ہو لی ہیں منعم جہاں ہیں صورتِ تصویر ہوں سراپا خوب وہ شمع ہوں کہ جلاتی ہیں شمعِ شمع حیا ہوئی سبب تو یہ جفا شاید خیالِ گریہ جہی تاکے ابرو طوفان کو جو بوسہ و لبِ جانِ بخشش کا تو احسان ہے تپِ فراغ اسی ہی جلا چکی شاید سناکی یاس کی باتیں نہ جینی ہی گامچ خیالِ خام ہی اپنی ہی مستفیع ہونا</p>	<p>بہمانی دل کی لگی کو جگر نہیں آتا مزار میں کوئی لیسنے خبر نہیں آتا یہ دیکھنی کی ہیں آنکھیں نظر نہیں آتا خبر نہیں کہ وہاں کامِ زر نہیں آتا مگر یہ عیب کیا کوئے ہنر نہیں آتا کسی کو رحمِ مری حال پر نہیں آتا کہ تیرا ز کوئی تا جگر نہیں آتا کہ اشکِ دیدہ تر جوش پر نہیں آتا وگرنہ قرضِ مرا آپ پر نہیں آتا کہ دم کی ساتھ وہ دوو جگر نہیں آتا فرشتہ موت کا ہی نامہ بر نہیں آتا صدق کا کام سید نہ نہیں آتا</p>

<p>غضب کے بلبل بکریں سی پڑ گئی ہی ضد اجل خفا ہی تلک مدعی زمین دشمن ہنسائیں کیا تری اگیلیاں مجھی گدہ قفس میں تھی یہ رہائی سی یاس بلبل کو</p>	<p>چمن کو چوڑ کی صیا و گھر نہیں آتا مرا جہان میں کوئی نظر نہیں آتا بجھی وہ ناز نسیم نہیں آتا کہ آشیان میں ہی باور گھر نہیں آتا</p>
<p>۴۳</p>	<p>ابھی ہی کیا کرین عجمی شاعری تسلیم یہ کام وہ ہی کہ جو عجم نہیں آتا</p>
<p>بجھا بانہ ہی کیف جوش ستانہ مرا تاب وی آتشیں ہی دل غ ہوتا ہی جیتے جی گناہ مجھ کو کر دیا تقدیر فی جلوہ گر ہی ربط حسن و عشق ہمیش میں</p>	<p>چو ستا ہی لب مری ہستی میں ہمایہ مرا سبزہ بر لاتا ہی سوز شعلہ سی دانہ مرا مجھے پہلے اوٹھ گیا دنیا سی فسانہ مرا شمع تیری تمہیں ولسوز پروانہ مرا</p>
<p>۴۴</p>	<p>نازاوٹھا تا ہوں کس ناکس کے اسی تسلیم اب کہان اکلامراج میں نہ آیا مرا</p>
<p>دل ہے مفتون بہت سکر کا عشوق دندان سی زندگی ہی مری سخت جانے کے کشکش و کھو کیون کر دتا ہی ہر قدر کے حضور زند ہوں چاہتا ہوں عالم میں نہ لکھائے گا پھر گلے کوئے پر وہ پوشے روای اشک فی کی</p>	<p>شیشہ دم بہر با ہے پتھر کا آب و دانہ ملا ہے گوشت کا دم مہا آئینہ ہی خنجر کا یہ ہی ای گل ہے کیا برا بر کا افج ساتے کا دور ساغ کا میری دم تک ہی ناز خنجر کا ہاں ری پاس و بدہ تر کا</p>

صورتِ نقشِ پاہون خاک نشین برق لائی کہاں سی بیستانی	شوقِ بالین کا ہے نہ بستر کا سب یہ صدقہ ہی جانِ مضطر کا
۳۵	۱۱ عالم تسلیم کیوں نہیں سنتے کیا کوئی شکوہ ہے مقرر کا
اللہ ری احسان ستم ضبط زبان کا کیوں بایں سی بختا ہی تو مہضبط نہا سرست ازل کو نہیں کہٹکا وضان کا جز نام نشان تن لاغیر نہیں کہتا تصویر خیالی ہی نظر آئی گا کیونکر کیونکر میں شہب و صبلِ خورشید کی مضم چپکی سی بیان کر خبرِ نصرت گل کو کیون ڈھونڈتی ہیں مہبت مہین چاہ محروم رکھا وصل سے تکرارِ عبت فی برباد مجھی رکھتی ہی کیون گردشِ تقدیر	ہو ٹھون فی مری خواب بھی کیا نہ بیا ای ناکہ بیاب ارادہ ہی کہاں کا کیا روزہ ہو پنہ کشتی شی کی دہان کا مجھ پر ہی پڑا سایہ تری موی میان کا تن نام رکھا ہی مری کا ہش فی گمان کا دلیرا ہی ہونا ہی ستم شور اذان کا گلچین کہیں بلبلِ نسفی نام خزان کا کونین ہی باہر ہی پتا میری مکان کا لو صبح ہوئی آہی گیا وقت اذان کا غنصر من می خل ہی کیا ریک وان کا
۳۶	۱۲ دم بہر ہی نہیں ہی کہی اک حالِ تسلیم چری کامری رنگ بنارنگ جہان کا
نئے ترے ماتمکہ چاکشن ہوا ہو گیا صد چاک بنی ہویت جنوں سراو تارِ قیہ دین قاتل فی آہ	خندہ کل نالہ شیون ہوا ہینا دامن صبح کا دامن ہوا آج ہمیں طوق سننے گردن ہوا

تو بھی میرے جان کا دشمن ہوا
 ہم جہان پر گر پڑی مسکن ہوا
 پیار جب کرنے لگے بدظن ہوا
 چشم بد بین دیدہ سوزن ہوا
 شمع کے بجھنے سے پروشن ہوا
 خاک جل کر سبزہ مدفن ہوا
 اپنا دامن ابر کا دامن ہوا
 آنکھ میرے دیدہ روزن ہوا
 ہم پہ کب احسان پیدا ہوا
 آفت جان یار کا جو بن ہوا
 اب گر یہ آگ پر روغن ہوا
 ذرہ ذرہ شعلہ ایمن ہوا
 تو ہلاک کا بیت پر فن ہوا

حیف ہے اونے و فانا آشنا
 پہر نہ اوٹھی ضعف سی لبت اشک
 کچھ نہ تھا جب تک ہمسایا تھا
 دیکھتے ہی زخم دل کے کہل گئے
 تیر کی ہے شعلہ ربیون کا مال
 کیا کہیں سوزِ محبت بعد مرگ
 وقت گر یہ اشک پکی اس قدر
 دیکھتے جب دیکھتا ہی یار کو
 مثل طفل اشک عسریاں ہی رہے
 ایک عالم ہے شعیب تیغ ناز
 اور رہے کے ٹوٹی سی دل کی لگے
 جس جگہ عکس رخ روشن پڑا
 کیون نہ ہو ترکِ محبت غیر سے

گر نہیں شعلہ عیش و شعلہ رو

سوزِ غم سی سینہ کیون کلخن ہوا

۳۱

۳۲

آتش گل ہڑکی کی سارا چین جل جائیگا
 جسم تک آبی نیائی گا کفن جل جائیگا
 مفت میتی نی بان تیرا دھن جل جائیگا
 آتش رنگ حسی جان من جل جائیگا

جب ہمارائی کی بلبل کا وطن جل جائیگا
 گرہی سوزِ محبت بعد مر دن ہی
 سوزِ دل میرا نہ کہنا شعلہ سی ناسہر
 دستِ نازک کو ابھی تکلیف آتش ندو

ضبط کرنا آہ تشناک اپنا نہیں
 سوختہ قسم سے ای قاتل اگر سبکچا
 عکس میں آتشیں سے آئینہ بھی ایک دن
 سوزِ غم ہی ہوں برا بھلا تہو کو بلانے
 یہ تو کیا وہ سوختہ قسمت ہوں پہنوں کا اگر
 کیوں دین کرنا فوجانی عین شانِ عیش
 تابِ رخ سی شعلہ میں جل جہنم کی قریب
 ان پہنوں کو جو میری ہو فائیں کیا کہوں
 پروہ پوشی ہی جس کے یقین شیریں کہتا
 اپنی خون گرم کی چھٹیں شیریں کہتا
 میری سوزِ عشق کی کہاں تو جی قیاس
 چمکی کا ہنگام میری داغ سوزِ عشق کا
 دیکھ کر زبان لپکتی تیری شرم و رشک سے
 ای جنوں جبر و شہت میں گنہگار آتشِ فہم
 بکھڑا تو آہ کر رہی کم ہوتی ہی ل کی طہر

استخوان باندِ شمع آہمیں جل جہنم کا
 سبزہ گو شہیدِ خستہ تن جل جہنم کا
 دیکھتی ہی دیکھتی ہی آہمیں جل جہنم کا
 دم میں ظالم حلقہ تارِ رس جل جہنم کا
 چا در آبِ دان کا پیر میں جل جہنم کا
 کیا خبر تھی دیکھ کر چرخ کس جل جہنم کا
 صورت سے پڑا شمع لکھن جل جہنم کا
 آگ بجائی کا شکر ہوں جل جہنم کا
 مثل شمع کشتہ خون کو کھن جل جہنم کا
 کیچ و اسن رہا شمشیر جل جہنم کا
 منہ تراکدن بت ہاں شکن جل جہنم کا
 قد سرا پا صورتِ نعل کس جل جہنم کا
 پانی پانی ہوگا در لعل میں جل جہنم کا
 جاوہ مثل تارِ شمع آہمیں جل جہنم کا
 غم نہیں فرقت میں کہ بیتِ سخن جل جہنم کا

لکھی ہی تیلی ہنسی نوکِ شعلہ سی غول
 دیکھ کر بد بین یہ اندازِ سخن جل جہنم کا

۴۴

۴۵

جی بہر آید دیدہ سوزن لہو دسے لگا
 لکھی اپنا آپ حال آد زور دسے لگا

چارہ ساز زخمِ دلِ قوتِ نور دسے لگا
 بسکہ ہنسی کی عادت صیلِ مین یاری

<p>بہہ مکر تہنا قریب آبجو سونے لگا جی بہر آیا دیکھ کر خالی بدور سونے لگا جس گنڈی ٹوٹا کوئی بار رنور سونے لگا سہری اپنی توڑ کر ظرف ضوونے لگا ای مسیحا جیتی جی کیون مجھ توڑونے لگا جاتی ہنچ پادکر کی روبرور سونے لگا قتل کر کے مجھ کو یا جنگ جہر سونے لگا دھنوں نے ہنس دیا سکر عدور سونے لگا دیکھ کر بیچارگی ہی چار سونے لگا یا آئی تیری زلف مشکبور سونے لگا میں سمجھ کر ایک طوق بیگلور سونے لگا</p>	<p>ہجر میں اس سرور قد کی جب کیا کشکول صدہ بیر جی ساقی نہا وٹھا ہر دم میں خندہ زخم جگر نے دل گمایا اور ہی اگیا زاہد کو بھی زہد ریا کی کا خیال نہ بختک بیمار الفت کی ابھی کبھی نہیں تہا مصیب آشتیا بیضر طلب حشر میں ہای کیوں شرم فاتا شیر بخش دل ہوئی کیا اثر اولٹا تھامیری سرگزشت عشق کا تہا عدم میں کہیں لایا آب نہ جب یہاں کیا کون نظارہ سنبھل نہ کیا کیفیت ہون خواہ اسیری جب آیا ہلال</p>
--	---

<p>۱۹</p> <p>بہہ مکر تہنا قریب آبجو سونے لگا</p>	<p>۲۹</p> <p>اگیا کعبہ میں جب محراب کا خیال</p>
--	---

<p>آتی آتی آہ سی دل سوی لب پہ گیا گر تر تقدیر ہی ہمراہ بیتابی رہے اس قدر تکلیف بہر نہ بجا کیا ضرور سخت جانی کیا شرمندہ قاتل ہی بحث کرنی کو جو آیا بام پر وہ حسن اس قدر غفلت اتنا جواب غش مزار</p>	<p>لو وہی پہری وہیں بیتاب کر پہ گیا شوق لایا بار بار محروم کٹ پہ گیا سنتی سنتی نامحاجی پک گیا سر پہ گیا دم چاکر رہ گئی شمشیر خبر پہ گیا فرط غیبت سی رخ خورشید انور پہ گیا ہم نہ چونکی اکی سر پر شور محشر پہ گیا</p>
--	--

مجھے فیضِ عالم میں بھی بخل ساقی ہی ہی
 حوصلہ کیا کیا تھا عیسے کو لیکر شکر ہی
 کچھ رہی تقدیر توڑیں جو مٹی بیڑیاں
 گر پڑا نامہ کہیں یا بھول یا خط شوق
 میری ترسانی کو عہدِ وصل ہی کچھ کہتا
 فہم میں آتا نہیں کیوں آج میری خاک پر
 جب ملی جبکہ رگلی شمشیرِ قاتل دویا
 بوسہ لب تلکجا کچھ اور رخصت دیتی
 تہا فریبِ اشکِ آتیر آبِ خضر میں

جب ہی نزدیک یالی کی ساغر پہر گیا
 سنکے اعجازِ لب جانِ بخش و بے بہر گیا
 میری پہرنی کی لمبی خمسی مقدیر گیا
 کیا کہوں کیوں دیکھ کر مجھ کو بے تر گیا
 جب یقین آئے لگا مجھ کو سنگر پہر گیا
 چند قطری اشک کی ظالم بہا کر گیا
 آنکھ میں طرزِ تپاک اہل جو بہر گیا
 ذائقون ہی شہد کی لہندہ چڑھ گیا
 چشمہ حیوان تلک اگر سکندر پہر گیا

رخصت امی دربان اگر آئی تو کہنا پارسے
 آج بھی تسلیم اگر تیرے در پر پہر گیا

سکوتِ غیر سی سوزِ جگر بیان ہوگا
 فریبِ عشق پس مرگ بھی عیان ہوگا
 نہ مرنی دی کی تمنایِ وعدہ جانان
 دکھائی گی سحرِ ہجرِ حشر کی سامان
 سجد میں مانع و کما میں کی جلوہ ہمتا
 پس فنا یہ جنائین کہے نہ نانوگ
 گھڑی گھڑی زولا چارہ گر کہ پہر مجھ کو
 بلا نصیب ہوں کیا مہر کی کہوں مہید

زبانہ شمعِ محمدا مری زبان ہوگا
 مرا فسانہ بنے گا تری زبان ہوگا
 فریبِ خضر مجھے عمر جاوداں ہوگا
 صدایِ صورتِ مجھے نالہ اذان ہوگا
 مرا کفن مری آغوش میں کتان ہوگا
 یہ زمینِ محمدا کوئے آسمان ہوگا
 نصیبِ خندہ زخمِ جگر کہان ہوگا
 خلافت ہوگا فلکِ سخت بگمان ہوگا

جس کمان ہی بیابان میں چ طرف لان
جلا کی شمع جلاؤ نہ سیکسے کو مری
لکائیں لاکھ فرشتی خدا سی ڈر کیا
گہری گہری نہ قسم لی کہ مجھ ہی ظالم
عدو نصیب کیونکر کہوں پہائی گی
دلان بھی حق میں باطلی بتکا دیکھیں
صنمکہ ہو کہ ہر کعبہ ہمتو عاشق ہیں
چھپائی کیونکہ تہ خاک پونہیں ہنی دو
لحد میں ہلی کا کیا خاکت دل حشہ
جہلی سیر کیا ہی تو پہونک صحتیاد
مزار پر مری لاؤ نہ پھول کی چادر

مری طرح کوئی گم کردہ کاروان ہوگا
کرو نہ غم کہ لب گور نوحہ خوان ہوگا
گواہ عذر مرا جلوہ بہتان ہوگا
مرا گمان ہی تری طرح بد گمان ہوگا
مری دعا کا مراخت پاسبان ہوگا
بتاوی عرصہ محشر میں تو کمان ہوگا
کرینگی سجدہ ترانقش باہجان ہوگا
کوئی تولاں غریبان پہ نوحہ خوان ہوگا
نہ راز دان کوئی ہوگا نہ ہنر بان ہوگا
جو میں نہونگا تو پہر کیا یہ اشیان ہوگا
مرا چراغ محد مجھ گلفشان ہوگا

۵	خبر کسی ہی جو دل پر گزر گئے تسلیم مرا فسانہ مری بعد کیا بیان ہوگا	۵۱
آرزو رہ نہ گئی موت کو مر کر دیکھا بستش احوصلہ او پر سرخ ستگر دیکھا جی بہر آیا کوئی لب نہ جو ساغور دیکھا میں نہ کہتا تھا تجھی او دل مضطر دیکھا		غم نہیں گسٹم کاوش خیر دیکھا ایک صد کہ ہے دینی میں تامل اتنا ہجر میں یہ دیش می دیکھی ٹپکے آنسو ان حسینوں ہی ہی ملنی کی تمنا دیکھا
۱۱	مجاؤ ندی پہ تری آتا ہے رونا تسلیم سبکدلی میں عفو نقش قدم ہر دیکھا	۵۲

کیا کیا قریب گریہ بہت است بہر نہ تھا
 بابل بنے بخیہ تا نفس سے کیا نہ کیوں
 باغ جہان میں سر چرخا خان کی طرح میں
 کیوں سنکی شعلہ غضب اتنا بہر اک نہ تھا
 بہر کار ہی تھی آتش غیرت کو بوی لطف
 آوارگی میں عمر دوروزہ گزر گئے
 کیوں سنکی وودی مری آدودہ ہر دم
 طی کی برنگ شمع رہ منزل عدم
 کا ہنسنے بی نشان مجھے کس لیے کیا
 کیوں خرم ہنس پیکر لب فار کی طرح

دیکھا تو صبح کو سر مژگان ہی تر نہ تھا
 چاک قبای گل کوئی رخسہ چہ نہ تھا
 وہ نخل تھا جو موہم گل میں ہی تر نہ تھا
 ذکر وفا تو شکوہ سوز جگر نہ تھا
 کیوں نہ کہہوں کہ زانو دشمن پر نہ تھا
 اپنا اکیش بار کی مانند کب نہ تھا
 میں کچھ نوید مرگ عدو کی خبر نہ تھا
 کوئی سوای سوز جگر کس مسف نہ تھا
 نقش و مہن نہ تارک موی نہ تھا
 پیغام وصل یا رخدنگ نظر نہ تھا

تسلیم بات بات پہ قول مقسم ہی کیوں

ایسا تو بد گمان تو کہے پیش تر نہ تھا

۴۵

بی تعلق ستم دہر سے آزاد آیا
 بد گمانی یہ بڑھی ہی ستم دشمن سے
 تہا وہ آزاد کہ حسرت ہی سیری رہی
 تو ہی امی ک عدو باعث حسان ہو جا
 کیوں پشیمان ہی مری نام کو سنکڑا لم
 صحبت و محبت ہی تھی سنگ تجر و مجو
 شادی مرگ سی بہو لا غم ہستی دل کو

سنگ طفلان نہ کہی تا شمشاد آیا
 اپنی سابی کو سمجھتا ہوں کہ جلا د آیا
 دھوکہ دی دی کی محبی باغ میں صبا د آیا
 چہیڑنی پہر مجھی ہنگامہ نہ لایا
 کیا کوئی عہد وفا ہی کہ تجھی یاد آیا
 صورت قالب تصویر ہوں آزاد آیا
 نغمہ خوان میں طرف خانہ جلا د آیا

۴۶

کس قدر شوق شہادت کیا ہی ہوش
 کیا عداوت تھی کہ جب ام میں لاقسمت
 خندہ تھا وقت الموت مہمرون گریہ
 بی سبب کہ نہ میں پڑتی ہی خنجر پتری
 قد شعلہ کہی منت کفر بوجشاک نہیں
 سبب گہ ہوا چیر کی زخم دل ز آ
 دعوی خون ہی او سے زبان تک لائی
 دہن خم میں حسرت بہر آبا پانے
 ماتم عاشق ناشاد کیا شیرین فی
 قید میں حوصلہ آہ کو و تانہیں
 نیک طینت کو نہیں صحبت بد چارہ
 تو عین سروان تیز قدم تھا کتنا
 رحمت کشما شرجین جنون کیا کہی
 عمدہ پیری میں ہین آغاز جوانی کی گلے
 دہن خم سی طعنہ نہ سنوں میں کہو نہ
 کیا بڑی ہوتی ہی مرنی کی تمنا ظالم
 بی سبب روشن خیر نہیں حشر کی دن
 کس قدر خنجر فراموش ہی ہستی میری
 نیند آئی نہ کہی امن مدفن میں مجھے

آپ جلاوسی کہتا ہوں کہ جلا و آیا
 دیکھتا ترچی نظر سی جی صبا و آیا
 خوش عدمی میں گہا دہری شاد آیا
 پہر کوئی آج فراموش قضا یا و آیا
 زیب ظاہر ہی بری حسن خد اواد آیا
 چارہ گر کا ہی کو آیا کوئے جلا و آیا
 کیا فسون حشر میں پڑتا ہوا جلا و آیا
 بوسہ تیغ ستم کا جو مزایا و آیا
 کام آخرا شرجین قسما و آیا
 تنگی کفر قفس دیکھ کی دل و آیا
 دامن وحشی پسٹا ہوا ہمزاد آیا
 اک تزاری میں تیرے مآباد آیا
 ناصح اوٹا نہیں بالین کہ قضا و آیا
 قصہ شام بھی وقت سحر و آیا
 غیر کی ہنسی زبان نشتر قضا و آیا
 سرکشت آپ مری سامنی جلا و آیا
 فلک پر کو پہر کچھ سہرا بجا و آیا
 ظلم جب تمنی کیے شک خدایا و آیا
 پیری پہلو میں بوسہ کا مزایا و آیا

وہ ہوا خواہ قضا ہوں کہ عدم چھپے	سایہ تنغ میں تاخا نہ رجلا د آیا
ما تر ہم عاشق ناشاد کی شادی دیو	سرخ پوشاک ہیں کہ ستم احب د آیا
بگڑی تقدیر کی تقدیر سی بنتی دیکھی	غیر کی ضد سی مری گروہ پر نژاد آیا
تھی آفت تری تصور کہ پھر کی غرض	آہ کہینچی جو کہی ہوش میں بہزاد آیا
تیر محفل ہوئی تعلیم کہ سوز مجھے	شعلہ شمع نظر سیلی اُستاد آیا

نکست گل کی طرح باغ جہان میں تسلیم	خانہ بردوش گیا صورت آزاد آیا
-----------------------------------	------------------------------

سلامت کن پہر کوئی قاتل پہان آیا	کوئی بیسہ کوئی مجروح کوئی نیجان آیا
وہ ہوں بسوخته جسم تو بہشت ہر جا نکلا	اوٹھا تعطیل کو شعلہ کلی ملنی دھوان آیا
کفن سے بچو بگویر ہیں جس کے آتی ہی	طواف قبر کو کسا غبار کاروان آیا
بتاؤں کیا شر کی طرح گر پوچی کوئی مجھے	غرض کیا کی جراتا ہوں کہین آگیاں آیا
خیال خاکساری عالم الہامی بالا شہا	زمین بھیا کی زیر قدم جب آسمان آیا
نکرائی شمع بزم دوست اتنے گر میان مجھسی	شر کی طرح کچھ دم کی لٹی ہوں میدان آیا
جنون میں ہی لیا احسان نہیں اہل فضا کا	ہمیشہ طوف بن بنکر مالال آسمان آیا
رہا فضل ادب فکر و دیاں بایں لب پہ	طبعیت پیچ کھائی با وجہ بی میان آیا
کمال صنعت نہ جھنڈ کو تکلیف احسان دے	اوٹھانی بخش بعد مرگ مور ناتوان آیا
مجھ سے جو نوخیز ہونسی اکثر شربت بہت	خضر جب سنی بامری بنکر جوان آیا
کری گزینج بھی کوئی تو مٹنی کہ نہیں کہتا	عدم سی سوئی ہستی مثل ہی ہریان آیا
اگر قمار میری میں با بعد رائے سے	قفس لاد آگیا جسم قمر شہ بیان آیا

وہ زندہ صاحب شوکت ہیں جب تک ہوئی کیا
درمیانہ ملک سنی مجھی پریرغان آیا

سحری منتظر بیٹھی ہو جواست اسرجانان

سجھتے ہو تم ایسی حکیم کیا قول بتان آیا

۵۵

۵۴

وصل کی شہد ادای سیم جوان میں کیا
ایک نہ بہتی نہیں صبا دگر چپ پست اگر
مرگئی لاکھون شہید ناز کچھ پرواہیں
چو پیر کر ہوتا ہی رسوا و ست حشمت
شکل و کمالانی یہ طفل شکافی مگر کبھی
زخم تیرے ہنس ہنس کی بہلائی کئی قاتل کئی
صبح ہی تاج رویا ہوں فراق یا میں
تیری لب کے سامنی با تا فروغ قدر کیا
کب سے میں فارغ ہی ہست بلند و بر
زخم کی پہنٹی سنی کئی پیر میں ہی ہو گیا
بعد مرزا ہی ہی تکلیف ہستی عشق میں
ہو ق حیران کس توقع پر دل امیدوار
اختلاط شمع و پروانہ نی پہونکا اور نہی
سونگہ مگر گریبان کتا ہی ہر گھمان
کامل پنا کر چکی بیماری عشق بتان
واہ ری پاس فاسد ری شرم آرزو

صبح تک میں لٹکائی شمع تی بہان میں کیا
کیا مزار مہنی کا پہر بیل گلستان میں کیا
وہ تماشای ہلال عید قربان میں کیا
ای جنون اب کیا میری جیب بارتان میں کیا
دیکھی کو مد تو آن غوش مرگان میں کیا
عمر بہر میں ناز پر واری پیکان میں کیا
روز و شب فرق میری چشم گریان میں کیا
لعل آخر شرم ہی جا کر بدخشان میں کیا
چاہ ہی نکلا جو یوسف کنج زندان میں کیا
شور الفت ختم ہوا چاکر میان میں کیا
بتکی میں فکر و غما ہر دم حسنان میں کیا
آج تک تیری فریب و پیمان میں کیا
شعلہ زلغ تنہا ہر کہ جان میں کیا
سچ ہا تو پاس گل کی گلستا نہیں کیا
میں فریب نسخہ و تاثیر درمان میں کیا
ہر نفس ہمارا ہی عمر گریزان میں کیا

۱۱	کیا پڑ ہے اشعار تسلیم جگر افکار سے شور تحسین ہر طرف برقم خندان مین کا	۵۶
یہ گلہ کم ہے کہ میرا ہر گلہ جاتا رہا فاصلہ پیدا ہوا جب فاصلہ جاتا رہا باتون باتون مین خیال قافیا جاتا رہا دوستو شہر و کہ وقت فاصلہ جاتا رہا حاصلی کا اپنی دل ہی حوصلہ جاتا رہا جب قریب خار پونچھا آبلہ جاتا رہا آج ہی دست جنون کا شغل جاتا رہا کوئی دعا آیا تو مشعل لڑ لڑ جاتا رہا کس جگہ تھی ہی حریت مل جاتا رہا دولہ کچھ بڑ گیا کچھ دولہ جاتا رہا	وہل مین کیا عرض غم کا سلسلہ جاتا رہا دوڑ بھی آپ کو بیٹھی اگر اگر قریب ہمسفر پونچھی ہم کو مین حوال گور مین اب بچاؤ اور کو بچھانی اجل ہی غریب نامیدی اہقد زخمل فلک سنی گئی پھوٹی تہمت سے سولا یا بھوک کیا شہ مین پہاڑ گردن کیا دیوانگی نی چاک چاک ہوش مین ہی اضطراب دل ہی مینابی منہ سے اہل مین کانہیں گشتا وقار چاہتا ہوں جو شہری مین ان کی انگ	
۱۲	اس قدر فکر سخن تسلیم کسکے واسطے قد روان ہی لطیف احسان جملہ جاتا رہا	۵۷
کوئی تازہ چمن مین گل کھلا کیا سکھایا تک و آئیں سے کیا کیا دوم گردش ترا خجندہ و کاکیا فروغ زیست پراپنی ہنسنا کیا شب تنہائے مین ظالم حیا کیا	یہ سچے مسکراہے ہیں صہب کیا او او ناز و طرز خود نماہے نہ کی تہہ بی نیازی کچھ گلونے شریحہ لوہ شمع عدم تھا تنہا ہے تری یا مین سینخت	

وہی ہے پرو کی شیشے میں ہی ہی
 دمِ آخر عجب تکلیفِ دران
 غبارِ کاروانِ بی نشان ہیں
 ہیں عاشق اپنی مطالب کے کہیں گے
 ہوا کیوں سُنکے برہم بارِ جانی
 جہان میں ہر بشر آتا ہی عریان
 اگر رسوائیِ عالم ہے نہون میں
 غورِ حسن ہی کچھ دن کا حمان
 وہ افتادہ ہوں تنگ و ستکیری
 اگر چہیرا نہیں باوجودِ حسن
 ہمیں جس دروغ تو کیا اور دی گئی
 عجب قاتل نے کیسے تیغ ابرو

بنی ہے دخترِ زر پار کیا
 بہلائی چارہ گر مجھ میں رہا کیا
 ہمارے ہر ہی بانگِ در کیا
 تمنا کیا ہمارے دعا کیا
 بتائی نامہ بر تو نے کہا کیا
 عدم بھی ہی کوئی وحشت سر کیا
 تو پھر اس دل لگانی کا مزا کیا
 سے عالم ہے گا۔ بیوفا کیا
 جو اوٹھا بھی تو مثلِ نقشِ پا کیا
 ہر اک غنچہ چمن میں مہنس پڑا کیا
 ترا چرخِ سنگر جو صلا کیا
 شکستِ رنگِ عاشق دیکھنا کیا

عجب تسلیمِ مشقِ غیبتِ غیر
 بُرا کہنے سے ملتا ہے بہلا کیا

۱۵

۵۹

بتائیں کیا کہ ہوا غصہ شایب میں کیا
 پدر کی مایہ پوئے نہ بد نصیب سپر
 کیا ہی وعدہ فدا سحر کو آئیں گے
 وہ دیکھ کر جمی فی پردہ کیوں ہوئی ایدل
 ابی جو وعدہ تکلیفِ حشر باقی ہے

خبر نہیں ہی کہ ہم دیکھتی تھی اب میں کیا
 متلع بحری ہی خانہِ جناب میں کیا
 ابھی ہی ہی دل بیضہ اضطراب میں کیا
 نگاہِ شوق فی سجدہ ایا نقاب میں کیا
 عذابِ روزِ جدائی نہیں جناب میں کیا

<p>پیری نہیں طرب چشم نہ ظرب تک جس کا کی خواب بل ہی جلاؤ کی اب کیوں گلہ کیا ہی تو ابھی سیاہ خستہ کا ہمیشہ پائیں کسی آگے دیکھ جاتی ہے کبھی ہی مرگ کا رونا کبھی نشاط حیات یہی سوال وفات ہی جو روز سنتی ہو جلائی گی پیشِ جسد یار اک کو اوتر کی خلق ہی بیہوش کر دیا مجھ کو پس فنا بھی کیوں ہی یقینِ جنت کا</p>	<p>نگاہ شوق فی سہما و یا نقاب میں کیا پہنتاؤ کی مجھی پھر کسمی عذاب میں کیا تمہاری گیسو شگون ہیں پیچ و تاب میں کیا کوئی امید ہی باقی دلِ خراب میں کیا پہننے ہوئی ہون رنگی کی ہم عذاب میں کیا سکوت ہی لبِ خاموش کو جواب میں کیا رکھا ہی سوزِ الم فی دلِ خراب میں کیا بچھی تھی تیغِ بفا آگ کی شراب میں کیا بہی گئی حوری روح انقلاب میں کیا</p>
---	---

خبر نہیں ہیں تیرے نام کے نام کو

پڑا ہی شوق میں کیا لکھا اضطراب میں کیا

<p>آج بکڑی غیب کی تقدیر کیا کام آئی گردشِ تقدیر کیا خاک اور اسے خاکِ مہتاب کیا آبروی اشک سے تاثیر کیا نوجوان اب بھی ہی چرخِ پیر کیا پہونک دو گے خانہ زنجیر کیا پہرے نو گے نالہ شکر کیا چال تیری چلتی ہی شیر کیا</p>	<p>ہنس کے آیا وہ بہت ہی پیر کیا اوڑ کی پونچھی خاک کو یار میں بعدِ مردن کہات میں ہی ٹیکے آسوؤں کو وون جگہ امن میں کیوں نشوخیان ہوتی ہیں ہلہلِ جاد میں ہوں میں وہ آتشِ قدم کتا ہی قیس روز کیوں دیتی ہو صد می ہجر کے ایک دم میں سیکڑوں ہون تی ہیں قتل</p>
---	--

<p>دل نہ سے نقش و نگار و حسہ کو تو وہ کہتا ہے کہ جو ممکن نہیں پاؤں سو جاتی ہیں سنگر کیون ہون چپ رہی آنکھوں ہی کر خاک میں</p>	<p>اعتبار بخش تصویر کیا میں سنون پیر می ان لکیر کیا داستان ہی ناکہ زنجیر کیا منہ دکھائے اشکابی تاثیر کیا</p>
<p>۱۴</p>	<p>۱۵</p>
<p>سہما ہی مجھ کو ہی تری لک غبار کیا بیدار ہی شباب ہی خواب مزار کیا میں ہوں مزاج یار مرا اعتبار کیا لائی خزان کو سایہ نسیم بہار کیا ہم کو حنا کی طرح غصہ سم روزگار کیا لطف وصال ہی کا عذاب شکار کیا ہوئی سحر نہیں مرسہ پروردگار کیا</p>	<p>وہو تا ہی غیر شکستہ لوح مزار کیا کیوں انتظار یار میں غم کے جوتن ہو ہر بات میں فریب تلون ہی جلوہ گر اکدم میں گل کہلی ہی ہوی پامیان ہی جفتا پسین گی اور سوارنگ لایین گے آغوش یار شکی نیا ہی سحر سے کیوں آغوش شام ہی وری اب تک شراق میں</p>
<p>۱۶</p>	<p>۱۷</p>
<p>حلقہ زلف طوق گردن تھا دوش باو صبا کا مسکن تھا نہ گریبان تھا میں نہ دامن تھا او جڑی گہر میں چسپاں روشن تھا</p>	<p>قید اپنا وہ آپ پڑھن تھا خاک نہی ہو سکے سہر بلند رہا سینہ چاکے مجھے عجب بخشنے جلوہ گرداغ دل نہ تھا پس مرگ</p>

<p>جیتی جی سب تھی مری جب دیکھا کہ آئے کے تھے خوشی بلبل شب کو دسوزی غمت پہ مری کیا دلایا تھا تنہا آکر یاد کچھ نہیں تھا تو یوں پس دیوار دے کے تھے ہم سب سے اسیر جنوں پوچھتا کون حال بیتا ملی اک جہان دیکھتا تھا حیرت سے غم بلبل ہیں عمر بھر صیاد خال و مرگان عشق ہی دل میں</p>	<p>نکونی دوست تہا نہ دشمن تہا آج کچھ باغ باغ گلشن تہا جل کے ہنستا چراغ مدفن تہا مسکراتا شکاف مدفن تہا ملی سب کوئے گردشیوں تہا طوقِ تسمری کہ طوقِ گردن تہا تم خفا تھے نصیب دشمن تہا ہیکسے پر سے میری جوبن تہا ماتے تہا تو برگِ سون تہا سیکڑوں دلغ الا کوں وزن تہا</p>
---	---

۶۲	عذر مانع نہ تھا کوئے تسلیم ترکِ شعر و سخن قصدا تھا	۶۱
----	---	----

<p>مصرفاتِ ہلو ضبط ہو میں تھا سکر سوالِ چوہل نہ انکار کرتے پیرِ میخان کچھ اور بھی خیرات میکدہ بیتاب ہو کی خنجرِ قاتل لپٹ گیا خالی نہیں فریبِ اپنی کی دوستی مقتل ہی بوسہ گاہِ قضا بعدِ مرگ ہی کس کو کیا تھا شوقِ اسیری غرقِ آب</p>	<p>نالہ برنگِ قلقل سینا گلو میں تھا گویا سحرا غیبِ مری رزومیں تھا کہتا ہے مجھ سے ہوش مرا کیا ہو میں تھا سو سو طرح کا ناز ہماری گلو میں تھا دل ہی قیبت کا کہ تری پہچو میں تھا تیری حنا کا رنگ ہماری لہو میں تھا گردابِ شکلِ طوقِ گلو آہو میں تھا</p>
---	---

سجده کعبه اشک خیزد و درین مضمون بتا	تو برسی اهل عشقش تقصیر چای
۱۱۱ تسلیم اشک دیده عاشق نهنگ کو سز نی احسب بار کس می پیش عدو دین تا	۱۱۲ تسلیم اشک دیده عاشق نهنگ کو سز نی احسب بار کس می پیش عدو دین تا
<p>خوبه ای دل خست آه و فغان لینی لگا شوق تنه پایاکی و لیدن چنگیان لینی لگا بام چلکا شیشه می چنگیان لینی لگا دست و دست پیرهن کی بچیان لینی لگا حوری لینی کی قسین بدگمان لینی لگا دو و کر میری قدم پیرمغان لینی لگا جب ملایا پاس شجوه چیمان لینی لگا میفروشی کی لیلی زاهد و کان لینی لگا ابنوا و لینی سانس تیر انجیان لینی لگا جو چلا ملک عدم می نم میدان لینی لگا</p>	<p>دل من کس شوقه شوق جوان لینی لگا کریما ترک تنی است کس دست لینی لگا بر سر ساقی آگهی می پاکس سینهش کو فصل گل آبی سیرین بکون غنای جوشن خستین جسم در فرود و کجا می هون و رعد باد و پیا جب کبی آناظر کریم طلب کیک کستی من و سوختن واه کیا اعجاز ساقی ہی که سجد چو کر وقت آخر ہی و کجا جاکل صوت بیوفا کجاست عیال ہی و همان شری القریب</p>
۱۱۳ جمع دیوان لینی تیرک تا بهر بعد مرگ کوئی کیون تسلیم نام من نشان لینی لگا	۱۱۴ جمع دیوان لینی تیرک تا بهر بعد مرگ کوئی کیون تسلیم نام من نشان لینی لگا
<p>شکر ہی منہ ہی جو نکلی گا کلا به جای گا چارون میں نگاہ ہی گل تا به جای گا انتها کو جوش حسرت در عا به جای گا رفته رفته تیرا کو چه کر بلا به جای گا</p>	<p>دل اقی و روی جب آشنای به جای گا عند لبیب آتنا بهار چرخ و زهره بهر پهل آرزو تو کجاست ناکامی نالی کامی کو نام کری ہی ہی روز و شوق قتل عاشق اکبر</p>

آرد و مندر فو بوج زخسمن نین
 ایک بوسی نین کچه صل می ایو بجه
 گره می ای انتهای سخت جانی دیکنا
 جسطرح هوتا در تاثیر حسرت جانی
 وای غفلت ابتدا این وصل کجی تھی تم
 قتل کرنا محکو تیغ تیر سی اچا نہیں
 ہون ہ گشتہ کہ محکو خضر کی حاجت نہیں
 ہو کی برہم برہم سی جب میں چلا کئی
 قتل کر تیغ تبسم سی دیت کا غم کما
 جذبہ دل بھی عطا کر دو بخشا ہی اگر
 بان بیان تیغ زنی دو دکان زخم میں
 ہون ہ مضطر بعد مدد امتحان کو ایست
 طالع یا اوس ہو فاکو سخت نادانی ہونی

جانہ ہستی پُرانا ہی تیا ہو جانی گا
 تم سخی کہلاو گی سیرا ہلا ہو جانی گا
 قطرہ زہر لب ہی آب ہلا ہو جانی گا
 نروبان آسمان دست عاہو جانی گا
 بیشتر چاہیں گی ایسا بارا ہو جانی گا
 غیر کو ہی اس ستم کا حوصلہ ہو جانی گا
 گرد باد و شست غریب ہنما ہو جانی گا
 اوہ جی اک تم نہ آو گی تو کیا ہو جانی گا
 جلوہ لبہای رنگین خونہما ہو جانی گا
 ورنہ ای تقدیر نالہ نار سا ہو جانی گا
 شکر احسان ستم کچھ تو ادا ہو جانی گا
 پہلو مرقد میں پہلی زلزلہ ہو جانی گا
 کیا خبر تھی اس قدر نا آشنا ہو جانی گا

شکوہی زلف برہم اسقدر تیر کیون
 میں نہ کہتا تھا گرفتار بلا ہو جانی گا

۶۵

۶۴

کا ہشون حال پناوے دیگر ہو گیا
 قابل پرواز صید جان مضطر ہو گیا
 آبرو گر چاہتا ہی کینج خلوت کقبول
 چوڑ کر تہا گئی جسد مہ تو ہی ات سی

جسد لاغر بنی رشتہ تار لیستہ ہو گیا
 قاتل کیر جم کا ہر سہ شہید ہو گیا
 قطرہ عیسان ہمدردین آؤ گی ہو گیا
 دم پر چٹا بھی زرخشتہ زنی ہو گیا

سخت دل کو نور کردیتی ہیں ارباب ضیاء
 مٹتی مٹتی دشمن جان کی بھی نریر سی ویا
 اہل دنیا سی ملا جب آئینہ عبرت ہوئی
 یار خود بین فی جہان میں کچھ قیامت کا
 صدقی تیری تاثیر الفت توئی کیا تھا دیا
 مر کی ہی دم بہرہ پہلو سی کیلئے بچ چلا
 ہجر میں حیرت برستی ہی درود یوار سے
 ہر گھڑی زیرِ فلک حاصل ہی رہا دینی مجھ
 دھوپ ہو یا چاندنی دونوں سے کتنا ہوا
 کاتب لوحِ حیدر سی انتہائی مومنین
 باعثِ راحت ہوئی بیتابیِ فرقتِ مجھ
 کسنی جہاں کآج وقتِ صبح ہو کر فی نقا
 سمجھی تھی مگر گراں باری سی چہیت جانینی ہم
 جسکو تو چاہی بہنم لطفِ خدائی نہیں
 سگی پوسھت تیری جا پہ زندان کی صفت
 اک جہان پڑتا ہی کلاؤ میں بیتِ کدیش کا
 سمجھی تھی دل کی حقیقت کو فقط و جوش

مر کی فیضِ نظر سی لعلِ تیج رہ گیا
 نیچے قاتل کا ٹوٹا ہی تو خنجر رہ گیا
 صاف ظاہر ہو گیا باطنِ مکد رہ گیا
 عکسِ مہر سی آئینہ خورشیدِ مجھ رہ گیا
 آج قتلِ غیر پر راضی وہ کیونکر ہو گیا
 آپ کا پیکان بھی دل کی برابر ہو گیا
 ملی تری گہ آئینہ خانی سی بدتر ہو گیا
 ذرّہ رگت وان طالع کا اختر ہو گیا
 قبر کا دامن مجھ و امانِ مادر ہو گیا
 لکھتے لکھتے مصرعِ ابرو مگر رہ گیا
 اس قدر تڑپا کہ دل پہلو سی باہر ہو گیا
 روزِ ن در مطلعِ خورشیدِ خاور ہو گیا
 قسمتوں سی رسر پر خاکِ تہر ہو گیا
 نور و دستِ حضرتِ موسیٰ میں اِخگر ہو گیا
 پانی پانی حلقہ گر داب کو شر ہو گیا
 خطِ صحیفہ ہو گیا ماضی ہمیر ہو گیا
 لکھتے بیٹھے جسکے ٹی خط ایک قر ہو گیا

یہ تمنا ہی کہ مگر جو چہیت سی ہنون

شکر ہی تسلیمِ خاکِ پایِ حیدر ہو گیا

<p>کیا تری تنگ قباہون کہ نکل جاؤں گا صفتِ نالہ زنجیر نکل جاؤں گا اب تو دامن ہی نہیں ہی جوہل جاؤں گا میں نے کیا تیری نظر ہون چو بدل جاؤں گا وہ شجر ہون کہ بہا آتی ہی جل جاؤں گا ہون فریبِ ل شمع کہ ہی جل جاؤں گا کچھ خم بادہ نہیں ہون چو اول جاؤں گا جب جلادو گی مجھی پستے پہل جاؤں گا چشمہ ہیا نہیں ہون جو بہنہل جاؤں گا میں ہی اک نکتہ مازہ ہون چو جل جاؤں گا</p>	<p>میں کہاں تک عشق ہی تل جاؤں گا وہ سب کو ہون کہ زندان ہی کہی تنگ ہاں کہنک میں کہہ او گئی امی جنت مجھی لیتا ہی جنت عہدِ فانی نہیں آتشِ داغ جاہِ ہر کی کی فصل گل میں آہی جائی گا اونہیں کسیدن کی کمی مجھے کیا از تری ہوئی عیان سستی میں شجر شمع ہون ہر اشک شری ہی میرا چارہ گر یا تہ اوٹھا چارہ گری ہی میری آج تیک کل ہی کل اوچھو رت ہوئی</p>
--	--

۱۷	<p>مشورہ ماتم ہون کہ ہون خاک گرا کی تسلیم جس طرح ہو گا میں کو جی میں کل جاؤں گا</p>	۱۷
----	---	----

<p>ایک بت اللہ سی ہم پر سب مانگتا چلتی چلتی اور میں دو چار ساغ مانگتا میں تو کیا ہون خضر ہی پانی نہ اوٹکر مانگتا خاک میں کیا ملکی میں چو لوئی چار مانگتا کیا فاکستے جاہ منصب تخت مانگتا ان نصیبو پرو عایِ وصل کیونکر مانگتا ان ہون ہی کیا دل نہ چاک کیا مانگتا</p>	<p>کہ ول کا فر مرا کسے میں دلبر مانگتا بچل ماتی ہی ارادی نہ کہ رہی رنہ ہی کو کنا تیغ نگاہ ناز کا آسان نہ سا خار ہوتا بلبلون کو آسمانی لکو داغ نگاہ ہست پہاچان میں تپا رون کو سطلی تو خفا نہ کہ شیدہ آرزو میں گمان میری ہست نہ کہا پہلو کو خالی عبادت</p>
--	--

<p>خاک میں گردون ملا تا صوت طفل شریک ایک سہ پہیہ میں تھی غور و حسن میں عہد طفلی ہی عہد و میرا یہ چرخ پیر ہے وہ بلا بالا ہی تو گم دیکھتا وقت خرام</p>	<p>میں اگر بھولی سی ہی دامنِ مادر مانگتا ان بتوں ہی خد کیا خاک پتہ مانگتا خونِ دل دیتا اگر میں شیرِ مادر مانگتا فتنہ قد سے امان آشوبِ محشر مانگتا</p>
<p>۶۵</p>	<p>آپکا کھلا کی سیلیم جگت سنہ غلام غیر سی کیا جام ای سا قی کوثر مانگتا</p>
<p>اولیٰ ہوتی جو دعائیں تیر قسمت مانگتا ہوئے محض شنگی نالہ صوبہ ہی اللہ سی کچھ تو رہتا اتحادِ جو قاتل بعد مرگ ہوئے وہ ایدہ آشنا پاتا اگر دل میں کچھ حسرتِ بوانگی ہنستی و کرنے مر کے میں کہہ لیا شرمِ گنگاری فی پردہ شکر ہی انگیا کچھ پس میں رہے محشر میں ایدہ سوت صورتِ تصویر میں ہو شکر کل آئینہ جہان اس قدر محروم قسمت تھا کہ ہو جاتا اہو پڑھنی دیتا کبھی ویرانِ نصیبی کا اثر پیشہ کہنی ہی تو منکر ہوا اب کیا کہوں کہ نہ محروم اثر ہوتی غامیری تو میں کچھ سمجھ صورتِ نقش قسمِ مفاہقہ ہوں</p>	<p>دلِ غ دیتا آسمان گریخِ تربت مانگتا منہ چھپا لینے کو دامنِ قیامت مانگتا کاشل آبِ تیغ بہر غسلِ میت مانگتا اور میں ادسی اک دلِ حسرت مانگتا خاک اوڑانی کھیا بانِ قیامت مانگتا اہلِ محشر سنے غنستی گر میں جنت مانگتا دلِ گمانی کو تری دشمن کی بیعت مانگتا کیا طلسم گم رہیں بھر غیرِ حیرت مانگتا شیرِ وایسی جو ہنگامِ رضا عت مانگتا گور گمہ تی آسمان ہی گریخت مانگتا خیہ جو کچھ مانگتا ای ہیروت مانگتا تاز اوٹھانی کی ہی کچھ اور طاقت مانگتا خاک میں گردون ملا دیتا جو صفت مانگتا</p>

<p>پیار کرنی کی ہی اک جو رخت مانگتا</p>	<p>ہوں عاشق گر خداویدا تو میں دنیا پر</p>
<p>۷۹</p> <p>تھا جباب بھرا ہی تسلیم جو رخت سے</p> <p>کیا میں اس طوفان میں دم لیتی کی لعلیت</p> <p>ط</p>	<p>۷۹</p> <p>یاوچ چشم ہم عیار سے سوئے ندیا</p> <p>چشم روزن فیج دیکھا اوس شب ہر محکو</p> <p>رات بہ رخت نصیب سی ہی شاکر ان</p> <p>روز عشر کی عائن تیرہ دفن مانگین</p> <p>مرگ کی مین میں ہی آنکھ جھپکی ہم ہر</p> <p>نیند صیا کو آئے نہ پر مکنی سی مری</p> <p>کیج سدا تک غم جاناں عیالی باہن</p> <p>ہجر میں اور ہی بچیں ہوا تک میں سے</p> <p>شکل تصویر نہ جھپکی شب صلتوں پاک</p>
<p>عمر ہر فرستہ بیدار سے سوئے ندیا</p> <p>غیرت عشق فسو نکار ہی سوئے ندیا</p> <p>گردش کو کب تک سے سوئے ندیا</p> <p>مرگ کی بھی وعدہ دیدار ہی سوئے ندیا</p> <p>اضطراب دل پیار سے سوئے ندیا</p> <p>وحشت تازہ گرفتار ہی سوئے ندیا</p> <p>دہستان دل پیار سے سوئے ندیا</p> <p>ایک دم ناصح غمخوار سے سوئے ندیا</p> <p>صبح تک لذت دیدار سے سوئے ندیا</p>	<p>۷۹</p> <p>کیا نہ اکت ہی کہ اوس بیت کو تک تسلیم</p> <p>خاطر شہ زہار سے سوئے ندیا</p> <p>۷۹</p> <p>جان ہی لی سکے سرتیر جگر ہی نکلا</p> <p>تنگ آیا ہوں وطن ہی میں شکر کی صورت</p> <p>واہ ری شور جنون دیکھنی نوٹا عالم</p> <p>بوسہ شد ویا اوسے زبردستی سے</p> <p>بدگمانی کو نہ کیوں ہم غیبی کیون</p>
<p>۷۹</p> <p>میرا ہمان مجھی ٹوٹ کی گہری نکلا</p> <p>پہرہ آؤں کا نظر جھکھری گہری نکلا</p> <p>فتنہ حشر ہوا سنا نہ جد ہر سے نکلا</p> <p>خیر کا کام چھٹا ہی تو شرت نکلا</p> <p>غیر کا خط دہری قاصد کی گہری نکلا</p>	<p>۷۹</p> <p>۷۹</p> <p>۷۹</p> <p>۷۹</p> <p>۷۹</p>

دلغ امید جوانی دم پیری چسکا	لومہ شام کر بیان سحر سے نکلا
دلغ لاکھون دینی اہنت میں گاری تسلیم	کوئی ارمان نہ اوس شکستہ سہمی نکلا
نہوا گم کسی تدبیر سے چکر سیر	جب تہکی پای جنون پر فی لگا میرا وصل کی دل میں ثنا بھی ریحان معلوم کیون نہ پامال کہی ہستی طالع مجھ کو شوکت شور جنون فی وہ دست بختی
کیون سنا آوہ ستار بھی باتیں تسلیم	میری کہنی میں جو ہوتا دل مضطرب میرا
قیس کیا فریاد بھی محدود افکاری ہا	سکہ داغ جنون ہر وقت میں جاری ہا حوصلہ کوئی نہ دل تک غلشی ہی آسکا لاکھ واعظ فی کہا تو بہ نگر فی تہی نکی اوسکی کوچی میں پڑا ہون نقش قدم رو کی بھی ترسا کئی آنسو کو ہم مثل حباب
اک اک آفت لگا لایا کیا تسلیم	میں دل لادان کی باتوں عمر بہاری ہا
بہولی سی بھی نہ جانب اغیار کوکینا	شرط وفا بھی ہی خب دار کوکینا آئیر جذب شوق زلیخا ہی گرتے مانند شمع دیشہ کے طلی کی رہ عدم یوسف کو ایک دن سر بازار کوکینا یار و میچ بندہ ہی کہ رفتار کوکینا

<p> اللہ اس قدر نہ بہتر کس کہ جمل بچوں کہتی ہی سوج دل ہی دم نزع ہوشیار یونہیں سحر کروں نہ اگر رخ کی یابون اللہ ری خطر اب تنہا ہی دیدار میری خطا نہیں ہی خدا یا جو کچھ کہوں موی کی طرح کیا اگر فی شوق میں ہوں کافرین عشق لعل محمد کی روز شش </p>	<p> میری طرف تو گرمی بازار دیکھنا ہمتو عدم کو جاتے ہیں گہر بار دیکھنا صورت نہ پھر میری توشیہ تار دیکھنا فرصت میں اک نگاہ کی سہوار دیکھنا پھر چھپے ڈھانپا ہی زاہد مکار دیکھنا لازم ہے پہلے طاقت دیدار دیکھنا جنت میں ہوں کی جسے سیکار دیکھنا </p>
<p>۴۴</p>	<p> تسلیم روی یار کو حسرت کی آنکھ سے اچھا نہیں ہے شوق میں ہر بار دیکھنا </p>
<p> عدم کو دوش عزیزان پہ تا مزار آیا ہتھاری دید کو کوئی رقیب پیش بگو بزم گشتہ سیلاب چین ہر کی ملا وصال ہجر سی خالی ہانہ دم بہ دل سنار ہی ہی بتنگ کی یہ گر انجانی قفس میں داغ تمنای گلج ہی ہونگی ہم اس چین میں مثل شاخ خشک ہو جلا یاد و دست فی محبویہ سرود مہر سے </p>	<p> خدا کی شان پیادہ گیا سوار آیا ہزار بار گیسائیں ہزار بار آیا قرار سے مجھے آیا تو کیا قرار آیا فوج طرب تنگ گیا قرار آیا کہاں ہی خنجر بیدم گلے کا مار آیا ندو نوید سنئے ہو ستم سار آیا ہری ہری کی کسی روز برگ بار آیا کہ دشمنوں کو مری جاری ہی بجا آیا </p>
<p>۴۵</p>	<p> بتوں سے پاکی و غا اب یقین ہو اہم ہماری کہنی ہی شکو نہ اعصت بار آیا </p>

<p> اوج فرما حسن بوی غیرت گل ہو گیا لاجپتی تھی تیغ بہر قتل لیکن اپنی سخت مگر کئی ہم نوجوانی میں اسیر و ام زلف بی تری گلشن نظر آیا جسے ہمسکہ جیتی جی بیٹیاہی دل سے یکب اسپد دیکھ کر اس نو نہال حسن کے شادابیان ٹوٹا ہی بیٹھ کر مسجد میں نہ اہد خلق کو </p>	<p> آسمان پر پرغ زرین بال بلبل ہو گیا کہد یا کچھ ناز سے پہر کچھ تالی ہو گیا شام سی اپنا چراغ زندگی گل ہو گیا دود آہ بیکسان ہر برگ سنبلی ہو گیا ای جل صد تی تری کچھ تو تحمل ہو گیا رنگت وی گل چمن میں روشن بلبل ہو گیا دست دزدان حرم باہی تو گل ہو گیا </p>
<p>۶۶</p>	<p> بیعت پیرن خان میں آگئی تسلیم آج سنی قلقل تو یہ صد سالہ کا قل ہو گیا ۱۲ </p>
<p> گلہ کیا عشق میں گلیٹ یا آرام ہونا تھا ہوا سی بوسہ لبہای ہو کون تھی گرا سی دل شکایت کیا بھی میر جمیاد ظالم سی کوئی تو چین پاتا آگنی ہم بہر کفانی سی نکلیں نقوش کی صورت نہ کیونکر غیر سی جنوں میں کیون قسمت پر کی ہی کو لیچا گلہ کیا وہ نہ آئی گل کی عدی پر اگر ٹالا جو تھی منلوں خواہر عند لیبت و مضطر کی وہ شک مر و مبالغین پر آیا نزع میں شاید وہ کچھ ملکیت میں پر نہ آبات ہ جاتی </p>	<p> ہوا جو کچھ مری قسمت میں کلفا ہونا تھا تو صبح بادہ ہونا تھا بھی یا جا ہونا تھا مری تقدیر میں کدن اسیر و ام ہونا تھا تجھی ہی ظلمت میں شب آرام ہونا تھا کہ او کی رو سیاہی میں ہمارا نام ہونا تھا کہ نگہ می ٹکری اپنا جامہ احرام ہونا تھا انہیں ناکامیوں میں کج اپنا کام ہونا تھا رگ گل تجلو چند ہی ای رگ اندام ہونا تھا چراغ صبح کو میری چراغ شام ہونا تھا شرکیت میں عاشق تم میں کج کام ہونا تھا </p>

مری پہلو ہی دکھو تو گرجائی پائیں غیروں کا	کسی جا عید ہوئی تھی کہیں کلام ہوتا تھا
۷۷	۷۷ ملا کر خاک میں تیلے کو ناحیہ پشیمان ہی یہی ای چسپ سیر ایک دن انچاٹم ہوتا تھا
مرکی ہی باقی ہی چکر میری شہیت خاک کا میں ہند بادہ سپہا تھا کہ میری قبر پر چھو گیا ہی کس جہنم کی پیریں ہی آج وقت طفلی روتی ہیں سواری پیری کو ہم بوی گل جہنم کتنی ہی بی پوئی مجھ کو نہان ظلم سی تو بنکر رہا ہوں ای آسمان نیستی ہستی سنی نہ صحت و نون عالم میں	ہر گولی میں ہی عالم گنبد افلاک کا شامیانی کی عوض سلا یہ ہی غل تک کا وی ماہی بوی گل امن ہماری خاک کا شام ہی ماتم ہی یان صبح گریبا چاک کا میری عویانی اوٹھائی ناز کیا پوشاک کا خاک میں ملنا ابھی تی ہی میری خاک کا حشر گہرا بنا پتلا ہماری خاک کا
۷۸	۷۸ برق جب چمکی ہی تیلے سمجھی دل میں ہم اک شریہ ہی ہی اپنی آہ آتش ناک کا
جو ٹوٹی آبلہ دل تو چشم تر کرنا وہ کہتے ہیں یہاں افسانہ اکھو ہماری لاش کو تنہا پنھوڑا شب گ میں گھومتا ہوں جسی بدگمان نہیں ہوتا عجب ہی کیوں اثر نا کہ حوزین ہی مر	ہمیں ہی گریہ بیچارے خبر کرنا تم اپنے گھر کا بخت عمر بھر کرنا سہرا نہ بیٹھکے امی بیکسے سحر کرنا مرا ہی صورت آئینہ ہی نظر کرنا تمہاری یاد ہی سیکھا دلون من گھر کرنا
۷۹	۷۹ خدا کیو اسطی تر پو نہ اس قدر تسلیم ابھی ہی شام جدا کے تمہیں سحر کرنا

<p>تو بین جان و نیست بین باز توانی جو جای کا تیکم که بهم کزین کی شکر قاتل کا ادا لطف زمین بیدادنی و شوق حسینا کو دیا اس قدر گمراہی دلانی وی خط یار کا کثرت کر یہ بہا لیجای کی اکدن زمین وای قیامت برق ہی کرنی ظلمت کھنڈیر خط کلانی کا اکدن روی آتش ناک شوق کیا آیا ہی بیکان کو دل بسمل چھوڑ کچھ ہم کو دل یا تھا بیوفا کو وای سخت دیکھ مہلی کاروانی جس طرح ہیں آج خاک</p>	<p>فرہ یک پریدہ آسمان ہو جای کا ترجم تن ہو گا دمان بیکان بن ہو جای کا ہای کیا ہو گا جو تو نامہ ران ہو جای کا جو لکھا ہو گا مسرت رکاحیان ہو جای کا بستر اپنا چا و آب روان ہو جای کا ہم یہ بھی تھی کہ روشن کچھ کان ہو جای کا شعاع ہی میری دلائی کو ہوں ہو جای کا بد گمانی کہہ ہی ہی راز دان ہو جای کا کیا خبر تھی یوں نصیب دشمنان ہو جای کا اکدن تو ہی غبار کاروان ہو جای کا</p>
<p>۵۰</p>	<p>۵۱</p>
<p>ہو سے لیکہ نیلا روی ارغوانی کر دیا گل پیری کا سامنا ہی آج ہی صیاد بھڑ خراباتی کو واعظ پاں تھقی کہاں کیا کروں کیوں کر حسینوں پر نہ مرنے تار پنا</p>	<p>آج چھنے گل چراغ لٹ تے کر دیا بند اسیر قفس کا دانہ پائے کر دیا مدتیں گزریں کہ نذر نو جو اسے کر دیا موت کو میری خدا فی ٹھکانے کر دیا</p>
<p>۵۲</p>	<p>۵۳</p>
<p>کثرت حد تک ای بار جدا</p>	<p>جس طرح بانگ اساتہ نہ ز نہار جدا</p>

مرکی ہی زیر سجد چشم تناس ہے کھلے ہامی کس کسکو مناؤں نہیں رکتا کوئے وہ جگر سوزِ عنادل ہی ویلسوزِ جہان مجھ کو بیدار نہیں منظورِ جہان میں ہنا ایک سو ز جگر سی بھی جینا ہی محال	نہوئی مجھے مری حسرت دیدار جدا ہٹ پناہ ہی جدا آہ شرر بار جدا آتش گل ہی جدا آتش رخسار جدا بیٹھ پہلو سی مری اوت بیت عیار جدا پہونگی دیتی ہی تری گرمی بازار جدا	
۱۷	ضعف فی صورت تصویر بنایا تسلیم لب سی لب ہو نہیں سکتی دم گفتار جدا	۱۸
ہر سحر خلوت میں میری اک نیا ماتم ہوا غم کی نیرنگی ہی سیر کچھ عجیب عالم ہوا گریہ پیہم سی خالی میں نکونی دم ہوا تھا وہ محزون عمر بہر عمر حسرت ہی ہوا کستے چھیرا اوکی لفونکو جو ایدل استے ہمنی طی کی آہ استقبالِ برہی کی بل درد سندانِ ازل کا غیبت دیکھا علاج چشم تر میں کیا کروں بیاگنی قسمت سیر حور کا چہرہ سرا پائیں پی کی شوخیان	شمع کشتہ کا مجھے اپنی برابر غم ہوا بنگیا فریاد جو کچھنے کی قابل غم ہوا خون ویا جس گڑھی شکون کا آنا کم ہوا یار جب آتا تو ناکامی کا اپنی غم ہوا سلسلہ تارِ نفس کا خود خود بہر غم ہوا سرو ساقہ مثل شاخ بیہ مجھوں غم ہوا پنبہ زخم گل تر قطرہ شبنم ہوا نوح کا طوفان مار رونی ہو ہی کم ہوا مجھ کو حیرت ہی کہ تو کیونکر بنی آدم ہوا	
۱۹	می کی پیپی ہی دو عالم کی حقیقت کھل گئی ایک ساغر میں دل تسلیم جامِ جم ہوا	۲۰
گلہ کیا دل میں آخر کچھ نہ کچھ اعلیٰ ہو ہوتا	اگر حسرت نہوئی کوئی دلِ غ آرزو ہوتا	

ہوا بی پیرہ را عشق تیر می زکری ہی
 و کما تی رحمت ہجر میں تاثیر نیرنگے
 غلط ہی جذب الفت کا فسانہ ورنہ بی
 نہ تھا ایوہ رگنا سوزن گان بلبل کا
 دلون میں حشر بربا ہی عیشون غائبانہ
 گنگارون کو ای وعظ نکرا یوں جس سے
 گرا ہاضف کا کوچی بلبل کی عین جگہ سے
 تماشا دیکھتے گردیدہ عبرت سی گلشن کا
 یہ جس عشق کی اپنی دست بستہ نگاہیں
 سنائی لہن انی گر پیرچہ ہی کیا حال
 مقدر میں لکھی ہی تشنہ جان نہ قابل
 یہیں بید کرتا کیا کیوں سببہ ظلم
 نہ کیونکر آئی روناکشت ل کی شوخچی پر
 محبت میں یہ پیرحمی کہ جینا ہو گیا شکل
 زبان نیشتر کیوں ہو کہتی لہن تشنہ جان
 اسید لطف پر کیا جھک کی طفا اہل دوست
 کھاوے غل غل زہن ہا اسن سات میں واعظ

نہ کہ میں بیٹھا چمک نہ رسوا کو بھوتا
 ہر آنسو آتی آتی تا سر سفرگان او ہوتا
 گریزان ہی جو محسوس کیج بیٹھا رو ہوتا
 ہزاروں زخم نو ہوتی جو زخم گل فو ہوتا
 نہیں معلوم کیا ہوتا اگر وہ رو بر ہوتا
 یہ سچ ہوتا تو کیوں قرآن میں لفظ ہوتا
 پراتی گردش تقدیر نامہ حشر ہوتا
 بجای اشک حسرت چشم بلبل میں ہوتا
 نہ تو ہوتا نہ میں ہوتا نہ میں ہوتا نہ تو ہوتا
 مزہ جتنا کہ میری طرح تو ہی او بر ہوتا
 کہی تو یہاں آبِ خجریہ گلو ہوتا
 جو ہونا تہا دل مضطر ہو میری نہ ہوتا
 کہی تو پہلست پہلستا جو غل آرزو ہوتا
 خدا نا کردہ کیا ہوتا جو وہ کافر عد ہوتا
 رک سودا میں ای قصا داگرا تی او ہوتا
 میں کیونکر آبرو کی واسطی بی آبرو ہوتا
 کوئی پہلو میں خم ہوتا نہ خم ہوتا سبوت ہوتا

لگا لیتا گلی اوس کو کسی فن نہانی میں

نہو تا کاش میں تسلیم موج آج ہو تا

<p>کیا پوچھتے ہو عشق میں کیا فایدا ہوا ایسا ہی خط جواب میں پرزی اور ہوا کیوں سبکی فکر غیر جبین شکن پر دیتا قریب کیا مجھی و عطا بہشت کا آئی تھی یہ وہ بھی نہیں بات ہی امید شکر جہاں یاری فرصت کہا نصیب دک کے بعد سبکی وہ غمگین ہوئی تو ہوں سو سو لگا وٹیں میں شربت و زو یکھنا پایا عدوی خانہ تولد ار کا پیتا</p>	<p>اک داغ دل ہی وہی ہوتا دیا ہوا پر ہوتا ہوں میں نصیب کا اپنی لکھا ہوا کیا یہ بھی میری بخت بنون کا کلا ہوا میں زند بادہ کشن ہو اپا پار ہوا ایسا ہوا امراض محبت ہوا ہوا جتنا ادا کیا اسی او تنافض ہوا اتنا اثر فغان میں ہوا ہی تو کیا ہوا سرمہ ہی چشمہ یار پہ کیا ہی پسا ہوا قسمت سی غول ہی خضر رہنا ہوا</p>
<p>۱۵</p>	<p>تسلیم کیا کہون بت نا آشنا کا حال اغیار کا ہوا نہ سنگ مر مر ہوا</p>
<p>سمایا ہی نظر میں اس قدر عالم شب غم کا او وہی چار ہی ہی شعلہ دل جہلا ہوا لو حسرت رویتی ہر فن کر چارہ کر سکر کہون کیا پستی طالع اگر بخشی بند ہی دل سکتی نہیں خلقت کسی کی پاک نیست</p>	<p>کہ اپنی صبح عشرت پر گمان ہی شام تک مری دغون پہ چون ہی چراغ شام کا مرئی خون کو طعنہ ہو گیا ہی نام نہ کام بنایا ظالمون فی سر کو میری قبیہ پر چمکا کہ ابتکاش ہی پانی ہمد میں چاہ زمزم کا</p>
<p>۸۶</p>	<p>کجی کا فرکی تسلیم کیا کوئی مٹاے گا نکل سکتا نہیں ثانی ہی بل کیسوی پر خم کا</p>
<p>خارجہ رشتہ میں تھا یا کوئی کا شمار کا</p>	<p>مکڑی مکڑی ہو گیا دھن بھگڑا ہ کا</p>

<p>سر جہا لیتی ہیں تقدسی دیکھ کر تعظیم کو آبرو وال میں کی چرخ سی بھی محال راحت دل ہی طریق عشق میں تکلیف دونوں عالم فتنہ شوخی میں ہیں ریزہ</p>	<p>دل مرا کہ ہی کسی محبوب عیا لجاہ کا دیکھ سکتا ہی نہیں دلاب پانی چاہ کا سبزہ جنت ہی جو کائنات ہی راہ کا عصہ محشر لقب ہی و سکی باز گاہ کا</p>
<p>۱۷۷</p>	<p>۱۷۸</p>
<p>کیا تجھی کون کیا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا انصاف کہ کیا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا دشمن جو کچھ پہلے کہا ہو تو کہہ سار تصویر ہوں چپکے مری ہستی کو سمجھ سار دورات گلی ہیں مری اغیار سی لیکن جب عدہ طلب کے دلا تا ہوں اس سے اغیار میں کہوں کہ کہوں اس سے لگی لے جو چاہو کہو میں اب تصویر ہوں ایجان بہر کا یا ہی غیر و نیک خدا لاؤ نہیں لاؤ کیا عہد وفا کی رکھوں بیرحم سی امید ایسا کہو چپک جای مری غیر کے جھکڑا کیون چپ رہوں سبکی قیامت کا فسانہ ہو تا ہی عدو عاشق ناکام مہتا را</p>	<p>پچھ تو سب ایسا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا تو خود نہیں کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا اب تو ہی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا میرا ہی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا مجھے ہی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا منہ پھیر کی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا تہا کہی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا سیرا ہی شیدو ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا اتنا جھی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا اب تک ہی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا یہ ہی کوئی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا کیا دل کا بکھیرا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا قرآن اوٹھاتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا</p>

بیکار ہی تسلیم ہو گئے ترک سخن کا
کنا وہ مرا کیا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا

۱۷

روایت باقی ص ۱۷

۱۸

درومن دن کی نہیں تھی یہ میں بیکار
پارہ سائی ہو چکے آؤ کمالین جسرین
کم سنی میں ملکی ہندوئی لاتی ہیں
دیکھتی ہیں جب کسی فیض کی ٹکلیاں
تو کیا ہو صورت بقوت ہونے میں
دلین چیک و لولی تھی کیا نہیں کچھ
آئی تھی قسمت کورونی مثل شہر روج
کچھ سمجھ کر جمع کیں تھیں انہی میں
اب تنہا کی تنہا ای دل ناکام کیون
روقی گدزی عمر مثل شمع کیا ہو خبر
مل گئی جب خاک میری ہے اس خاک تھا
بیخودی ہی جب کسیر آگ میں آگ کچھ
وقت شکل خود غرض ہی نہیں ہم کاسا
کیسے کیسے جو شکیا کیا اذن و ہستی ہی
بخودی حشر تے ناو لودہ و حشر جنوں
آج یہ عالم ہی کیا کیا ہوتی ہو گی شونہ

کوئی طفل شک محرومی نہ پونچا انشا
خاک میں جان ملائی ہو مرا اپنا شباب
دیکھی کیا رنگ لا تا ہی ہی اوں کا شباب
دل غدی جا تا ہی داکر میں اپنا شباب
ہم نے دیکھا ہی نہیں آگ ہو شمع کا شباب
دیکھ میری نوجوانی یاد کر اپنا شباب
پوچھتی ہو کیا ہماری نوجوانی کیا شباب
کیا خبر تھی دل غدی جا ہی گئی اپنا شباب
ہوئی نصرت جوانی می کیا ہو کا شباب
کسکو کتی ہیں جان جوں کیا کیا شباب
کیا بڑا کیا لڑکین کیا جوانی کیا شباب
کیا کوئی تھا نہ است بر یاد کا ہو کا شباب
آرزو میں دیکھیں کیا تھا شباب
دلین کر دیتا ہی پیدا عالم صرا شباب
سوطح کی آفتیں کس جان لایا شباب
چون تسلیم ہو گئے پیر کا ہو کا شباب

مرکب ہی یونہی ہی کر خار خار غم نصیب	مرکب کو چادر گل ہو چکی ہمدرد نصیب
زلف سنبھل ہون بوی گل عجب کیون مجھ	رکعتی مین باغ جہان مین ہمدرد نصیب
مرو جابین کی ہو چرخ گلشن مقصود تک	تو اگر بدلی تو ای شد او بھین ہمدرد نصیب
کیا میسر دید و سرگوشی ہی ہر زلف کو	پیشتر و کیسی سنی ایسی جہان مین ہمدرد نصیب
گلشن فرخ و وس ہی ہو جای گام تہ سرا	پونہچی جسد فخر خون چارہ ای غم نصیب
شکبہ و سرگوشی گلون کی دلو وصل آفتاب	واہ کیا کہتی ہی باغ و ہر مین ہمدرد نصیب
چارہ و دروازہ پیدائنی مین نہیں	کب ہوا زخم گل تر کو کبھی ہمدرد نصیب

پرتی ہی آنکھون مین ای تسلیم نہ دستان	دیکھی ہوتی ہی کب ہر نصیب
۵	۵

ہجر مین سیکھائی ناز و لب عیار خواب	پر وہ کرتا ہی مری آنکھوں مین خواب
کرو یا ہی بد گمان و نون کو ہجر بارے	خواب سہی ز روم نکسید آنکھوں مین خواب
راحت طفلی جوانی غفلت پیری و مرگ	جیاتی مرتی ہنچ دو آنکھوں مین خواب
شام ہی تھا کسکے تیر نوک شرم کا خیال	صبح تک کد کا کیا آنکھوں مین خواب
ابو کیا کر بھی ظالم نہ چپکی کی پلک	لی کیا آنکھوں ہی تیرا وعدہ یار خواب
اہل غفلت لذت اس کے دیکھی ہی نصیب	دیدہ تصویر کا بننا نہیں غنچا خواب

مرتی دم تک وصل کی تدبیر ای تسلیم کے	عمر مہر تعبیر سوچی دیکھ کر یکبار خواب
۹۱	۵

مست سرشار نہیں محرم لہر مین ب	جہتی بیدوش نظر آتی مین ہشیار مین ب
ابو لہر و ٹھاو و رخ روشن ہی نقاب	ہو چکا حشر کڑی طالب مین ب

<p>چو زگر آپ کو کیا خاک ہوں عالم میں شراب آہ و فغان شعلہ و دود و سہا ان جیلون ہی عیث سہ و وفا کی امید</p>	<p>ایک ستم سی جو نہیں کار تو یکار میں سب شام ہی سی صفت کب یکار میں سب فقتہ پرواز میں عیار میں کار میں سب</p>
<p>۹۲</p>	<p>نرا مشغلہ آہ و فغان ہی تسلیم آج کس کر میں غان گرفتار میں سب</p>
<p>اک طرف لالہ میں ناک سو فغان عین لیب سنتی ہوتی گوش گل گردستان عین لیب کیا طراوت خیز ہی ابکی برس جوش بہار فرصت شوق فغان کی نہایت کم ہے خود بخود گل گریبان ٹکڑی ٹکڑی ہو گیا قید ہوتی ہی نکر صیاد ویران شتیان شکلی کہنہ نفس سرخ اسیری و تلخ گل سنتہ کھلوایا سوال آب دانہ فی کبھی باغبان کر یونہیں امید از ہی لہریں باغ سارا سرخ کر دی گئی برباد غوان</p>	<p>آج ہو جائی گا گلچین امتحان عین لیب جای سبز باغ عین کتی زبان عین لیب ہو رہا ہی سبز خار شتیان عین لیب آشنا تالو سی ہو کیونکر زبان عین لیب سہل کیا آج کچھ راز نہان عین لیب رہنی دی دو چار دن باقی نشان عین لیب اتنی سامان ستم اور ایک جان عین لیب شکر ہی ہونی نہائی کس شان عین لیب آسمان سر پر اوٹھالی گی فغان عین لیب گر سلاست ہے یہ چشمہ غنقشان عین لیب</p>
<p>۹۳</p>	<p>نغمہ سنجی آئی فیض نہ تسلیم ورنہ کیا تھی باغبان پہلی زبان عین لیب</p>
<p>ہموت درین جای آب شراب نی ترے ہر دم شیش میں ساتے</p>	<p>پیشین ہم رند بحساب شراب شیشے چالی ہیں خون ناس شراب</p>

غسل میت کو جای آب شرب زہد کو کرتے ہے خراب شرب ماہ ساغسہ ہی آفتاب شرب ہو گیا عالم شباب شرب	رند ہوں چاہیے پس ہر دن نہ ادا کی گئی سے کر پر ہینہ رات دن کس وی روشن سے بند کھین ہیں جوش مستے میں
--	--

دہرین کہا ہے سینے کو تسلیم چاہتا ہوں فقط کباب شرب
--

۹۱	رویف بای فارسی	۹۲
<p>مٹ گئی ہر صفت نقش قدم آپ ہی آپ آج گہرا تا ہی کچھ سہنی میں ہم آپ ہی آپ بڑھ گئی جانبِ بخیر قدم آپ ہی آپ بڑھ گئی آپ کی مشقِ ستم آپ ہی آپ منہ چھپا لیتی ہی شام شب غم آپ ہی آپ</p>	<p>مل گئی خاک میں پامال ستم آپ ہی آپ آئی والی پہنچتے رکوئی آفت و پھر ستی وہ شتاقِ سیری کہ سیری کی لیے لاکھوں صدی جاوٹھائی نہیں سوز میں تو شکوہ ہی نہیں صبحِ طرب کی تا</p>	

کس لیے پوچھتی ہو رازِ محبتِ سلیم بات جو ہوتی ہی کہیتی ہیں ہم آپ ہی آپ
--

۹۳	رویف تائی فوقانی	۹۴
<p>کہنا افسوس ہی ہر رنگِ شجر کی ات جاوٹِ غیر میں ادا جگر آج کی ات کیسے خاموش میں گمانِ سحر کی ات بند کیونکر نہ کروں دینِ سحر کی ات</p>	<p>اوسکیا باغسی کیا وہ گلِ ترچ کی رات میری پہلو میں یہ وہ شکِ ترچ کی ات خبر ہجرِ غریبانِ نی گلا گھونٹا ہے وصل میں یہ غماز کا ہوتا ہی گمان</p>	

ابو غنم غنم ارہی بالین پندہن قسمت سی
 میں سچ مانا کہ ہوا دن ہی ہ آئی بھی مگر
 کیون مہ سی نہ سحر چاک گریبان آتی
 روز سفتا ہوں تقاضا ہی اجل کی طعنے
 یہ نہ رہی آتی ہی مجھ کو نہ اجل آتی ہے
 سانس ہی ہار کی کیوں آگاہ سی ٹپکی آنسو
 آپ آتا ہی نہ تو پاس بلاتا ہی مجھے
 ہجر میں کس سی نباہی گئی فاکشی شطیر
 کس سے وصل میں ہتا ہی نظر سی پنا
 وعدہ کرتی ہو اگر چار پہر رہنے کا
 پہلہ اجل سے گاہ روز مصیبت کے لون
 آتی والا ہی کوئی پردہ نشین بالین ہے
 دن ہی بلبل یہ سر شور ہی اللہ کری
 صبح ہونی دو دلائی گاہ نگہ میں شوق
 بان ہی پہر غلش ای غم کہ ذرا دل پہلی

بیکسی کس سے کمون و جگر آج کی ات
 چارہ گر کسکو ہی ہیہ سحر آج کی رات
 لی گئی تھی مہی مہی کی خبر آج کی ات
 مجھ کو جانی دہی ہی و جگر آج کی رات
 تیر وختی سی اوہر ہونا و وہر آج کی ات
 گر گئی میری نظر سی یہ گھر آج کی رات
 بیوفا کیا ہی تجھی بد نظر آج کی رات
 بیکسی ہوگی اوہر تو کہ اوہر آج کی ات
 ہم تجھی دیتی ہیں موی کہ آج کی ات
 بھول جانا نہ کس کل کی سحر آج کی رات
 اتنی فرصت مجھی و جگر آج کی ات
 بیچو دی چاہی تجھی ہی خبر آج کی ات
 قفس تنگ میں ہو تجھ کو سحر آج کی ات
 اور رمان ہی غایت کی نظر آج کی ات
 مشغایہ کوئی نہ ہوتا بس سحر آج کی رات

آہ کیا نالہ و فریاد و فغان کیا تسلیم
 ایک میں ہم نہیں باقی ہیں آج کی ات

۱۷

۹۷

بہنے تھی طول میں نصف سارات
 برابر صبح تک بیٹھا وٹھ سارات

خیال صبح کا دہر کا تنہا رات
 تپہ فرقت سے مثل شعلہ شمع

<p>نہیں معلوم تھیکہ دن ہی یارات کشاکش میں ہے میری عمارت تری سے ناز کرتی تھی قصبات کو سنے دیو سیہ تھی یا بلارات کہیں جاگا ہے تو ای بیو قارات بڑی ہیں کیسی کیسے ختم تارت بلای جان ہے دشمن کی عمارت رہا کس تاج کیا کیا حوصلات عروس می بنی تھے پارسات ہمیں کس کس کا تھا پاس خضرات ہوئے ہمسایہ بال بہارات خیا غمزدہ آواچشمک آشارت گریبان کی طرح لپٹا رات ہوئی تم بیو فانا آشارت</p>	<p>می پوش چھانے سی ہون ہوش فریب یاسم امید اثر سے ورنچ ای بیو فاکیا جان کرتا چسپے دامن میں طفل اشک کر مستہ رطالع دشمن کی صورت دھن نقطہ کرتا نظر ہے خشم شیر سے ہوتا ہی معلوم لیے بوسے ہزاروں بی اجاز نہ آئے پردہ مینا سے باہر خیال بیکسے غمزدہ دل عدو سے چپکے آیا قبر پر کون بلای جان ہیں سب کس کو بھی تندا و کیٹ او سکے گلے سے سحر کو وصل میں و لون نی لی آہ</p>
--	---

و عا ہے وصل میں بن بہرہ میثم
ند کھلائے جدائے کی خدات

۹۰

روایت تائی ہندی

۹۱

<p>موسی کی طرح جائی گا مینی مین اولٹ خنجر لی آستین کو او پر ستم اولٹ</p>	<p>یکبار کی نقاب رخ سی صنم اولٹ کیا سوچا ہی مرگ کا جھکڑا مٹا ہی کو</p>
--	--

ایسی لبے نہیں ہیں غم ہر توتان کافریا زلف رخ پاک سی ہٹا میرا فسانہ صفحہ کونین میں نہیں برگشتہ قسمتی میں ہی توجہی وٹھون شام شبِ فراق سحر ہوگی کس طرح ہو جای اپنی تاب نظر کا بھی امتحان	نالوں ہی آسان زمین کی پہلوٹ دیکھیں خدا کی گھر کو حجابِ حرم اولٹ گردون نہ مہر و مہ کی ورق مہم اولٹ جائی سو بقاء سیر راہِ عدم اولٹ دل کو مری ابھی ہی نہ آو آہ غم اولٹ اچھا یہی ہی تو نقاب و صنم اولٹ	
۹۷	کروٹ کمان کی رہنی دلی فتادہ خاک تسلیم کو نہ صورت نقش قدم اولٹ	۹۸
آہ سنا اس طرف سی گز نظری تو پلٹ با وفا تجھ کو منسیں گے روونگا قسمت کین بانا یا میں دل مضطر رفاقت ہی سی ہنستے ہیں کچھ نہ ختم قوتل سی جا تا ہی نہ دل پہ کیا گزری آئی بیدہ است در جی اوٹھو گل میں نکالی ای گل تو گلے صبر کرتا کہ فرصت پاکی یار و یارو ہر کچھ ادب کر لے مرا کہہ ہی بختا نہ نہیں	میں یہ سمجھوں میری افسوس دیا جاوے پلٹ عہد و پیمان بھی اپنی قیمت ہو پلٹ چوڑ میرا ساتھ جا ملک عدم کو تو پلٹ بانگین کا اپنی صد قادیست ہو پلٹ آکی مڑگان تاک گئی تگم کو آکھو پلٹ عمر رفتہ آئی کی پاکر تری خوشبو پلٹ آئی ایدل لیکھی ساقی ساغر مملو پلٹ اوٹھی پاون تو پیمان ہی ہی سرکھو پلٹ	
۹۹	چارہ تعقیب ای تسلیم ہو چکا اپنی تو زانو بدل مضمون کی اپھلوٹ	۱۰۰
ارویف شامی مثلثہ		

<p>خاک میں جب تل لکھی یہ جلوہ تو نہ عجب مجھ میں کیا باقی رہا جینی کی ہوس لہجہ سچ و راحت عشق لیلیٰ میں مونی خوش تنہا دیتی ہی تعلیم ماتم و کلمہ تو کس تک سی بلب و صیاد کی جگہ میں میں غل غیر کیا فرق لائی بیٹا ملی میں ہی صورت سزا گلشن عالم میں میں ہستی مری بیکار ہی نزع میں ہی ہر مروت ہی بان کر سوت</p>	<p>گل عجب چار عجب شمع سر بالین عجب چارہ گردان او اب پی تسکین عجب کہینختہ ہر قلب کی تصویر نگین عجب لکھی فرما د کو بھی ہی شہرین عجب بیٹھ بیٹھ بول و مٹتا ہی امی عجب آئینی سی بد گمانی ہی رخت و عجب جس طرح سنی تیری محض میں گل فانی عجب کیون اجا پڑتی ہی میں مٹی تل عجب</p>
<p>تلا</p>	<p>میر تقی حروف میں کہاں تسلیم جا بی اعتراض و کہتا ہی نقطہ نقطہ دیدہ بدر میں عجب</p>
<p>ہول کراچی پڑ و آج ادھر کیا باعث چارہ گر کوئی دہا کی نہ ملاوانہ علما مر گیا شب کو ترا پیر و سامان بد گمان ہی میں ہی کچھ جو میں عالم زلفیں کوئی ہوئی نزلت پیر کرتے ہو کیا بدین بیت وطن کو نہ پھر گزندہ کچھ نہ ہو چھو صفت نقش قدم بیٹہ کی ہر مای کوئی تو خبر کو کہ مادل شہرے چو پتی ہی ہوتی ہر مانی کامزاج</p>	<p>پوچھتی ہیں مراہ ایک سی کہ کیا باعث خود بخود آج ہی کم و جگر کیا باعث ٹکڑی ٹکڑی ہی گریبان سحر کیا باعث جھپٹی جاتی ہی تھی آج نظر کیا باعث تھکو مطلق نہ رہا پاس کہ کیا باعث پسٹی جاتی ہی مٹی گرو سفر کیا باعث خاک اور آتی ہیں ہر گداز کیا باعث ناصح آیانہ میں ہر کیا باعث آج تک اپنی نہیں تھکو خبر کیا باعث</p>

۱۰۴	رویف جیم تازی	۱۰۵
<p>چاره اگر خبر لی پیر مرا بگذا مزاج و کمیتی بین وقت آخره کس کلمه مزاج عاشق جانبار هون کتا نهون سید مزاج بوی گل گن گل کلمه بی کیا نهید چا مزاج خاک کسی تا ہی کیا کیا نا کتا پتلا مزاج سر و بی کافور کالکها هوا و کیا مزاج هی زمانه بی کسی محب و کج گو یا مزاج واهوا ای جان جان بس چا و کیا مزاج</p>	<p>هوش کیسا خط کیا جاتا نا اکل مزاج هرک آرزو خفا قاتل کشیده تیغ تیز دلف لای بیچ بین یا چشم دمی تری مزاج و به سکه روح جهان آبی نپستی نهی مزاج گد گدانی ہی ای حدیات بھی کرتا نهی مزاج هون حیران کین جلا تا ہی غم حسن مزاج ایک است بین لیتا ہی هزارون ناک مزاج سنه ہی حرف و حال سده بزمی اسقدر</p>	<p>۱۰۶</p> <p>بیزی ہی زور و هوتا ہی انسان هر بین پوچتا ہی کون ای ششلیه فلس کا مزاج</p> <p>۱۰۷</p> <p>وصل کی شکر لٹی شکوی تو زبان لانه آج خون لاتا ہی شکر لیف بین ان عشق ای ل کم حوصله کین چیرنی سی و ویا جی بهرا تا ہی پوچنی ہی دم بهر بین مر کی بیل کوئی هر قید ظالم سی نجات کسل کین انگین سر شک گرم کی تاثیر جس طرح بهکا شرف قت بسر کر لیکنی هم کسل کئی سیای دل کی شکایت خرم سی</p>
<p>اوبت کافور خدا کومان مننه کملا نه آج ساقیا د کمالا شکی کل می وینا نه آج ناز بهی کیا بار احسان تها که جو دهنانه آج ناح مشفق محبی شد تو سجهانه آج اے گلچین کا خطر صبا و کا دهر کانه آج عالم رویا بین ہی جی کهو لکر رویانه آج وہ تو کب آتی بین تو ہی ای اجل نا آج قطره خون سمجھی ہی سوہ ہی کچھ کلان آج</p>	<p>۱۰۸</p> <p>وصل کی شکر لٹی شکوی تو زبان لانه آج خون لاتا ہی شکر لیف بین ان عشق ای ل کم حوصله کین چیرنی سی و ویا جی بهرا تا ہی پوچنی ہی دم بهر بین مر کی بیل کوئی هر قید ظالم سی نجات کسل کین انگین سر شک گرم کی تاثیر جس طرح بهکا شرف قت بسر کر لیکنی هم کسل کئی سیای دل کی شکایت خرم سی</p>	<p>۱۰۹</p> <p>وصل کی شکر لٹی شکوی تو زبان لانه آج خون لاتا ہی شکر لیف بین ان عشق ای ل کم حوصله کین چیرنی سی و ویا جی بهرا تا ہی پوچنی ہی دم بهر بین مر کی بیل کوئی هر قید ظالم سی نجات کسل کین انگین سر شک گرم کی تاثیر جس طرح بهکا شرف قت بسر کر لیکنی هم کسل کئی سیای دل کی شکایت خرم سی</p>

<p>ناکه زنجیر سی آگاه کرنا ہی او نہیں جیگر ہما بھی یا آج ترانے کم ہوئے قید کار و زبانی تہا سوہنی ای جنون جو کیا سب یاد ہی تحریر کی حاجت نہیں ہی یہ نفرت مجھ کو اپنے سے جو ہوتی وہ</p>	<p>اسقہ رای ناتوانی پاؤں تو پہیلانہ آج کچھ تو پر وہ تہا جواؤں سے کیا پرانہ آج جا کر فال بون ملوک کھو پھانہ آج نامہ اعمال کی کر کچھ رسوا آج رنگت و میر سہری تصویر سی لٹانہ آج</p>
<p>طرح میں ہی اک غزل تسلیم لکھنا چاہی خامہ جادو بیان کو روکنا اصلانہ آج</p>	<p>۳۶</p>
<p>چاہی مینا ہی می کو سجدہ شکرانہ آج کیا ہو کیسی پلا دی ساقی ستانہ آج اپنی جو بن پر فدا آپ شمع خانہ آج خواب کی سارت بہر و کیا سنسنگی یاد خصیتے واعظ مبارک قید شرب آب کو چھیر نا ہی کس یہی ساقی خدا کی واسطی گور کن ہیں منتظر بیکار رکھا ہی کفن دی جگہ دل میں محدثی اقرار خصیتے پیتا ہی سر کو شعلہ روتی ہی شمع لکن کل نگاہ منتظر و بی ہوئی تہی جام میں اسقہ چکی ہی نخل آسمان سے مفلسے مرکی ہی شاید بڑک اوشی ہما در غل</p>	<p>سر کی بل تا ہی زراہ جانبہ میخانہ آج عقل سی ہون شہنا غفلت سے ہو گانہ آج جنبش شعلہ ہی پرواز پر پروانہ آج قصہ مرگ عدو جہا مرا فسانہ آج رکھتی ہی تو بہ ہماری اغزش مستانہ آج چو سنی دی ہما جی بہر کی لب چمانہ آج اب نکلی مرگ ہسی نانہ حشو فانہ آج اپنا بیگانہ ہوا اپنا ہوا بیگانہ آج رونق بزم طرب ہی ماتم پروانہ آج بہر تی ہی آگہو نہیں میری شش چمانہ آج شعلہ فریاد نا کامی ہی شمع خانہ آج سینہ مدفن نظر آتا ہی تشنہ آج</p>

دشت میں کس شک لیلیٰ فی قدم بچ کیا
 کیا کمون ہر غلہ شیشم جدائی کا فروغ
 جسکو دیکھا ایک نظر و دو پہر آیا نہ ہوش
 پردہ مینا سی کہینچا بی تکلف شوق فی
 دیکھ کر خجہ بکھٹ متل میں اوس غاک کو
 کوئی مشرودہ ماتیم دل کا مقرر سارے ہے
 خانہ صیاد میں گل دیکھنی ملتا ہی کیا
 برہمی کیا کیا نہیں بہ ہم کرمی کی بار کو
 آگیا جلنی میں شاید عذر شوخی کا خیال
 حشر تک ہوتا ہی باقم عاشقوں کا ہرین
 چور کرنا کام مجھ کو وہ کیا پہلو میں
 بی تری آوار قفل شور باقم ہی مجھے
 غیبی تی میں محفل ناہی اپنی پیش کا
 گری ہی ہی ہست شور سلاسل دیکھنا
 واہر بیدین کی خدی چاہتا ہی دل مرا
 مرقی مرقی سخت جانی نیا اک اور داغ
 نشہ جام می حدت وہ بخشا سرور
 ہر قدم کی ساتھ ہی شور مبارکبا و حشر
 بی تامل سریشہ شیر قاتل رکھ دیا

گہر ملائی دیتی ہی چھپی ویرانہ آج
 آفتاب صبح محشر ہی چراغ خانہ آج
 گردش چشم پر ہی تھی گردش ہیانہ آج
 دخت رسی آنکھ تھی ہی ایلانہ آج
 اور کچھ سمجھا رہی ہی ہست روانہ آج
 طفل اشک تی میں گرتی پڑتی بیتابانہ آج
 آج نہ اشک ہی ہلکاوٹ ملانہ آج
 بہ طرح ادب ہا ہی کف شکرین شانیہ آج
 پای بوس شمع محفل ہی سریر روانہ آج
 دل کما دیتا ہی کیا کیا قیس کا افسانہ آج
 چشم حسرت بنگیا ہی وز کا شانہ آج
 بنگیا ہی ایک چشم خون نشان ہیانہ آج
 توڑی داغ کی سرسبز شیشہ ہیانہ آج
 آسمان سر پر اوٹھالیا گترا دیوانہ آج
 پہر کر دن تعمیر کعبہ میں بیتخانہ آج
 دست میں میں ہی قاتل کا گل شانہ آج
 گر گیا نظرون سہمی ساقی تلخ خانہ آج
 پہنی ہی کشتن ہم کی برمی تراز دیوانہ آج
 ہم ہی جاننا ہی کو سمجھی لڑی طفلانہ آج

دائے یاقوت ہی بخیر کا ہر دانہ آج بند مثل آبِ توبہ ہی درِ خسانہ آج عمرِ رفتہ بن گیا میری لیلی جانا نہ آج خانہ زنجیر ہی میری لیلی ویرانہ آج	گر می جوش جنون ہی بسکہ ہوں آتشِ قہر محتسبِ خوفِ آثارِ قیامت کہو کیا بہر نہ آیا جا کے یارِ بیو فائین مر گیا ہوں وہ دیوانہ کہ محبِ قیدِ صحرا بھی نہیں
--	--

نزدیکِ پیرِ دوون ایک صورتِ نہیں
کلِ فقیہِ کعبہ دیکھا ساکنِ بخسانہ آج

۴

اردو بیتِ حیم فارسی

۱۴

پہنک شمشیرِ کُتِ خجبر کہینچ
تیر پہچان کر ستمگر کہینچ
چارہ گر خسارِ پاسِ جگر کہینچ
ورنِ مچِ سرِ پرستہ کہینچ
راتِ بحرِ نالے کہینچ وں بہر کہینچ

اتنی زحمت نہ ای ستمگر کہینچ
اور سے سیکڑ وں بہن تودل سے
ٹوٹ جائے گا دل جو ٹوٹا یہ
چین لوجِ جبسین پو یارِ نڈال
شرطِ ہیستابی جگر سے یہ

۵

اوسکو پروا نہیں اگر تیریم
پہر تو کیوں نالے زندگے بہر کہینچ

۱۵

وہ قدمِ حل کرلا دو خاکس بنبل کے بیچ
سیکڑ وں ایسی ہی چلے قسبتِ لبیل کے بیچ
آرہ و ستار کا گزن میں ہی گہل کی بیچ
چل گیا جس وں اپنا ساتھی اس گل کے بیچ
خاکِ تم جھیلِ کلیم شاعرِ اہل کے بیچ

کہو لہ و گلشن میں اکسب کو کا کل کی بیچ
فصلِ گل میں گرا سیرِ نام ہی فوس کیا
ایسی کہاں محتسبِ سیکڑ بہن آج ہول
ماری پہر ہوئے کلیوں میں گرا غیر
کہاں تھیں اپنے وہ کہاں تھیں

<p>وصل کی امید پختا ہوں چاہو شیخ دیکھ لینا جو دستِ آج میرا ہو شیخ ایک دن تو اپنی سہیلی کی پہچان ہو شیخ سہ گیا ہی سیرانی کی ٹوہین پہ ہو شیخ کہہ تو لیتی انہی کچھ دل کی تباہ ہو شیخ عمر بھر مہنی مہنی بیکار کیا کیا ہو شیخ سچ سراپا ہوٹ جو تباہی سراپا ہو شیخ کچھ لہ ہی گات ہی تباہی تباہی سا ہو شیخ کمنی نو کمنی ہیں جو کچھ اہل دنیا ہو شیخ پرزبان شمع کو آیا نہ کہنا ہو شیخ نسخی لکھ جاتی ہیں خطاطی اٹھا ہو شیخ</p>	<p>میرا بائیں بنا جاتا ہی کیا کیا ہو شیخ خیر تو نہیں کر کہہ جاتا ہوں جانی کوین کچھ تو ہو شکینِ ظالم دمِ اقرار وصل پاکی ہو قیامت تو کچھ بائیں ہی کر لیتی ہو ہمنشین سنتی نہ سنتی تباہی دو گہری بہ شکر دیر و حرم میں بہر مہن ہی شیخ ہو کوئی کیا بھی حسینانِ جہان کی گفتگو و شربتِ بین جہاں کی اپنا ہی کون کوئی کیا جانی جو میری کپی باہم ہیں باز عمر بھر تین تین ہر شب بت عیاری انتظارِ گر تہی بالین پر اگر گاہ گاہ</p>
<p>رات دن جزا عتر ارضِ عی نہر مایہی کیا ملاتِ یلیم تکو کہہ کی تنابو شیخ</p>	<p>۱۱۱</p>
<p>دہن تو ہی ہی کچھ لیکن کہہ شیخ عجب عالم ہی یہ دنیا لکھ شیخ سمجھتی ہی تری تیغ و دوسرا شیخ مقدرا کی نکلی یہ بھی گرا شیخ</p>	<p>کوئے کہنے کو کوئے سر ہر شیخ بہارِ اندر طلسمِ کار خانہ ہجومِ خلقت کون و مکان کو حصولِ دو جہان بھی میں لکو</p>
<p>۱۱۲</p>	<p>۱۱۳</p>

۱۸	روایت حاجی حلی	۱۹
<p>خاک میں ہمو ملا اسی آسمان اچھی طرح منزل مقصد کو پونچھا کاروان اچھی طرح دیکھ لی اپنا چمن لای باغبان اچھی طرح کوئی ساغرا و ربوی پیڑخان اچھی طرح دیکھنی پائی نہ سیر بوستان اچھی طرح آج توسن لومری تم وستان اچھی طرح تم کمان تھی آج نگاہیں ہر اچھی طرح منہ دوپٹی سی چھپالی بدگمان اچھی طرح کیجی دو چار دن شیش فغان اچھی طرح چوس لینی دوجھی اپنی زبان اچھی طرح فہم میں آتا نہیں اپنا بیان اچھی طرح</p>	<p>صورت نقش قدم کرنی نشان اچھی طرح چشم تلی دہن آباخیل ہر سخت دل پہو کیسا ہنسی پتا ہی کوئی تو نہیں ناز توبہ اوٹھ نہیں سکتا خدا کی واسطی غیر فصل گل ہر آنکھیں بند کین صبا کو ہو ہی گا گل جو کچھ ہوگا نصیبو گل لکھا دیکھ کر کہتی ہی جھکو خجہ میری نوکی روح لی نلون بوسہ لب نگہ کی خواب میں فصل گل میں ست جائی کہیں صبا کو ہوٹھ چٹوئی کی لذت بچہ صفت کی کم سعی ہی نہیں عشق میں ہر کوئی شعر</p>	<p>کیونچہ من بتا بیان سکر دل احباب کو پانی ہی تسلیم فی اچھی زبان اچھی طرح</p>
<p>گلی لپٹا لو گریبان کی طرح ہامی ری شام غریبان کی طرح خاک اوڑاؤں گابیاں کی طرح گور میں داغ عسہ نزان کی طرح آپ کی بیسرو سامان کی طرح</p>		<p>۱۹ پاون پڑتا ہوں میں امان کی طرح کیا کہوں صبح وطن میں تجھے خانہ برباد تو ہونے دی جنوں غم غیار ہی آیا ہمراہ کاشن ہر میں پرتی ہی سب</p>

ہم تن سوزِ جگر سے اپنے
 ربطِ باہم میں نہ فرق آئی جنوں
 پوچھتے کیا ہو مرے ہستے کو
 جی جرات بھی ترپتا ہی جگر
 نامیدی مجھے تو ہے اک دن
 جا کے پہلے نہین آنے کا
 ایک عالم ہے مرے رونے کا
 قطرہ اشک مرا گردوں کو
 محکو ہے چرخ ہنساتا ہے مگر
 شبِ فرقتیں او داسی بھی مری
 نے اثر ہے مرا ہنسنا رونا
 چکے تقدیر جو شبکو تو سحر
 گزرے کیا دل پہ پشیمان ہی جو آج
 جاتے ہیں ہوی عدم دنیا سے
 روزِ وعدہ کی گھڑی بھی ایدل
 دلہا ہے مری شوریدہ مرے

داغ ہوں سر و چراغان کی طرح
 چاک دامن ہو گریبان کی طرح
 کچھ نہیں آپ کی پیمان کی طرح
 ماسے پیکان ہوئی پیکان کی طرح
 داغ دی جائی گی مہمان کی طرح
 عمرِ عمر گر یزان کے طرح
 رات بہر شمعِ شبستان کے طرح
 انگہیں دکھلاتا ہی طوفان کی طرح
 نام کو صبحِ گلستان کی طرح
 نازاؤں تھواتے ہی مہمان کی طرح
 غنچہ و شبِ بنمستان کی طرح
 مل گئے خاک میں افشان کی طرح
 میری حسرت میری رمان کی طرح
 نو گرفتِ پشیمان کی طرح
 نہیں کہتے شبِ ہجران کی طرح
 آپ کی زلفِ پریشان کی طرح

فکرِ تسلیم ہے و شوارِ پسند

خاطرِ ناظمِ شروران کی طرح

۱۵۰

۱۱۱

اکا شول ہوتا مار بھی رکھی دل کی طرح

بہول جاتا میں اپنی سکوٹ کا اطل کی طرح

<p>فیض من سیمایی ہی ہر کی یا تجسبے جنون حل شکن کہی ہوئی ہی کیونکر وقت فرج دل دکھایا مرد و ہمدوی نی کیا کیا راستے نزع کا عالم ہی جلد آؤ جو آنا ہو تمہیں قید کی سحر ہی مینا ہی فریب دوست کل ملی آغوش غنچہ آن ہی کچھ قفس جھڑپ جاگلی مین ہی سہا تہ جاؤ نگاہ و دوست یا ہو عدد و نون جلاتی ہرین مرگ کی ظلمت کیا ہی کافور غ زندگے آسمان بی مہر ہی ہل جہان ہین بی نیا دنی غارادہ طلب میر طلاقت قمار سے دشت بست ہی بھی ندان غم سی کہ نہیں کچھ تو دو جانِ جاں آتش عالم ہی ہی</p>	<p>جاوہ صحرابی تڑپنی ضل کی طرح تیغ نی تہی ہی منہ پھیرا قاتل کی طرح دیکھ کر رویا کہی ہر جمع محفل کی طرح اور ہون مہر کا مہمان وقت کل کی طرح ہر گولہ جو مٹا آتا ہی محل کی طرح آئی مثل ہی گل ٹکلی خنادل کی طرح عشق ہی من بحر محبوبی سہا حل کی طرح نقش مستی ہی ہمارا نقش عامل کی طرح گل چراغ زیست ہو شمع محفل کی طرح دل غ دل کسکو دکھائیں باہ کمال کی طرح رہ گئی مہر و مہر منزل میل منزل کی طرح خار صحرایا وں پڑتی ہین سہا سل کی طرح حشر پہلائی ہی من کب سہا سل کی طرح</p>
--	---

ناصح شفیق نادان ہی جو کہتا ہے سنو
 بحث کیوں کرتی ہو تم یہ تسلیم جاو کی طرح

۱

رویت خای مجسمہ

۱۱۴

<p>خزان مین کشتہ بیدار اکا جہن ہی سرخ شہید نازی ہی ہرین رنگیان ای حیرت ہجوم شوق مین گلگیر سے یہ جو سا ہے</p>	<p>ہر ایک شمع کا مین رنگ پان ہین ہی سرخ کہ چادر سجدی ستر ہی کفن ہی سرخ زبان شعلہ ہر شمع انجمن ہے سرخ</p>
--	--

<p>یہ کسنی تنگ لیا ہی کنارِ حسرت میں ہمیشہ پاک ہیں نگین مزاج احسان سے سکھائی تیشی فی آرایشِ عروسی کیا فراقِ بایں شیشہ بھی تو کھٹکتا ہے اوڑا ہی خونِ کفِ پاک رنگِ غریب سے</p>	<p>کہ ناز کی سی تین شکِ یاسمن ہی سرخ کہ خود بخود گلِ خنداں پیریں ہی سرخ دو لہسن کس طرح سہرا پڑی کو لہن ہی سرخ کسی یقین ہی کہ رنگِ می کس ہی سرخ ہزاروں کو غمِ بارِ بد وطن ہی سرخ</p>
<p>۱۱۴</p>	<p>عروسی ہر کا جلوہ فریب ہی تسلیم فقط لباس ہی پہنی یہ پیریں ہی سرخ</p>
<p>رہتا ہی تپِ عشق ہی ہر عضو میں سرخ کس رنگ سی میں آبلہ پاؤں کو آیا کیا بات ہی جواب کی قابل نہیں بچا سو زجری کی ہی اسیری میں یہ تاثیر ہم م کے ہوئی قاتلِ بیرحم سی لیکر نگ کیا ماتم بیل کی ہی گلزار میں شادی</p>	<p>میں ہوں صفتِ شعلہ آتش ہر بدن میں سرخ کو سون ہی سیرِ خارِ بیابانِ وطن میں سرخ غنجہ ہی تو رکھتا ہی ہمارا ساوہن سرخ مثلِ رگِ شعلہ ہی رگزارِ سن میں سرخ اونکی ہی قباسِ سن ہمارا ہی کفن میں سرخ پوشاک جو پہنی ہیں دھارِ چمن میں سرخ</p>
<p>۱۱۵</p>	<p>شجرِ سی کس شوخ فی نامہ لکھا تسلیم کاغذ ہی برنگِ شفقِ چرخ کس میں سرخ</p>
<p>بسکہ تنہا ہوشِ بایار پر بڑا دکارِ رخ کھٹی ہیں یہ قفسِ ہم درجائیں میں ولکو تہِ پاتی ہی اسیدِ شہادتِ قاتل حیرتِ مرگ فی آئینہ بنایا و قہرِ قاتل</p>	<p>دیکھ کر چوٹ گیا مانی و ہزار دکارِ رخ دیکھتی رہتی ہیں بیٹی ہوئی صیادِ کارِ رخ کب اوہر ہو گا تری ناوکِ بیدارِ کارِ رخ دیکھنی پائی تیر تیغِ نہ جلا دکارِ رخ</p>

ایک سی ہین مری محبوب کے دونوں اکھین	کیا راکا تہ قبے رت سی سر صدا کا رخ
کل تو تھی بچو دہی رو دین بالائی فلک	دیکھنا آج کہ ہر ہی مری فریاد کا رخ

مصرع طرح نہیں فکر کی قابل تسلیم
 بکتے جاتی ہو عبث یا پر پڑا و کا رخ

روایت دال محلہ

بر لائی فلک کیا دلِ ناکام کی امید	اور وہ بھی شہتِ صیلِ دلِ لارام کی امید
پیری مین عبث صیلِ دلِ لارام کی امید	بیکار ہی خوشید لبِ بام کی امید
کیون بازاوٹھائیں سترم زخمِ جگر کے	رکعتی نہیں مانند لگین نام کی امید
وہ سسختے بارِ ازل ہوں کہ یہاں ہے	میخانوں میں پرتی ہی ایسی جام کی امید
وہ آئینِ نئے آئین یہاں عہدہ ہی ہوا ہے	ای صبحِ ازل کسکو ہی اب شام کی امید
رور و کی جو ملتی تھی گلی یا سسختے	ہو گی وہ تری عاشقِ ناکام کی امید
رونا بھی لون چیزوں پر آتا ہی کدھکی	تقدیر میں ہونا تہامری مں کی امید
ایسا نہو بلبلِ چمن دھن میں اکدن	بہر خار کوئی ہی تھی گلدارم کی امید
ای مگر انہر کہ ابھی خاک میں بلجای	ساری سترم چرخِ جفا کام کی امید
وہ خاک بھی ستا نہیں میری جان	ناحق بھی خفا ہی دلِ ناکام کی امید
کرتا ہوں تصور میں سدایا سی تہین	قاصد کی نہ پرواہی نہ پیغام کی امید
ریہا نہیں پیری مین ہوا ہی گلِ نوخیز	بیجا ہی خزان میں خر خاتم کی امید

کیا غم ہی کر اس طرح میں اچھ نہیں اشعار
 تسلیم کسے سے نہیں انعام کی امید

ہنس کر بہاتی ہون تی گلبک کو اخلو پسند
 بوی گمان ہون مجھ کو کہ تعلق سہی معاف
 سر قبول داغ ہے منظور خار و شت با
 خاک میں ملنی بنایا تن کی صورت شکری
 بی سبب ہی غیر سہی کم حوصلہ کہنا مجھی
 دیکھ کر ہر صبح پہر جاتی ہی شہنم سوچی چرخ
 سچ تو یوں ہی سہیں جا ہی نا امیدی ہی نہیں
 دیکھ کر ہنس تی ہر صبح تی ہوا ہنی سخت کے
 ایک دن سنگ کی کعبہ سی پھوڑوں کا
 چشم بوجہ آنسو جذب کیستی نہیں
 چوڑ پہلو کو مہری جا بجا و راحت ہون
 بی تکلف خاکساروں کے بستر تی ہی عمر
 کیا کیگی قتل مجھ کو کہ طبیعت ہی ہی
 اہل فتن کو نہ کیا زینت ظاہر شمع و
 کس قدر رو خدا لوق ہون کہ بعد گنہی
 کچھ خدا کی شان ہی ورنہ ہون تو کیا ہون
 دیکھ حسن بن کی ہفت کہ میری قبر کو
 ہم گنہگار و نکو بس ہی عذرت شش کے لئی
 شکر تسلیم ہوتا آئی اگر نان جوین

یہ مثل سچ ہی جہاں میں طبیعت ہر پسند
 غیر ہر باد ہی نہیں داغ جہاں ہر گہ پسند
 تو رکست جفون کر کاوش فشر پسند
 حلقہ فقر اک کو آیا ہمارا پسند
 یہ تری عادت نہیں مجھ کو بہت ہو پسند
 اس جہن کی گلزمین آتی نہیں تان پسند
 آپکو میرا دل پر داغ ہو کیونکر پسند
 اونکو ہی تیرا رٹ پنا او دل مضطر پسند
 گر نہیں آتا تری چوکت کو میرا پسند
 کیا کری اور گی اولاد کی نادر پسند
 یہ نہیں بتایا بیان تیری دل مضطر پسند
 دیکھ کو بہ ہی نقش پاکو بالشر و بستر پسند
 آج تک آتا نہیں اونکو کوئی خیر پسند
 چرخ کو با ایہ نہ ہی نیلگون چادر پسند
 میری شست خاک کو کرتی نہیں صبر پسند
 یہ دل کم حوصلہ کم سخت ہو و لبر پسند
 آج تک ہی سبزہ نوخیز کی چادر پسند
 ایک ہی سجدہ ہو ہو جائی دم محشر پسند
 یہ وہ نعمت ہی سی کرتی ہی ہر پسند

<p>رو بہا ہوں میں ہی افسوس میں شہنشاہ خواب میں کہی افشان رخ بھی کہیں کے ضرور اس قدر تو صحت جہاں لطیف احسان چاہے حاصل آتش مزاجی بغیر بر باد ہی نہیں</p>	<p>شانہ ویرانی کہان جاگتی میر گئی کی بعد مہر کا ہوتا ہی جلوہ جلوہ اختر کی بعد ناز بردار گلو ہو تیغ بھی جس کی بعد مشت خاکستر ہی کیا شعلہ آتش کی بعد</p>
<p>بعد مرون عتہ اضحیٰ تسلیم کیا کیا غل اریا دسی تہ آن کو بغیر کی بعد</p>	
<p>۱۱۵ وود بین میں لی بت بد گمان گھنٹہ نکلی چپک چپک کی نہ مہر مٹ گئی بیکسر بعد میں دیکھی کہتی ہیں دست پا سنہتی نہیں ٹہر کی مری ایک بات ہے وعدہ خلاف یارنی آخر کب اذیل ناز ان کا خاص پہ ناحب عوام ہیں</p>	<p>۱۱۶ ہر کہان شباب جانی کہان گھنٹہ اپنی کا ہی نہ دیکھ سکا آسمان گھنٹہ چوڑائی اضطراب جل میں کہان گھنٹہ اللہ اس قدر تجھی عمر روان گھنٹہ کیا کیا اثر پہ تہی تہیں کہ وہ فغان گھنٹہ یوسف کی حسن پر نگری کا روان گھنٹہ</p>
<p>مانند خامہ صفحہ ہستے پہ جھک کی چل تسلیم کہ یہ نہیں جو کری نکتہ دان گھنٹہ</p>	
<p>۱۱۹ ابتو ہی میری گلی کا بت پر فن تجوید مر کی سید کا رہی نہ بلا کا د ہر کا پہوٹ نکلی جو وہی مہی کشتی شب سر</p>	<p>۱۲۰ غم نہیں لکھ کی جلایا کری دشمن تجوید ابتو بیکار رہے ہونا سر فر تجوید دی گیا لطیف سر نہ دہن تجوید</p>

باغ کو جانی ہو ڈوری نظر نہ کرے نرم کدن ہی نہ دل و سبب کا فکا ہو دیکھ کر چرخ مہ و مہر کو کرتا ہی نثار	پسنوای ریشک چمن غیر گلشن تعویذ لاکھوں رکھی تہ خاکستر گلشن تعویذ دی رہا ہی تری چپکلی کا وہ جو بن تعویذ	
۱۲۰	جیتی جی سب میں اثر ہی دم و دن تسلیم نہ عمل کلم کچھ آتا ہی نہ جوشن تعویذ	۳
ہای ملائی یہ کیسا لکھا اولٹا تعویذ بہم چون کیا خط کہ غرض عداوت کے لہی دم خصرت و دشمنانی کی لہی کہتی ہین دل ہر کتا ہی کوئی تفرقہ پڑنا ہی ضرور آئی وہ دوڑی ہوئی دیکھنی منکر بیتا بی اثر ہی تو نگہ لین پس من احباب	غیر سی اور وہ کھل کھلی جو باندھا تعویذ خون ہی میری کبوتر کی لکے گا تعویذ تم لو تعویذ مرادو مجھے اپنا تعویذ غیر کی باتہ سی پہریارنی پنا تعویذ ہو گیا دل کے لہی دلاکڑ پنا تعویذ کہ مری ساتھ ملی خاک میں یہ تعویذ	
۱۲۱	دلچار کی صحت کی لہی اسی تسلیم نہ مری یار کا نام نہ کیا تعویذ	۵
دیکھ کر حشر میں ملو مار عمل کا غنہ حال دل گمتی ہوئی روئیں کچھ لیسائیں جیتا کہ خط نہیں آتا نہیں آتا تھا ہی خط جانان جو کہدا غنہ پور نشن ہی	میں یہ سہما کہ مری یارنی ہیجا کا غنہ بہ گیا ماتہ سی مثل کھٹ دریا کا غنہ ساوگی جانی دوائی کا نہ سادا کا غنہ بن گیا مرہم کا فور کا پہا کا غنہ	
	برہی کی جو حقیقت لکھی اوسکو تسلیم سطرین بل کہانی لکھیں تا میں آیا کا غنہ	

۱۵۲	روایتِ رایِ مہملہ	۱۵۱
چاندنی رہتی ہی شب بہ زیرِ پابالای سر خارِ مہینِ شبتِ غبتِ غنّوئی چوں بہاگِ جاؤں کہانِ بہتِ بندہ بہر کون ہی بالینِ بہت آج سرِ کرمِ ام ملی تھکے کیا بسہوئی ہی کچھ کوہین اوڑھ کر آبِ وان کا گڑھ و پتا تم چلو بکھڑا کر شوخیوں کو ستاری تم مہین جاوے موجِ ہوائی تیری نوں شبتِ مہین جز خراشِ خار یا خاکِ مذلتِ قیص کو جیتی جی شبتِ مہینِ مگر بجایِ تختِ تاج سایہ مہین کیا وج میر کیا مری افتادگی مری مہین یا مالِ اشتقاقِ نظارہ مہینِ چم جسمِ وجانِ نوں مہینِ آسمانِ مہینِ مہین ہونہیں سکتا کہنِ خالصانِ جو کچھ حجاب	ہای مہینِ راکب چادر زیرِ پابالای سر کچھ نہ کچھ کہتا ہوں اکثر زیرِ پابالای سر ہین مہینِ چرخ گھر گھر زیرِ پابالای سر وجد میں ہے شغوِ محشر زیرِ پابالای سر خاکِ ستر خاکِ چادر زیرِ پابالای سر موجِ زن ہواکِ سمنہ زیرِ پابالای سر کہتی ہیں لوگوں کو اختر زیرِ پابالای سر کر رہی ہیں کارِ خیر زیرِ پابالای سر اور کیا دیتا مقدّر زیرِ پابالای سر خاکِ کہتا ہی سکندر زیرِ پابالای سر ایک عالم ہی برابر زیرِ پابالای سر دیکھتا چل و ستمگر زیرِ پابالای سر ایک مہین کہتا ہوں گھر زیرِ پابالای سر ایک تہا پیشہ ہمہ زیرِ پابالای سر	
۱۵۳	دعویٰ تشنہ سی امی سلیم لکھی غینسل ورنہ مہمل ہے اسر زیرِ پابالای سر	۱۵
روئی و شبتِ مہینِ ہم و شبتِ سامانِ دیکھ یادِ آیا مری تصویرِ خیالی تھا جہاں	جی بہر آیا خندہ چاک گر یہاں دیکھ کھل گئیں آگہیں مری خوابِ پریشان دیکھ	

جوش کھاتا ہی اوشم شیر عریان دیکھ کر گور پر میری قدم رکھنا مر سجان دیکھ کر اولٹی پاؤں پہر گئی عمر گریزان دیکھ کر کچھ تو ہو کی دل کو سنگین شکر پیکار دیکھ کر بار بار مجھ کو بلا لیس تہا ہی زبان دیکھ کر دیکھوں کیا شکل فرشتہ حسن جان دیکھ کر گل کو خندان دیکھ کر شب بزم گور بیان دیکھ کر ہم قفس اک روز دیکھیں گلستان دیکھ کر حجت امی اعط کیا کر جسمی قرآن دیکھ کر پھونکنا سیمند سا امی غنہ بان دیکھ کر زخم خون روئی لگی خالی نگدان دیکھ کر جی بہر اہیا عالم کو غر بیان دیکھ کر	بسکہ ششاق شہادت میں بیان قتل گاہ تو کس تانخ دل بیتاب پیر مان جگر چار دیوار عناصر کی خرابی کیا کہوں رہنمی ہو نہیں ہی سہنی میں افسانہ دوسار صدقی اپنی سبکی کی اہت کو یی یارین بن رکھتا ہوں میں نگین سلیمی پر کفن ہو گئی ثابت و رنگی گلشن بجاو کی شکوہ صیاد کیا لکھا تہا یہ تقدیر میں حیرت آ یا صبر حاشاں بادہ میں کہاں ڈر ہی دل کی ساتہ تیر ہی رزوی جل بجا کس قدر انہیں بہر تہا لطیف ایزاد خشک گل آفرینہ سبز شمع چپکے آفرین
---	--

یار آیا قہقہے دن بہر رہی تیرے صبر دم اوٹھی تھی کسکار دی خندان دیکھ کر	۱۲۳
--	-----

ہو شوق بنون یار کی قب کیونکر زبان پر آئی مری حرف مدعا کیونکر پہونچ گئی کف گلزار تک حنا کیونکر بٹھاؤں آج تری سگہ و وفا کیونکر بلند ہو لب فریاد کی صدا کیونکر	رہی کنار تمنا میں ہر سدا کیونکر یہ ضحکہ کہ نہیں صحت تھک ٹھاسکتا او نہیں توج عدا تھی خونیں لون بھی حیرت سے نہ ہوت آتی ہی ظالم نہ جان جاتی ہی ملا رہا ہی مجھی خاک میں کسی سکوت
---	--

یہی سہی کہ میں تہا ہوں آپ سی لکین
 نہ آرزوی عدد ہوں اپنی محرومی
 عبت ہی تمہا احسان بہت متکبر
 حیا سی لب کو اجازت تہی تبسم کے
 مری اجل سبب یا تم عد تو نہیں
 یہ ضعف ہی کہ رگتار بہتر غم ہوں
 جنون کی پردہ دہی اسی ہی قسم
 دم ستم ہی سے ای فلک عجیب مجھے
 وہ کہتی ہیں گناہ ضعف کی صورت کیا
 عجیب کہ پیچھے مصوری کس طرح تصویر
 بتوں کی ناز و نہانا جنہیں تہا کوہ ان
 مٹائی سی نہیں مٹتی ہیں پیچھے
 جو خط کو لی بھی کیا نامہ پر پڑیں عدد

تو اس قدر دل یا یوس پر حیف کیونکر
 جگہ کروں لگا فریں ای خدا کیونکر
 نہیں یا جو مجھی داغ دل لیا کیونکر
 عجیب وصل میں شوق کھل گیا کیونکر
 ابھی سی خاتمہ باخیر ہو گیا کیونکر
 گرائی ہی تو مجھی پائی گی قصدا کیونکر
 نکل سکی مری زنجیر سی صدا کیونکر
 کہ بھول کر بھی پہراؤ آ گیا کیونکر
 اگر یہ سچ ہی تو پھر رنگ واڑا کیونکر
 کہ شوق تو اک رنگ پر را کیونکر
 سبک ہو او نہیں گناہ بھلا کیونکر
 شکر کو شائد کر ہی لفت سی جدا کیونکر
 مٹائی کامری تفت دیر کا لکھا کیونکر

ہنوز دیر کی جانب نہیں چری تھیں
 عجیب کہچہ میں حضرت کا جی لگا کیونکر

۲۲

۱۱۵

دیکھ مر جاتی ہیں ہم ہیر و سامان کیونکر
 دیکھتی پیر کی مجھی عمر گریزان کیونکر
 جھکو ہلائی بہار چمنستان کیونکر
 کہ رہی اسپین اسید ڈولان کیونکر

تبع ابرو کو بنا لیتی ہیں ایجان کیونکر
 داغ ناکامی تقدیر سی تنگ آئی تہ
 میں تو خوگر ہوں تماشا ی رخ گلگون کا
 عجیب آہی مجھی تنگہ داغ کیا کیا

صبح نکات کی مانا لکری جان جهان
 آج کیا آپ نی جاتے ہوئی نہ یاد کیے
 دل خوشی کو تسلی تری کیس کو کیا دین
 تم تو سفاک نہیں تھی مگر ہی جان سو
 وہ او کیا ہی کہ بجاتی ہیں کا فرود آ
 مجکو حیرت ہی کہ بیدا و فلک سی اہلک
 لاکھ نی پر مین تو آزاد تو کردی ضیا
 وصال میں شرم و فاخاک نکھنی دیتے
 ضلالت و سست جنو کو مری چند شوق شوار
 مرگیا دن سی پیشیاں تمنا صد شکر
 بخل گرد و سب عجب کہ مری سینی مین
 سادہ غربت مین ہی کی وطن ہلچل
 میر تعجب جاون مگر خود عید وہی جو ہی
 کستی مین پاس بٹھا کر چھیونی کی لہی
 نو کھلتا ہون مین پنجیر کی بنکر سردیا
 لاکھ چاہا شب فست مین آئی کیا تھا
 دل ہی پہلو مین نہیں کہتی بزرگ تصویر

پہلی ہی کی مجھی شام شب ہجران کیونکر
 اس طرف شوق لی آیا تمہیں ہجران کیونکر
 وچہر تسکین ہو پریشان کو پریشان کیونکر
 روز و و چارہ پنی کج شہیدان کیونکر
 باغ اد کی مین تو او دشمنان سمان کیونکر
 رہ گئی گل چین ہر مین خندان کیونکر
 دیکھا اوڑ جاتی ہیں دیوار گلستان کیونکر
 چوڑ جاتے مجھی تنہا مری مان کیونکر
 آئی پاپو ہی دہن کو گرہ بیان کیونکر
 طعنے سنتا تری شام شب ہجران کیونکر
 رہ گئی قاتل برہم کی پہچان کیونکر
 میر کھٹ پانچون خار مغیلاں کیونکر
 آپ آئیں گے سرگور غریبان کیونکر
 اوڑھتی ہیں دیدہ پر آب طی فان کیونکر
 روک رکھتا ہی بہلا دیکھون دربان کیونکر
 آج ای مرگ ملی فرصت احسان کیونکر
 داغ دی گی مین کامی ارمان کیونکر

توڑ کر پائی طلبت طہی مین مین سلیم
 اب پہری گی مین گردن مین مین

می سوتا ہی دل میں دل سمجھ کر
 نقاب اولٹی پہی وخی رشید رونی
 وہ طلب تھا مجھی کلک قضائی
 یہ تلچٹ اور ہم قدرت خدا کی
 ہر اک ذرہ ہی چشمِ قمر سے لیلے
 سزاوار ادب ہی کو بے قاتل
 ترپٹے دیکھتا ہوں جب کوئی شہی
 ہنسنے کی زخم اوچھہ مان خبر وار
 کسی سے یادِ محشر بخود ہی میں
 کوئے ٹوٹا ہوا شیشہ جو کیہا
 میں واما نہ نہیں معن مانع طول
 وہن وہ رازِ قدر سے کہ چپ ہون
 میں اس وضع گدایانہ کی صدق
 ہمارا تو او راوے مہربانے
 حسینانِ جہان کرتی ہیں توقیر
 نکالا یار نے صحبت سے اپنے
 دکھاتی ہی تمنا دل کو کیا

مٹایا مجھ کو جیسا حق سمجھ کر
 او وہ جانا نہ کامل سمجھ کر
 نہ لکھا مجھ سے کہی شکل سمجھ کر
 نور او سائے محفل سمجھ کر
 اوٹھا نا پیر وہ محفل سمجھ کر
 اوڑا نا خاک اسبیل سمجھ کر
 اوٹھا لبستا ہوں اپنا دل سمجھ کر
 لگانا ماتہ اوستا دل سمجھ کر
 ہم آئے تھی تری محفل سمجھ کر
 بہت رویا میں اپنا دل سمجھ کر
 مگر او دور سے دل سمجھ کر
 کہے آسان کہی شکل سمجھ کر
 بلاستے ہیں وہ سائل سمجھ کر
 کیا کر آرزوای دل سمجھ کر
 تھارا عاشق بیدل سمجھ کر
 مجھے بیگانہ محفل سمجھ کر
 تنہا رعدہ بلبل سمجھ کر

کہان تک کروٹیں برلی گاسلم
 قضا کو آپ سی غافل سمجھ کر

دی گئی کیفیتیں سستی میں تو باٹوٹ کے
چومتی سستی میں کیا کیا ہم لب لباب
وصل کی شب پاؤں جھپٹا ہونین کہتی ہڑ
سلسلہ پتی بگڑنی کا لگا ہی ہم کی سات
اوج کیا پای جسی قسم کے خاک میں
تفرقہ تقدیر کار کتنا نہیں بیان وصل
خیش ہر زم دل مجروح بی باعث نہیں
دیکھنا اعجاز ساقی آملار نون میں آج
نیستی سستی کا جھگڑا حشر کتنا نہیں
کیا ادا کی شرط ہر ای فبق و شستے
کم ہی ہونی پر عہ وہی ان کہانی کو بہت
جب سر کی میں صفت لکھنی لگا ہر قلم
راہ دکھلاتا ہی سکی وقت بہت انتظار

ٹوٹ سا سیکدی میں برینا ٹوٹ کر
کاشن متادل ہمارا جام صہبا ٹوٹ کر
خشک ہو جائی ترا دست متنا ٹوٹ کر
وہی اب کیا بنی تیرا سہارا ٹوٹ کر
غیر ممکن ہے کہ پرتارا ہو تارا ٹوٹ کر
شراخ ترسی کب ملا ہی خشک پتا ٹوٹ کر
رہ گیا ہو گا کوئی پیکان کسی جا ٹوٹ کر
صوفیوں ہی زلزلہ پابند تقویٰ ٹوٹ کر
میں کیا دریا جاباب ہے یا ٹوٹ کر
رہ گئی تلوون میں فنکار صحران ٹوٹ کر
معری میں تیر بختا ہی نیزا ٹوٹ کر
گر پڑی آگی مری کچھ بال غنا ٹوٹ کر
آہنگہ میں ٹھہرا ہوا ہی ہم ہمارا ٹوٹ کر

۱۱۵	قبر ہو کی شمس ای تسلیم کن کہی آنگہ سے بہ جای گاول کا پسوا لاٹوٹ کر	۱۱۶
<p>خاک ڈال ہی ہو فاقون شہیدانہ پر دم نکلتا ہی مرا مانند فی دسارہ پر سرحد چڑکی کی خموشی آہ کی آواز پر خدا کی سیر نہ پاسنے کامری ہمارا پر</p>	<p>ایک ہنگامہ ہی بر پاروز و شجاعت باز چھوٹی مٹی دیتا ہی کی کرتا ہون فغان الفبت چشم شگاہت بنائی گی منجھ اکہج افسانہ کسی ای رسوا کر دیا</p>	

<p>کد کدائی کیون کہ پا آہلی وقت خرام بیل تصویر ہون صیا کیون ہی گمان باغ کا جو بن کماتی ہی حنا وقت خرام دو طرف تنہا ہوگا ثابت حشرین</p>	<p>چشم عاشق کیا بھی تھی شریع انداز کب مجھی قسمت فی بخشش قابل وادار بہول جہرتی ہی قلم فی شریع انداز کہ کہہ رہی محبت سید پر چہ تہاری ناز</p>
<p>۱۱۹</p>	<p>کرویات سید ہی مس مہر ش کو بد گمان پست پڑی کہ کن آہی آسمان غماز پر</p>
<p>جلی کیون نہ ہے میز دل کا دم مضطر پر اثر آتش مزاجی کا پیر من ہی تانی ہے سرشک آتشین کب چشم پرستی قرہ آہی فنا مشتاق ن ایسا کہ مجھ کو طفل بین رولاتی ہی فلک کینا ہی بنی اتون کو تصور کر نہیں سکتا کہ کیا ہوں طربا پیش تمہاری شہزادی پر اور وی کا خنجر ہے کیا اظہار بیتابی مرا کہیں نہ بانی سی جھون میں گئی ہست مجھ جشیخ حناقت کہان بیم ورجا میں ہے نگاہ شوق و محبت پیام مرگ عاشق باوہ سامان قیامت تھا ہمیشہ زخم دل تمنج جفا کی چاک کنا ہون وہ مجھ کو جن کہ فیض گہی سچ مری آخر</p>	<p>کہ کہتا ہی سید دل نہیں اس مقد ر پر مرا فسانہ لکھنا چاہی بال سمندر پر کیا ہی نشوونہی چو افغان عرض کو شہر پر کفر کا بیشتر دھوکا ہوا دامن باد پر بہجوم قطرہ شبنم نہیں ہو پونگی چادر پر خیال ناتوانی ہی گر ان ہی جسم لاغر پر کہ خون گرم اپنا جہم رہا ہی چشم جو ہر پر کہو تو دیر تک لٹا رہیں کوی ولہر پر لٹا آہون متاع آبلہ ہر خار کی سر پر کہی ہی چشم و زبان پر کہی ہر روز پر ہزاروں مگر کی نہاد تری اللہ اکبر پر دو پیکر کا یقین کو نہ نہ طالع کی اختر پر ہزاروں پیکر کی چالی زبان تیر نشتر پر</p>

<p>وہی جگہ آداب سیر کی کہ مضطرب ہوں لکھوں کیا نوشتن دلی مضامین و آتاہی بہانہ شک جہ کاہی انتہائی کینہ مستی میں</p>	<p>نکل سکتی نہیں چاک قفس سیر کی ہر پہ گردی گاہی شعلہ برق بازوی کبوتر پہ گمان ہی خط پیشانی کا مجھ کو خط ساغر پہ</p>
<p>۱۲۷</p>	<p>۱۲۸</p>
<p>حشر کرات ہی پری بوی گل تر ہو کر لطف ساقی سب قتل ہوا وقت میں عہد طفلی کی مری لطف قصاسی پائے پیر وہی دلو ہو امشغایہ بیتابی مٹی تری خاک ہو لالہ گلشن دیکھوں کشش حسن کچھتا ہی تن زار مرا قتل کرتا ہی شب و صبح میں کون لینا حیرت کی جاہی کہ ہوتی تھی تری شب چشم میگوں کی نظاری تھی اک پہچانش شوکت فرق عدو آبلہ بانی سی برہ تھی دیکھنا روز جزا دامن قاتل ہدم مرقی و صفا سب قاتل سیر حرم با مل گئی خاک میں قہمی نہ کدورت نکلا آب انگوڑ میں کیا تیغ بچی تھی قاتل</p>	<p>آپ میں آئی نہ ہم آپ ہی باہر ہو کر او تری جی حلق سہلی آب دم خنجر ہو کر قبر فی مجھ کو لیا دامن ماور ہو کر کون گذر امری پہلو کی برابر ہو کر دلغ و دینا ہی مجھی صورت خلک ہو کر بنگیا تازہ نظر ضعف سی لاغر ہو کر مجسمی بجان نہ پیر و آج مقدر ہو کر ورد پہلو میں ہماری ہی دلبر ہو کر پھر گنہیں نہ ہم آگہیں تھی ساغر ہو کر جلوہ گر ہیں سیر ہر خار پہ افسر ہو کر رنگ لائی گامری خون کا محضر ہو کر بہر پاؤں جس جہکاتن ہی جدا سر ہو کر ہمسای بدلای زمانہ تری تیور ہو کر خون تک ختم ہی نکلا جی احمر ہو کر</p>

گر ملاوی کی مجھ جلک میں تیری رفتار	او ٹھون گا حشر کی دن فتنہ محشر ہو کر
زادہ دیکھہ ذرا پیر مغان کی عجز از	خندہ زن شیشہ ہی کیا کیا تن بے پیر ہو کر
گر یہی جو شیش گریہ ہی تو بیشک تسلیم	
سیرل شک آج بھی گامری سر پر ہو کر	

۱۲۱	روایت سی ہندی	۹
عشق کس کا کیسے چاہت فتراہستان چوڑ	وہم پہ ناصح بن ہی جا خدا را جان چوڑ	
بت پرستی اور مین اہد خدا کا خوف	کافروں کی کہنی سستی مٹی تو ایمان چوڑ	
پہینک اسباب جہان آزاد ہو کر بیٹہ	چھوڑنی ہی پیشتر سامان کی سامان چوڑ	
چاہتا ہی گر حیات خضر مر جانی کی بعد	میسر و شونج نہ جیتی جی کہی گاں چوڑ	
مر کیا عاشق ترا اک فتنہ تو او خود پسند	کنگھی چوٹی سر مہر سی چوٹی منہ پان چوڑ	
جوفیقی مین ہی بادشاہی مین کمان	بٹیدہ چل کر شست مین قصر فتح نشان چوڑ	
ایکدھجج مین جو کی بجائی گلاہل ان گمہ سی	دیکھہ کہن تلمون اس نکلن اکا دہیان چوڑ	
بکھڑ خالی ل کر کہنا کامیونسی ہی فلک	حوصلہ کوئی تو نکلی کوئی توار مان چوڑ	

۱۲۲	نخت دل بہر شمع ہی تسلیم جانی خالص	۵
	یا دو کار زندگی تو دہرین یوان چھوڑ	
پہینک بیج کو ای شیخ نہ زنا کو توڑ	ہوسکی تجھی تو اپنی بت پندار کو توڑ	
نخت جان مین نہیں کٹنی کا گلا او قاتل	کہنی سستی ہی قیسوں کی نہ تلوار کو توڑ	
مختب خیر ہی ماہ رمضان کٹنی وی	او کوس ورنہ پیسا نہ میٹھوار کو توڑ	
رحم کر رحمت مہا قس سچ صفا د	خندہ مینا حق نہ میر غ گرفتار کو توڑ	

<p>کامیابی لب شیرین کا جو بوسہ دیتی جب میں بازو دکھاتا ہوں ہر کہتی ہیں دونوں آنکھیں ہر آنکھ قاتل تیرے پھر توڑ گیا خرابات کے خیمے تیرے</p>	<p>وقتیکہ خیریت نہ ملے سہار کو توڑ جامی گہری خشت درو دیوار کو توڑ توڑ تو سینے کو چاہی دل انگار کو توڑ ایکدفعہ سہارا ہٹا کر کو توڑ</p>
۱۳۳	روایت از امی چیمہ
<p>بیرہن پر ہی جوان وقت غمگینی ہونے پر وہ چوشت کفن ہی نہ ممکن ہو سکا چوڑ کر قتل گاہ جا تا ہی قاتل نکمہ وہ کہ کس کلکونکلی ہی چین میں تن ہی نہ دو ہی میں بہت پڑی ہو اور دشمنی کیا کہ نہیں سرگون کو جو تیشہ فرما دے جب کہا مری میں بولی اور ہی کچھ کہہ صدقی اشق و جفا کی قتل عالم ہو چکا وقت پیری ہی نہیں سلا کی یہ میں کی مری ہی تھی میں باورسہ نچ جانے شکر کیا کہوں کیا سہا ہی بہت برائی مراد بوی گل کی ہی دوش نظر ہی کہ ہوں گوہی توڑ لیکھن شاہ کیا ہوں چین حاجت شمع لکھتہ تیرے قسمت کو نہیں</p>	<p>لطیف تھی ہی مجھ میری سچ انی ہونے وہی ہی ہی ہو کھوٹھی چاک لانی ہونے کہہ رہا ہی کچھ سکوت چشم قربانی ہونے صورت نگین ہی باقی ہی حیرانی ہونے وہی ہی ہی ساتھ میرا خانہ ویرانی ہونے طعنہ میداد وہی ہی پیشانی ہونے اختصار مدعا کہتا ہی طولانی ہونے تشنہ خون ہی تری تیغ صفائی ہونے کشتی عمر روان ہی اپنی طوفانی ہونے وہی قسمت ہی ہیں ہم لہو پانی ہونے کچھ نہ حاصل مجھ حیرت پیشانی ہونے پر وہ پوشش کسی ہی میری عیانی ہونے بات طلب کوئی آہنی نہیں مانی ہونے شہر افشان ہی حیرت داغ پنهانی ہونے</p>

<p>آج تک محرومی قسمت میں ہونے کا داغ سنہ تو ہوائی کر گیا مجھسی بحث نالہ کیا میں سبب لیتی نہیں عہد وفا کی تم قسم واہ رسی تاثیر خشت پہنیک کہ بہا کا قلم خاک بھی ہو کر خیال لخت بہم ہی رہی</p>	<p>ملنے مطلب سچا ونگی پاکدامنی ہمنور آفت سی ہی وقف نہیں قہرین بانی ہمنور بدگمان ہو کچھ شہید ناز سی جانی ہمنور کھینچنے پایا تھا نقشہ مرا مائے ہمنور جمع رکھتا ہوں میں سیات پستیشانی ہمنور</p>
<p>۱۲۳</p>	<p>اوسکی بریم خاص تک سلیہ نوچوں کسٹھ جگو تو آتا نہیں آداب و راسے ہمنور</p>
<p>لو بدگمان ہی یار کا تیر نظر ہمنور اندھری شوق و دیگر گستان کہ بعد فتح گو خشک ہو گیا ہی مگر خون ہی می کیون کہنچتا ہی مجھنی می دل کی لگی ہوئی سر پہوڑنے کا بعد فنا ہی خیال ہے خلعت کھد کی ٹیکہ آتا ہی یہ خیال بعد فنا ہی کم نہوا انتظار یا محشر ہی ہو چکا ہی ویس کچھ مزار گو شل پر پہوڑت ہی ہم گریختے اندھری ضعف چٹائی نفس نفس کے پاس مر کر ہی حسرتوں کی ہی کچھ ہجوم ہیں چلتی ہیں کم سنی ہنر کتے کھا کی بل</p>	<p>سینے میں ہونے ہونڈ ماہی بہاری جگر ہونڈ جاتی ہیں اوڑکی کسوئی چین بال پر ہونڈ جو بن ہی ہو غالب سو فار پر ہونڈ پیکان تر ہے شہ خون جگر ہونڈ دو چار خشت کرتی ہیں ہم زیر ہونڈ شاید نہیں ہونڈی شب فرقت سحر ہونڈ آنکھیں لگی ہوئی ہیں مری سہی در ہونڈ میں کہہ ماہون جیبری سی خبر ہونڈ رونی کی آرزوی وہی چشم تر ہونڈ بیٹھی ہوئی ہی بابل بنال پر ہونڈ برپاہی ایک حشر مری جان پر ہونڈ زلزلہ در آئی نہیں تاکہ ہونڈ</p>

<p>صدقی میں اپنی ملک کی کیا کیا خیال ہیں قسمت کہاں سے لائی تھی تاہوں کہاں ہر چند وہ نہ آئیں گے لیکن انزل بھی قسم ہنگام مرگ بھی نہیں کہتا پیام یار معان تہارات کون کہ عکس جلال سی پونچا نہیں سچ رونے کا حال اونکی کانک وہ ہیں بغل میں سخت کنایہ کا یہ جو سی شرط وفا کا پاس ہی مجبور کیا کرے دل کی وقت تک بھی لیتا نہیں خبر</p>	<p>سیتا ہی بخیر مری زخم جگر ہنوز اتنی خبر نہیں بھی مثل شکر ہنوز بیٹھی ہیں فرتل کی چشمت تر ہنوز ترسارنا ہی مجھ کو مرانا نہ ہنوز جو بن ہی ہنشین در و دیوار پر ہنوز باقی ہی آب اشک کو ہونا کھر ہنوز سمجھی ہوئی ہیں عشق کو ہم ہی لڑ ہنوز لپٹا ہوا ہی سنی ہی غلج جگر ہنوز بھولا ہوا ہی مجھ کو مرنا سفر ہنوز</p>
---	--

۱۳۵	<p>وعدہ خلاف یار سی صلیت کہاں نصیب تسلیم اس کے ہی وہی شام و سحر ہنوز</p>	۱۳۶
-----	---	-----

<p>کیا کیا زمین ہی ہیں گلہ آسمان ہنوز دل کی لگی ہوئی نہ بچھی بعد مرگ بھی چلتا ہی میری گور پیراں شہا کی یار ہر چند مثل سنے ہوں جگر سوختہ مگر پونچا عدم کو قافلہ شش قدم کی طرح گول کیا ہونچا کہ میں لیکن سجدہ کی خاک</p>	<p>زیر کفن ہی ہتی ہی شہ زمین بان ہنوز اوٹتا ہی گاہ گاہ کھد سی ہوان ہنوز حسرت زدوں کی خاک سی پٹی گمان ہنوز باقی ہی دل میں حسرت آہ و فغان ہنوز ہم مل ہی ہیں خاک میں بیٹھی ہنوز کہتا ہی مجھ سی دور قدم آسمان ہنوز</p>
---	---

۱۳۶	<p>تسلیم گور لیٹے ہیں کوئی حسین ہو گو پیر ہیں مگر ہی طبیعت جوان ہنوز</p>	۱۳۷
-----	---	-----

روایت سین مہلہ

<p>دھیان ہو کر گرہ بان چکا وہن کی پاس سحر ہی فسوں کیا ہی خیر اہن کے پاس بدین بیکس کو گلچین دفن کر گلشن کی پاس اتنی آتی طوق کشتہ ہو گیا گردن کی پاس بیسے رویا گری کی بیشکیر دفن کے پاس اور ہم دیدار کو ترسین کٹی میں کے پاس دیکھ لیں تم کو ہمارا ایک سو سن کے پاس جہاں لکھا ہی کوں شوخ برق زلزلے کے پاس آئینہ آ یا جلتی عارض وشن کے پاس رشتہ لپٹا ہی نہیں ہر چند کہ سوز کے پاس جاگتا ہی ماہ تابان ات بہر خرم کے پاس بیشتہ آوشتے ہیں جاکر وگشتی شبنم کے پاس نور چین آتا ہی جب تے ہو دم چلن کے پاس</p>	<p>ہٹ کر دست جنوں کیا ہی پسین کے پاس خود بخود گردن کچی جاتی ہی کچھ لکھتا نہیں خاک تو پونچھی گی اور گردن گل تک کہی آتش سوز جنوں کی شعلہ فشانہ پونچھے مر کی ہی خالی نہوگا پہلو تربت مرا رشک آتا ہی کہ تھوٹ مٹی پسی روز سنتی ہر مٹی لیدہ بسے کہ نہیں دید کی نصرت نگاہ شوق کو لمتی نہیں حسن گری ہی پانی پانی ہو کر نہ گیا بغیر خس کی دوستی نہتی ہی ناداری میں عالم بالا ہی چورون سی نہیں ہی خطر دوتوں کا قحط ہی تسکین دل کی واسطی حسین زافروں کا پردہ پردہ کر سکتا نہیں</p>
---	---

کیا پتا تسلیم ہے اگر یہ سہارا

دھوپ میں جن کو ٹپیں گی ات کو گلشن کے پاس

۱۲۷

<p>مر کی ہی باقی ہی اہر حجاب کیا کی ہوس ولولہ حسرت تینا جوش پیاس کے ہوس لیکر وارث تناع و مال دیکھا کی ہوس</p>	<p>حشر میں کہتا ہی روضہ دیبا کی ہوس زندگی ہر سائے تھی مٹی ہی نصبت ہوی بہر یغی بی سب قہر اجل کی کیا کہوں</p>
---	---

کس نصیب سے چٹا ہی کی بچھا اور تھے جس قدر بڑھتا ہی پانی جستجوڑتا ہی تیز خوشن میں ہر تصویر کی مانند یوں ہر ناسید آپ ہی کہی منائیں عمر ہر کس کو ہم آبی پاؤں کی ٹوٹی دل میں چھاپ گئی کیا حقیقت ایک سوزن کی گواہ ہے ہمارے جس سے سن پایا تو قید مکان سے ہی ہے	حشر میں جینی کی پہرہی متن خاک کی ہوس کم نہیں ہونے کسی مہر سے دریا کی ہوس ان نصیبوں پرندی یا سبک کی ہوس بخت برگشتہ کشید آرزو شاکی ہوس دل غریبی نکلی گویا خارِ صحر کی ہوس لی گئی ساتھ اپنی گردون پرچا کی ہوس اب کبھی کی تمنا ہی نہ کر جا کی ہوس
---	---

۱۳۸	جس طرف پہلے پہری سلیہ چھپو ہی ہم زندگی ہر کل کا پستلا دای بچھا کی ہوس	۱
-----	--	---

ناگلو آئی دی سب جانی ستم ویر کی پیاس کیون تاں اس قدر ساقی بھکا لینا ہی می گریبی نخلِ فلک سے ہو چکی سیراب گل تیر کھاتی ہر کچھ مٹی میں قاتل کی حضو باصفا ظاہر کی فیضِ باطنی ہی پاک ہرین ہوئی ہر ظالم شر کے حالِ موزی و ہرین ہم سبھی شہادت ہیں وہی دیکھتے جو مزارِ مین ہی لطفِ جینی مین کہان	میرا ذمہ پر سہی قاتل اگر خنجر کی پیاس تیر زبان میں ہوں بھجی کچھ دم سبک کی پیاس نام کو اک قطرہ شہنم ہوں سون بھر کی پیاس آپ بیکان ہی بھجائی ہرین لڑ مضطرب کی پیاس کیا بھگا سکتا ہی کی سب گواہ کی پیاس دیکھ شہنم ہی بھجاتا ہی فلک و سر کی پیاس کسی ہون لڑ بھجتی ہی خنجر کی پیاس آپ حیوان ہی پھر ناکام سب کی پیاس
--	--

۱۳۹	کہا تھی پستی یاد کرنا چاہی سلیہ ہو کہ پیغمبر کی آں ساقی کوثر کی پیاس	۱۱
-----	---	----

رویت شین مجھے

<p>جلیق مری سب نے کی تیر تیرین کی پڑش سایہ دامن مادیوں گیا تسک سے داغ لاکھ بڑا ہی گردم ہر تیرین کرتا جدا سب سے پہلے نزع میں آ کر خبر لی یا سنے میں کس قیام نہیں کہتی ہی گردل میں جگہ اوسکی لفظ کو بنا کر یا تہ جینی سی اوٹھا ایک عالم پر نیکو نکر و فون چون کہتی فرو کیا کہوں کہیوں ہر قدر ملتی ہیں مضمون بلند ز غم اوچی دیکھ کر برسوں اور دو دکھان داغ ہی پہلوئی ل میں دن کے تار داغ میں</p>	<p>آسمان کی مہربانی تھی میں کی پڑش ورنہ شکل تھی دل اندوہ گین کی پڑش دل سی ہی منظور تیر و الم شین کے پڑش مجھ کو بھولی گی نہ وقت اسپسین کے پڑش یہ فقط ہی تیری چشم گریں کے پڑش زہرا غمی جان مار غنبرین کی پڑش مہر و مہ پائی ہی تیری جبین کی پڑش ہم کہہ مری تقدیر کچھ نہ فی الا تیر کے پڑش ایک آفت ہوگی دست ناز میں کی پڑش ہم نشین کرتا ہی کیا کیا ہم نشین کے پڑش</p>
---	---

گر کہیں نقص نہ جان کو تو ایسی ملے جان
چپ کے تقدیر دانی نکتہ چیں کے پڑش

۱۲

۱۳

<p>بت ہو نہیں کہتی کو ہی مجھ کو میں کے خواش چپ کی مصیادگی کشن کو بجائی بل شکل تصویر خیالی ہوں جان میں میں ک چارہ کرتو نہ مداو امین کی کر آگے پر تو ہمار غم نامہ سی دشمن ہی مکان شکر ہی مڑی ہم وقت جفا سی پہلے</p>	<p>ورنہ حاجت زبان کی نہ سخن کی خواش دیکھہ پروام میں لائی تہ چیں کے خواش نہ کھد کی بھی پروانہ کفن کی خواش جو لکھا بخت کا جو چرخ کمن کی خواش کیا کروں وصل کی شب شمع لگے کج خواش مل گئی خاک میں چسپین کمن کے خواش</p>
---	--

<p>بوی گل جگو بنایا ہی مقدر نی مری صفت کرد ہوں کیساں ہی مجھی نہ چوٹ کیا پڑی ہی جواوٹھاؤں میں تم کروں عمر ہوئی تھی اگر کچھ حقس میں آخیر دل مرادڑہ صد پارہ کا اک ٹکڑا ہی</p>	<p>پیر ہن کی نہ تھنا نہ بدن کی خواہش نہ کبھی شکر نہ غوثِ مطن کی خواہش نوجوانی میں کچھ دن فارغ کہن کے خواہش اتنی کیوں ہی میری اللہ چہن کے خواہش اسمیں کیا خوش رہی اللہ وہ محن کی خواہش</p>
--	---

<p>آگ بن جائیں گے کیا خاک لکھیں تسلیم خط میں اونکو جگر سوختہ تن کی خواہش</p>
--

۱۵	روایت صا و حملہ	۱۳۲
----	-----------------	-----

<p>دور پہی حرصِ قاتل ہٹ پینہل کی حرص کیا کری پیہ احبابِ بے یار دل کی حرص کس قدر کہتی ہی لہجہ میں محفل کی حرص بی نشان دیگی تجکو دعویٰ باطل کی حرص دیکھ لو بہر کردار کا سنہ سال کی حرص خواب کے خواہش آرام ہر منزل کی حرص اُفت تری لیشوق بل بی شانہ بیدل کی حرص کس قدر ہی اوج اپس چرخِ تیرہ دل کی حرص خاک میں بجایا ہی پردہ محفل کی حرص ساتھ سے بجایا ہی اس مطلبِ مشکل کی حرص کیا کری فان میں نہاتو ان ساحل کی حرص</p>	<p>دیکھی خجڑ سائی آج کسکی دل کی حرص پیر ہی پنی نیستی ہی تم کی گنجائش نہیں شمع اگر شام میں جلتی ہی کیا کیا صبح تک دم نہ بہر الفت میں نا جوت نہ مانند حباب کھل کے منہ اہل طمع کا بند پہر ہوتا نہیں رات دن اطلب ہیش دل و پاہوں دان کوئی ساعت لطف بہر ہم ہی نہیں ہوتا جدا رؤ و شب پرتا ہی کا سہلی کی ہر ماہ کا آپ کی وی لہجہ تیرسی دید کو وہ لب جان بخش کا بوسہ ندین کی عمر بہر عاقبت سے کیوں نہ ترواں دنیا کو کس</p>
---	---

<p>آمد و شد دیر و کعبہ کی دل کمرہ چوڑ ہو گیا روشن بھر کئی سی چرخ صبح کے فی نر و راحت منزل نہیں تھی نصیب</p>	<p>باز رکھی گئی حد خارج و داخل کھر ص مرنی تم کیا کیا چکتی ہی غافل کھر ص داغ دل بجاتی ہی انجام کو کامل کھر ص</p>
<p>تو ذکر پای طلبت یہ ٹھہرون کس طرح روز و شب بہ کار ہی ہو لگو میرائی کھر ص</p>	
۱۳۴	رویت ضاد و جمعہ
<p>کچھ تو راحت نظر آتی غم پہان کی عوض اوڑ چلا خط سیہ حاض تابان کی عوض سوختہ سخت ہوئے ناگون چپائی کی دعا مفلسے میں بھی سیہ خانہ مار و شن ہی عاشق لطف خط سبز ہوں لیکن تفت دیدہ کبھی بوسہ نہ دیا اے کے دل عاشق کو چوہتی کیا ہو مل نہ ہٹ وین اسی وعظ خاک مجھ سوختہ قسمت کی اگر ڈال دی پر خ چارہ گر کشاکش دس دو دوا و اکب تک سیکم یہ پیش دین ہی رہی گی جاری کیا کہیں بخووی جوش جنون کا عالم مدعا مرگ سی گر تھا فلک شیرین کام فصل گلین تو اوڑائی بہن نہی سب سے</p>	<p>کاش دل ہی کل اتاری چکان کی عوض مورچی تخت ہو آپرہیں سلیمان کی عوض آگ بیسائی فلک سی باران کی عوض داغ جلتا ہی چرخ شب حران کی عوض خار و تی ہی مجھی شہل در بیان کی عوض کوئی احسان نہ کیا اپنے احسان کی عوض دل میں باور بہت حرم ہی بیان کی عوض بحر قلم میں بولی وہیں طوفان کی عوض دی بھی ہی زہر کس نے نچھان کی عوض شمع روئی گی تری کشتہ حران کی عوض سیٹی ہر دامن گل اپنی گویان کی عوض زہر دینا تھا مجھی تلخی دِلن کی عوض صدی کعبہ ہی بلبلستان کی عوض</p>

<p>دل یا خاک اورانی کو بیان کی خوش گورین قید میں ہم عمر گریبان کی خوش آنکھ شہادہ پڑا لیں قہر جان کی خوش دیکھ لو حال انوارِ بستان کی خوش دی گھر میں صد قہر و آسین کی خوش منہدی ہاتھوں میں دل خوش میدان کی خوش ٹکڑی ٹکڑی ہی جگہ چاک کہ بیان کی خوش خود پریشان ہوئی لب پریشان کی خوش باغ میں جل کی ہنس تو گل خندان کی خوش</p>	<p>آرزو ہی مری خوشی ہی جنون نی اسکو اپنی ہستی کی ضمانت سے دکھایا زندان ہم وہ عاشق نہیں بنی یا چین میں سہری سبکی افسانہ مجھوں نہ کہ تا کہیں بند تھوڑی ہی نغمہ کی لی میں کہتے شش شادی قتل میں کچھ پس فاکر قاتل نینوی طرح کی خوشی کہ بی دست جنون بگڑی شہادہ کی جیب بان ٹائی اوسکے رنگے گس کی طرح ہوش عنادل کی خوش</p>
--	--

۱۲	<p>اب کہاں ولو کہ خوش نشاط ای شکیں رہ گئی پیدہ گریبان لب خندان کی خوش</p>	۱۳
----	--	----

<p>آپ میں کم ہون کسی کی جینو کی کیا خوش دیکھ کر نخل خلک کو حوصلہ جاتا رہا بحر ہستی میں جواب آسا نقطہ کہتی ہیں کیوں بلین ہم خاک میں تعلیم ہم کے لئے ذکر کعبہ ہو کہ وصف شہر و نون کو سلام مشکلی قاتل کی طلب مشربین بولا زخم دل عند یگیش جنبت میں مجھ کو ای صبا ہی کسی محبوبس دوران میں نو یادگار</p>	<p>جب دہن ٹھہرا پیر گفتگو کی کیا خوش آرزو کہتی ہی مجھ کو آرزو ہی کیا خوش ہتھکڑی ہی کام کیا طوق گامی کی خوش اہل رکی استبار آبرو ہی کیا خوش رند مشربین مجھی گس گفتگو کی کیا خوش میں تو راضی ہوں تہیں میری کوئی کی خوش تو ہی بتلا ان گلوں کی رنگ ہو کی کیا خوش ورنہ تھی گردون کو طوق میگو کی خوش</p>
---	--

<p>پُر تکلف شامیانہ کو پر ہر ہیکار ہے نشرِ فضا ذاجوج جسمِ بجان کو نہ چھیر تمتِ آلودگی ہی پاک طینت پاک میں عالمِ خندہ ہو یا گریہ ہو چپ ہتی ہتی خم عشقِ رخ بس سے خوالہ دمان لبت چوٹ بڑھ کی تڑپ میں ہی ہنسنے میں ہوا بی آبرو حاضر و غائب ہی تصویر ہی پیشِ نظر مثلِ شیریں شوک رکھو عاشقِ جانبا کا سرخوشِ جوشِ حقیقت معینِ مجھ ہی میں</p>	<p>ملائی جھپک میں پھر آبرو ہی کیا غرض قالبِ تصویر میں مجھ کو ہوس کی کیا غرض چاؤ آب و ان کوشتِ شمع کی کیا غرض ہفتے رونی کی نقطہ ہن گشت کی کیا غرض ایک کھل کو فکرِ چار سوس کی کیا غرض نرا ہر آنکلی تازیانی وضو سی کی کیا غرض صورتِ آئینہ چکورو رو پر ہوس کی کیا غرض تنگویری خندہ مرکب سے کیا غرض ساقیا تیری می و جامِ سب سے کیا غرض</p>
--	---

میں تم ہوں شکستہ شاگردِ شمعِ ہلوی
مجھ کو طرزِ شاعران لکھو کسی کی غرض

<p>۱۳۸</p> <p>روایت طامی طلقہ</p> <p>۱۳۷</p> <p>آنی و روی صاف او میں لقا کی خط کیا بمانی و فانی اوسی کیا سکھا و یا اظہارِ شہمتی ہی کہلی دوستی کی راز اوس شعلہ رو کو سوز چکر کیل ہو گیا کیا کیا نہ دل ہی دل کا لکھا باجر وقتِ شباب بہرہ و فہم تن شکن جو جو لکھا ہی یارنی سب سے نقش ہے</p>	<p>۱۳۸</p> <p>۱۳۷</p> <p>بہجی گانج و شام ہزاروں لکھا کی خط رو یا کیا قلوب میں عینِ ہوس پڑا کے خط رسوا ہوئی وہ اور ہی پڑی اور کی خط قاصد کی شکل کیبہ باہی جلا کے خط بیرحم نے پڑا نہ کہی ل لگا کی خط آتی ہیں آدمی کی لپی دو قضا کی خط طغرای کعبہ ہیں زخمِ پارسا کی خط</p>
--	---

<p>اسد ری ناز کی کفایت نگار میں دو نون جهان میں رسل و رسائل کی ستم وہ شعلہ و پیر ہے گا لکھا کیا نصیب کا تعویذ سی حرارت قلبی نہ جای گے</p>	<p>پاتا ہوں آج نکست گ برگِ حنا کی خط محبوبہ بنیا ہین صحیفے خدا کے خط کروی کی خاک حسن کج گری جلا کی خط مجھ کو بلاؤ دو ہو کی مری دلریا کی خط</p>
<p>۱۳۵</p>	<p>تسلیم چشمہ یان نہین پیغام مرگ ہین لکھی ہوئی ہین خاصیت دستِ قضا کی خط</p>
<p>قاصد گرا دی کوچی سیرج سکی کسری خط شاید وہ پاک ہوئی وفا نصیب یان ہو گشتِ گناہ نصیب کے لکھا غضب ہوا موقوف بیکلم ہین بہم نامہ و پیغام اسد ری ناز کے دوزخِ ظارہ جمال میرا تو عرض حال ہی مشکلیں سندی کچھ لکھا گیا جو پارس و فانا نامہ لی لیا</p>	<p>گذری گا آتی جاتی کہی تو نظر سی خط لکتے ہین اس امید پہ خونِ جگر سی خط آخر کو گر پڑا کس نامہ برسی خط کوئی گیا ادھر سی نہ آیا او دھر سی خط پڑتی ہین وی صاف پانظر سی خط لکھتا ہوں خامہ مژہ چشمہ ترسی خط لیکن بیڑہ سکی وہ رقیون کی ڈھری خط</p>
<p>۱۳۶</p>	<p>تسلیم وقتِ شام ہی فرصت نہیں نصیب کس روشن کو لکھتی ہو بیٹی سحر سی خط</p>
<p>تسکین اضطرار میں ہی نامہ غلط بجای جس سی بلبل مضطر کی جان پیر شوق وصال و جوشِ تمنا بجومِ غم اسد ری بخودی دمِ تھر پڑا غم عشق</p>	<p>شرط و فانا ہین گی وہ عمر بہر غلط ایسی اور انسیم نہ اگر خب غلط لکھتی کو اوسنے کیا نہیں لکھا غلط اوشعلہ رو کو لکھ گئی سوزِ جگر غلط</p>

<p>کرتا ہی کیا مسودہ منشتے روزگار ثابت کر دیکھ کوئی غیب ان نہیں فریاد سکے آئی گا صیاد کو نہ رحم ہر شب سے وعدہ قتل کا ہر روز کچھ نہیں</p>	<p>ہوتا ہی روز صفحہ شام و سحر غلط اوسکی کہ کوئین کہون تاز غلط سمجھے ہوئی ہی بلبل بی بال غلط عہدہ ستم ہی اوفلاک حیلہ غلط</p>	
<p>۱۳۷</p>	<p>تسلیم ناز کے سے یہ فن اسقدر ہی غلط نکلا او ہر زبان بھی صبح او دگر غلط</p>	<p>۹</p>
<p>ناصح بلاسی اوسکے ہیں فعل و قسم غلط کیا مار پھول لی کی محد پر تم آؤ گی کیا شک ہے جو یار کوئین پہ چتا ہوں غلط جب بوجھتا ہوں غیر سی پر آپ مل گئے کیا کہہ گیا تھا شام کو ظالم جو صبح تک کیا شکوہ تجھے وعدہ باطل کا بیوفا محبشوق تھی کہ تیغ گلجی جسکی مل گئے دل ہی وہ آئینہ ہی اگر پائے یہ جلا</p>	<p>بکھڑم تو سواو کی سی مرا ہو گا غم غلط کہاؤ نہ مرتے دم مری سر کی قسم غلط لکھتا ہی ضد سی خاہئے شکیں یہ قسم غلط گہر کی کہتی ہیں تری سر کی قسم غلط سمجھے نہ انتظار میں وعدی کو غم غلط لکھامری نصیب کلا ہی یقہ غم غلط اکدم ہیں ہو گیا غم بہشت غم غلط روشن ہو بات بات تھی جاہم غم غلط</p>	
<p>۱۳۸</p>	<p>اوسکی ہر ایک بات کو تسلیم جاتا خیلہ قریب کر دے غافقتہ دم غلط</p>	<p>۱۵</p>
<p>۱۳۹</p>	<p>روایت خطائی عجیبہ</p>	<p>۱۵</p>
<p>کیون خیالات ہیں نہ ہمہ دانی و عظم و غیر و عظم کی نقطہ ہی نہون کی اتنی</p>	<p>کون سننا ہی تری ہر زبان و عظم جتنے ہیں دل میں مری داغ نہانی و عظم</p>	

<p>سچ سے جنت و دوزخ کا فساد لیکن ملی وضو پانی غم بادہ کو یہ ٹھوس تہا ہی نرم ہی دل سخن گرم سی است تک نہوا نمیک بد خوب سمجھتا ہوں کہوں کیا لکھی رندی وز ہڑائی میں ہر فن و فنون یکتا یہ خرابات ہی جاخیز سے اپنی گھر کو آج جھاگنی کیا تجھ کو عبادت تیرے اس قدر ہی جو دم نزع ہوں دنیا کی زند ہوں دی بھی جاہم می اہل کی خبر زرد ہو جاتا ہی شکر رخ گلگون ہیرا نقشہ فردوس کا باتون میں کما دیتا چلتی پھرتی نہیں بیوجہ یہ رونما ہیرا</p>	<p>کس طرح مان لوئیں تیری زبانی وعظ خاک آتی ہی تجھی مرتبہ داسے وعظ جو کہہ ملی ہمیں تیری شعلہ بیانی وعظ سننی دیتا نہیں آتشوب جوانی وعظ مثل میرا ہی نہ تیرا کوئے ثانی وعظ منہ کی کہلوائی نہ پیر تیرا زبانی وعظ نہ رہا شغلہ رشک فضا نے وعظ ساتھ لیجائی گا کیا عالم فاسے وعظ تجھ کو کوثر کا مبارک رہی پانی وعظ تیری تقریر سے یا باد خزانہ وعظ یہ زبان ہی تری یا خاتمہ مانی وعظ ساتھ پرتا ہوں اپنی غم کی نشانی وعظ</p>
--	---

کیا رُک کی خامہ تسلیم دم سخن

طبع میں آج ہی دیا کی روانے وعظ

۹

۱۱۳۹

<p>سب خط کہنی کو ہی قال مقال وعظ اسکو کہتا ہی اے آپ ہلا فتنہ ہے جمع کرتا ہے سدا کر سے مال دنیا حریت بلوہ میں زند و فکر جو اب لی اور آرایش کی جلو کی کو خضابی جو</p>	<p>پوچھو یارانِ خدایت حال وعظ کس طرف مری اللہ خیال وعظ دیکھو کیا ہو دم شدہ مال وعظ مال و آری ملی کہہ کے سوال وعظ روسیا ہی سچی ٹا اور حال وعظ</p>
---	--

<p>عجز تو بہ شکنی قوتِ رب با کی ہی جز گنہگار نہ پوچھے گئے تقویٰ والی جانی دوشیشہ و خم توڑنی زرد و کی خضو</p>	<p>مکھو آسان ہی جو کچھ ہی محال و عطا سب دہرا رہ گیا محشر میں محال و عطا آج میخان میں دیکھیں گی محال و عطا</p>
<p>۱۳۱</p>	<p>ادبِ حسن پرستی جو یہی ہی تسلیم ہو چکا حشر میں خورون ہی صال و عطا ۱۳۲</p>
<p>آگ ملک و مہنتی ہی سہل کی بیان و عطا غیر سی نکتہ سراپا غافل بحث کرنی ہی نہ تھی پیرِ مغان ہی آخر چھڑنی جاتی ہیں شیشی لہری آغوش میں بند اعتبار اسکو قسم کا نہ بیستیں تو بہ کا یہ چتا ہی طمع زہر پہ خدا کے باتین دو ہی دن میں صفتِ حق غلط عالم میں اپنی فراموشی میں سنتی نہیں دنگی کہی جی بہلتا ہی آہی ورق ہستی پر ہیتی جی عجیبی چھٹی جلم و صراحی تو بہ خلد میں یہ مقیم حرم یار ہون میں چھڑنی کو یہ ہم رو و بدل سبے ورنہ</p>	<p>کوئی شعلہ ہی ہن ہن کہ زبان و عطا صفتِ خامہ ہی بیشتر زبان و عطا مل گئی خاک میں شمع و شعلہ و عطا سیکھ و آج بناوین گی مکان و عطا کیا کروں مایہ سراجِ حقائق و عطا آج کل سجدین گویا ہن کان و عطا نام کو بھی نہ نام و نشان و عطا دہن شیشہ بادہ ہی دہان و عطا جہنک میں سن سلامت جان و عطا غلطی پر ہن خیالات گمان و عطا میری عالم میں نہیں کر جان و عطا یار و اعظ ہی مرا میں جان و عطا</p>
<p>کر دی کس سب سے جو دیر کو پورا تسلیم آج کیون مٹھی ہو مسجد میں بہان و عطا</p>	

۱۳۱	رویف عین مہلہ	۱۳۲
<p>شمع و انگیر شب گریا نگیر شمع شاخ شمع سبز ہو گل شعلہ تنویر شمع اشک کا دانہ ہوا ہی دانہ زنجیر شمع سوز غم سی بنگیا ہر استخوان تصدیر شمع شمع کو دیتی مری قہمت مجھی تقدیر شمع لی نہما آخر کو شعلہ قامت لکیر شمع ہو گیا ہر اشک میرا اشک بی تاثیر شمع آئین کچھ تصویر پوانہ ہی کچھ تصویر شمع کیا کوئی خط شعلہ تھا تحریر شمع کیا کوئی سمجھی ادائی نا ایشبکیر شمع سخت پروانہ ملا مجھ کو دل لکیر شمع خاک میں مل جائی گی اک کے تنویر شمع اور کیا ہوتی جہان عین شمع تنویر شمع</p>	<p>اوٹھ گیا کیا کہ کی ادائی غیر تنویر شمع باغین کو اگر تم رنگ محفل راست کو لاکھ شعلہ کو پشکی نصرت جنبش کمان عشق کی نیرنگیاں نیکو کہ جبرائیل بہر چرخ چلتی ہیں مصیبت میں جلتا کاشل سر چڑا ناغیر کا ہی پی مٹی کی دلیل لاکھ دیارت بہر کمانہ آتش مزاج بی سبب ہو کمانہ میں نو کو سوز عشق نے ویکہ کر سہیڑ کیون مڑی تصدیر لے شور بیتابی میں ہی پائیں مٹی ہی دیا دن کو محروم نظارہ رات بہر نو کو گداز گر ہی ہی تیر حسین رون افروں کا فروغ اوسکی بزم خاص میں ہی ہی شہب جلوہ</p>	
۱۳۳	<p>گرم فقری سنگی وہ کستی ہیں اسی سلیم آج آگی تیری کیا زباں شعلہ کیا تقریر شمع</p>	۱۳۴
<p>خفتہ بخت کی اثر سی ہو گیا ہی باری شمع تہ تر ہی پیدا ہو قد شعلہ میں جای شمع رنگ لائی بعد دن گلہ شانیہ ہی شمع</p>	<p>کس طرح وقت سحر بالیسی اوٹھ گیا ہی شمع بہر چرخ بکھی اگر میری سی خانہ کی شکل بلبلو کا جای پروانہ ہی تربت پر ہجوم</p>	

<p>دای محرومی رہو نہیں کھینچا ہر بعد مرگ رات بہر کا یہ مان ہی دیکھنا وقت سحر کم ہو کیونکر تیرہ بختی ہیکسون کے بعد مرگ اسقدر پارح باہی کہتی ہیں ہری حضو حیف ہی تم غم زدوں کے سوگ میں ہستی پڑ غیر ہی فانوس میں جبتک ہر زنجیر حجاب اس قدر رمی سو زخم اسیدہ ازلطف ہون گورہی شونی پڑی بروشتی بالینج اودس ہونہ دیوانہ جوشک و جوش میں آ کر ہر پون سامنی ہو سکی رخ روشن کی شکل بھی غم</p>	<p>لاش پروانہ حریر شعلہ میں کفنای شمع خاک میں بلجای گا حشر میں بالائی شمع کیا پڑھی ہی کسی کوئی الحمد پر لای شمع دہر فانیوس میں نہ کو چہا کر آئی شمع اور جب آئی لحد پر اشک چکا جای شمع اور ہی سوز دلچ وانہ کو ہر کای شمع آج اگر شام تک مجھ کو نہ زندہ پای شمع دیکھی تیری طرح کبتک بہت سہی شمع آگی آگی غول صحرائی جنوں کمالی شمع لاکھ شب بہر شعلہ دھسا کر چپکای شمع</p>
---	---

ایک دن سلیم پرانی سی پوچھا چاہی	کس موقع پر تجھی ہے اسقدر ہودای شمع	۱۳۴
۱		

روایت عین معجمہ	
<p>دو رسانی میں ملی مجھ زند کا کیونکر دماغ اب تو کیا گرسائی دوران فی شملی حشر میں ایک کی سنتا نہیں دہشت و حشر میں سامنی مقتل میں جو آیا گلی سی تل گیا موتوں گلی ہی وہ لعل میں حاصل میں آؤ آؤ زریب بھی سکی ہوتا ہی خفا</p>	<p>بیشتر سہرست میں ہتا ہوں اکثر تر دماغ دیکھنا مجھ زند کا و اعظا لکب شرو دماغ خاک کی پتلی کا ہی عرش محل پر دماغ ایک سی رکنا نہیں قائل ترا خنجر دماغ ہمسے کیا کرتی ہی ای باوصبا بکرو دماغ اسقدر پامال غم سی ہی بخت و سر دماغ</p>

<p>کوش گل سنی نہیں فریاد بی تاثیر سے پوچھتے ہو کیا سر شوریدہ شو کا حال</p>	<p>کیون پریشان کرتی ہی ہی بل مضطربانہ کہا تائی کہ تائی سنگ طفلانہ ہی کیا تہ و مانہ</p>
<p>۱۲۴</p>	<p>خاک ای تسلیم ہوت درخنور و ہرین سب امیر اس وقت کی گوز شتر ہین خج و ناع</p>
<p>جلتی ہیں بی بی لکھن داغ کی شب چراغ اصل کا ممکن نہیں ہی کام نکلی نقل سے دیر ہو یا کعبہ اسکو دل جلانی ہی غرض اُف غلطی صحت بہر نکلت علی کا تر کنا کیا تیرہ پختی جیتنا سے خاک ہو فن کو فروغ</p>	<p>ہوں تو میں مفلس مگر روشن ہی کمر میں چراغ کیا زباں شعلہ سی کچھ کہہ سکی مطلب چراغ صورت داغ دل عاشق ہی نہ بہت چراغ ڈر گیا میری سیہ خانی میں یا جب چراغ سامنی کالی کی حل سکتا ہی کسب چراغ</p>
<p>۱۲۵</p>	<p>لکھن و ظلمت کدہ کیونکر نہ ای تسلیم ہو سیکڑوں گھر میں نہیں اتو کو جلتا اب چراغ</p>
<p>میں جلا کر کیا کرون چمکے شگب میں چراغ داغ دل روشن کہی روشن کہی داغ جگر آہ کی جھونکی مٹا دین کی فروغ زندگی زندگی تک جلوہ ان دل ہی ہرین رات کو مٹا تان کو مہر کیا اندھیر سے عشوق ہی اک جو پیکری جو برائی مراد صاف باطن غیری سی ضیا کرتی نہیں روٹی آتشناک پرست بکو جو کیسوا گئے</p>	<p>ہر شہر آہ غم دیدہ ترین چراغ اک نیا ہر روز جلتا ہی ہی گھر میں چراغ غیر ممکن ہے کہ شہری باوجود صبر میں چراغ پہنڈیکہا ہنسنے جلتے قصر قصر میں چراغ رات دن جلتا ہی قصر قصر میں چراغ عمر ہر روشن کروں خضر کوثر میں چراغ کوئی شب جلتا نہیں آئینی کی گھر میں چراغ جل و تھا ہر جگہ زلف عنبر میں چراغ</p>

چل ٹھٹ کو ہند سی تسلیم و شن کر دلم
دراغ دل سی روضہ پر نور حیدر کین چراغ

۱۳۶

روایت فا

۱۳۷

کلفشان سینی میں ہیں دراغ کھن و نون
وصل کی شبیہ مہمی یا نہ لکب راز دل
کان تکائی مکی مری فریاد کیونکر جاسکے
آرزو مند شہادت دل ہی ہی مثل جگر
بعد مریح سر کھلا ہی پاؤں میں نکلی ہوئی
میری ادنیٰ دیکھی کیا فیصلہ ہوتا ہی آج
وصل کیسا بھر شکم کہج دیا کرتا ہی کچھ
تہلکے سی مسجد و تخانہ ہی خالی نہیں
مرکی ہی ہڈ کا ہوا ہی شعلہ دراغ جگر
پتھر کا پتھر پتھر لب پر ہے اولیٰ و گرام
کیا تعجب پر تو رخسار آتش رنگ سی
پہوٹ نکلا رنگ جسم نازنین بوشاک سی
اک نظر رہتی ہی گل پر اک نظر صیا پر

ہم وہ بلبل ہیں کبھی بہن چوچن نون
اک حیا باہم ہی قفل بہن و نون طرف
روز و شب حامل ہی لبت شکن و نون
وہ بیان کہنا قائل لوک فخر و نون
کم ہوا تقدیر سی طویل کفر و نون
گفتگو کرتے ہیں اہل انجمن و نون
قاصد فسون پان شیریں سخن و نون
لوہتی ہیں آتشخ و برہمن و نون
جل ہی ہی گور پر شمع لگن و نون
ایک سرعشوں ہی آتش فخر و نون
کان کل موتی ہی اعلیٰ مین و نون
ایک کرستا ہی عالم پیر و نون
دیکھتی ہی عند لب نعرہ زن و نون

۱۳۸

سنگی ای تسلیم کوہ و دشت میں تیرا پتا
خاک اور آتی پرتی میں اہل وطن و نون

۱۳۹

کیا کون دیکھی ہیں نہ عصیان کی طرف
آج ہی میری نظر آج کی احسان کی طرف

<p> سبکی سبب بشت ہنوز دیکھ کے جانان کی طریت آج ای بلیاں یکس تنہا تیری جان کی خیر دیکھتا ہی کسی اوٹہ اوٹھکی غبارِ جدی مر گیا آج گرفتارِ مصیبت کوئی شبِ حدتہ نہ کر آج تو ضد منی میں صدقی ای دستِ جنون تیری کہ اتنا دوا بیکسی کیا کرتی تیر کہ میں سنا ہوں گر وہ کلفتِ سلامت جو نہ ہیں فلین پوچھو اپنی رخِ شفا تو کیا سحر کیا کفرِ تھیر میں لکھا ہی کروں کیا وعظ اور کیا بی اثری ہو سکے زیادہ رسوا ہاں ہی شرمِ سیری کہ قفس میں بلبل </p>	<p> کوئی تو بولو مری شوقِ پشیمان کی طریت آنکھ صیاد کی پڑتی ہی گلستانِ کی طریت کون ہی گرم سفر کو بغیر بیان کی طریت دیر سی شور ہی برپا و زندان کی طریت دیکھ میر حم مری حسرتِ ارمان کی طریت ہنس دیکھ کی وہ چاک گریبان کی طریت موت ہی آج مری شبنم کی طریت آنکھ اوٹھا کر کہی کیوں بیابان کی طریت دیکھتی کیا ہو مری ندہ حیران کی طریت دل کچا جاتا ہی و شمعِ ملن کی طریت زخمِ منہ سے ہیں مری کیکی مان کی طریت رونی منہ یہیر کی اکدن گلستان کی طریت </p>
---	---

کسکو سو دے دریا سی اوٹھ کر تسلیم
جائی آدم کی طرح روضہِ خدوان کی طریت

رویتِ قاف

<p> ہوں ہو دیوانہ جو بہا کوں ٹگر گردن کی طوق دیکھ کی کیا رنگ لاتی ہیں تری گردن کی طوق شکست ہی کیونکر نہ ہیں کاٹوں گلا اپنا کہ تو بل توابِ حسن ہاں نہنگیا ہمتِ تاب کا </p>	<p> حلقہ بیروج ہو الٹی گلی سی ہنگی طوق بیریاں کس کسکو پہناتی ہیں پچھن کی طوق پہنو میری سلہنی تم نامہ سی دشمن کی طوق جسکے آ یا تو رب سبکی رخِ روشن کی طوق </p>
--	--

ہوں وہ دیوانہ دم طفلی جنون کی چوہیں
 ضحک سے سر ہی بال و شوق رنہ در تون
 تہا وہ مجنون قلین یا کو کہن بھر شگون
 دیکھتا ہوں جہت بنا میں گلی کا بار ہے
 دانی قسمت ہم میں محروم روز عید ہی
 پاں کو پہنوز یور رسم ماتم ہو چسکی
 سیکڑوں مجنون ہوئی کالی ہزاروں گلے
 ہوں مشتاق اسیری و بنی جاؤں اگر
 زلف کی حلقی نہیں دشمن فروغ حسن سے
 ہوں اسیر عشق ترک جنگجو میں خاکسار
 گریہی گلہش ہی قہقہہ اکن او تر کہ بچون
 گزرتا اسی مہر و شہر اسیر عشق ماہ
 گریہی بیباکی دست جنون ہی تو ضرور
 قید ہی ہو کر وہی عاشق کیسویں بل
 سامنی شمشاد کی کالی گلے کو رشک سے
 گریہی ہی قوت دیوانگی تو ایک دن
 قمریوں کی طرح پایہ فہر فاہرین کی ہی

بچ کر طوق طلا پہنا کیا آہن کی تون
 پہنی ہیں پہنی گئی من میں سم سنو کی طوق
 سب نے پہنی جو کم کر پتھری من کی طوق
 لوٹا ہی کیا مری ہر قسم کی جوہن کی طوق
 اور یوں لپی گلی ہی شوق زنجیر کی طوق
 کیوں بر مار کا ہی بنگ کیون بچ کے طوق
 ہو گیا آفت پس لینا اس شہن کی طوق
 اسی میری سامنی گروا بے یابن کی طوق
 کچھ طلائی ہیں گلی میں ان ہی ہر کی طوق
 اسی فلکات بھی نقش سہم تو سن کی طوق
 پاؤں نکلتے تری صورت آئین کی گونگی طوق
 را تو نکو پہنا کیا کیوں بشیر خرمن کی طوق
 ایک دن آئینگی رونی حال تو سن کی طوق
 کیا پہنتا ہے جنون کی چوہیں تن کی طوق
 دیکھ لی قمری اگر او سن غم کی طوق
 دیکھ لینا مگر وہی مگر ہی شوق کی طوق
 ساتھ لیجا میں گئی دیوانگی تری شوق کی طوق

سچ ہی اسی تسلیم ارشاد نصیر دہلوی
 فہم میں آتی ہیں اسی کب کسی کو سن گیت

<p>توبه تو به کرنه لی بهولی سی غافل نام عشق خطه بی سبز خال اندر لفت بهرام عشق شمع کی پروانه بین بکستی بهار شام عشق صبح حسن دی روشن شام تر فام عشق اسطی سب ساقی بنوش کنی جام عشق کستی بهی کچنه زلف بریم کاندین عشق کچله بهی باقی بهی شاید گردش ایام عشق های کدیتا بهی کیا آکر خیال خام عشق ورنه کدین کام سی کدین کام بهی کام عشق</p>	<p>قمر بهی آغاز الفت مرکب بهی انجام عشق بیل بل گلگون سی بل کی زادی محال مرکی بهی دشمن بهی بیخاک لکمون لکی داغ چاهتا هون عیش و غم کپو اسطی لیل و نهار کب سی بهی بهی میدوار جوش کیت بخودی حسن چنان بهی خطاط آینه کل بی طرف خاک سی اپنی نهید ج شتی بکولی بی سبب اب بهی خوشی تا بهی بل سن کنی بهی بیصال کچله دشمن زات سی شتی بل بهی چپا</p>
---	---

<p>آتش کده به صحبت یاکب ان تک آغوش مین لی چادر مهتاب کبان تک دیکهون ستم دید و به خواب کبان تک چکر مین بهون جو ریت آب کبان تک بهلائی بهلا صحبت اجاب کبان تک روکی نگه عاشق بیتاب کبان تک مژ یون صفت بهی بی کبان تک مژ پانی گا او خجری بی آب کبان تک وایستی عالم اسباب کبان تک</p>	<p>ریت پیش غم دل بیتاب کمان تک اشکون ک شب بهر مین آخر کوئی حد بهی ای مرگ بهر آکسین آکسین بهی بهی بهی حسرت بهی که طوفان مری سرتی کدر جا انصاف کو محبتی است اک ازل کو کیونکر بهی دل کی طرح بهی تری چلن فرقت مین بهی او و دریا بهی تننا کبت بهی کشاکش مین اجل کی مریخن کیا بهی بهی بهی بهی بهی بهی بهی</p>
---	---

سجدین سے نہیں زخم کھینچ شک
خزان ہی دور تو ناحق ابھی سے
یہی گریہ ہی تو محشر کی دن سے
گر ایک کوئی اشک گرم پیل
گہری بہر بیٹھ کر قسمت کو دیکھ
مری قسمت میں ٹپکی کیا لگی آگ
وہلا جو من بہارِ حسن چل دی
یہ روتی گہری نکلے ہم کہ اب تک
قدیم ستارے روزِ اگر کھسکے
دم پری ہری ہین ڈاغ دل کے
یہی ہی گریہ سار نو جو اسے
لگی دل کی کہیں کیا خاک تسلیم

رہیں کیونکر شہید وں کی کفن خشک
نہوای عن لبب نذر زخ خشک
نہو کی استین پیر ہین خشک
کہ فصل گل میں ہی دی چرخ خشک
زمین تہوڑی سی ہی چرخ کمر خشک
ہوا آئینہ کیون آئی برہمن خشک
خبر لو ہو چلا سب دفن خشک
نہیں خاک گذر گا و وطن خشک
خداوند اہو دست برہمن خشک
خزان میں ہی نہیں ہیرا چمن خشک
نہو گا محشر تک سب زتن خشک
ہوئی جاتی ملے وقت سخن خشک

روایت کا وفارسی

سو زخم سی اس قدر بڑی سہرا تین میں آگ
اولیٰ ہی کشفِ رونی آج خلوت میں نقاب
اُفت ہی ہر جمی جلو نیلِ رتم موسیٰ کی ستار
سوختہ قسمت ہوں گر زخم دل ہوا زو
شعلہ اٹھتی ہین نگاہوں سی دم پیرا
شعلہ کوئی ادا خالی شرارت سی نہیں

پہاڑ کر پیدھا گریہ بان لاک ٹی میں آگ
پیر تو خسار سی روشن ہی روزن میں آگ
سیر کیو یوں لگا کر وادیِ ایمن میں آگ
نوں کی گرمی لگاتی ششہ سنون میں آگ
بنگیا حسن ششہ عارضِ روشن میں آگ
حسن گرمی نی ہری تہی جمی بن میں آگ

ہو چکی ابشتیان بلبل مضطر کی خیر گو سی شعلہ کہی مٹھا کہی اوٹھا و ہوا پاس و سوازی کی نرم کر نہ جہان کو ناز سے	لاٹھ و گل سی لگی ہی طبر و گلشن میں آگ لاش تھی مجھ سوختہ شمشیر کے یادوں میں آگ آگ کی کوئی تشناک سی چلین میں آگ
۱۵۳	میں جلاؤں کس لپی شمشیر کٹت ہوئی جار ہا کینہ مرانکر دل دشمن میں آگ
اہل نر کو ہو مبارک شمع تربت بعد مرگ ہو چکا اچھا مریض عشق کی تسکین کو حشر کا دہر کا نہ جدی منہ کا لپین خیال کہہ نہی تکت ہی نہ آئی و کہی تابوت کو پیر ہون کس طرح کوئی کفن بھی چاک چاک ایک پہرہ ہی چھائی پہرہ ہر حال میں پہرہ ہی جھکا دنگا یا آگ شور حشر نے چوڑ میت کو اجا غسل دی کر چلیں ہنستے روتے کٹ گئی عمر و روزہ شکر ہے ظلمت قد ہی اپنی جان کو آفت ہوئی اس لہی ہر دم تدفن مری نگہیں میں بند ناچتی ہیں اہل غفلت قبر پر کسی لیے	ہم جلا لیں گی چراغ و آغ حشر بعد مرگ قبر میں دینا مبارکبا صحت بعد مرگ سو ہی ہیں چین سی کیا اہل بیت بعد مرگ منہ چپا کر ہم چلی جنگی بد دولت بعد مرگ رکنی والی ہیں کہیں دیرست و حشر بعد مرگ بھیتی جی کوہ الم تھا سنگت بت بعد مرگ سبھے تھی جدی ہی لاج جائی گی و حشر بعد مرگ کیون جتنا اہی محبت بیروت بعد مرگ دیکھنی کیا رنگا تی ہی قیامت بعد مرگ یا آجاتی ہی اہلو شام فرقت بعد مرگ پہرہ دیکھو حشر تک جینی کی صلت بعد مرگ کیا رہا ہر خاک زیر خاک تربت بعد مرگ
زندگی بہر ہم ہی ہر حال میں جنگی شریک چو نہیں سکتی وہی شمشیر میت بعد مرگ	

رویف لام

۲۱

اک کف سیلاب کی خون کسوان آجکل
 خون و لا تا ہی ہر اکدم خم خندان آجکل
 ویکسی کسکو کرتی قسمت پشیمان آجکل
 آبلجی ل کی مری ہیں اور مہمان آجکل
 کم نہیں قتل سی بی تیری گلستان آجکل
 اور ہی جو بن پہی میسر بیا بان آجکل
 ہو رہا ہی باتہ پیوند گر سب ان آجکل
 دولت گریسی ہی لبریز دامن آجکل
 چوم لیتا ہوں لڑن خم خندان آجکل
 بولتی ہیں خانہ زندان کی کڑیاں آجکل
 پڑ رہی ہیں سہیہ عاشق پیچہ پان آجکل
 خوب رسوا کر رہا ہی داغ پنهان آجکل
 کوڑیوں کی محل بھی خن شہیدان آجکل
 دیکھتا ہوں صبح کو خواب پریشان آجکل
 باد صحر سے یہاں کہلتی ہیں گلیاں آجکل
 کیا کروں گی لیکھی میں دوسرے صوان آجکل
 اوج پر ہی طالع کو غریبان آجکل
 ہو رہی ہے خوشن مہی رود خشان آجکل

اوج پر ہی چشم تر کا جوش طوفان آجکل
 رنج و راحت کے دور انکی رہتی ہی پیش نظر
 عیش کا طالب ہی لہم میں ہوا خواہ بلا
 گری ہی خار خار حسرت غم کا ہجوم
 جا بجا ہیں غم کی چیمٹیں گل مغنچہ مجھے
 گل کھلائی آبلہ پانی کی کیا کیا ای جنون
 ناتوانی ہقدر جوش جنون میں بڑھ گئی
 روز ناہون یاد و ندان میں گرجا ہی سر شک
 ہنسنے میں پاتا ہوں نہیں جسم لبت تل کا رنگ
 اس قدر ہی بار خاشوشی اسیر عشق کے
 فرقت اب کر میں قسمرہ افشانی میں
 بات کی میڑج ان بیتا ہی دسم و عشق
 مرقی ہون سکی کٹاری پر ہزاروں ہی جل
 یاد آتی ہیں دم پیری وہ اگلی صحبتیں
 اس دل فسرہ کو رکھتی ہی بربادی نہال
 خود سراپا کثرت داغ جنون ہی طغ ہوں
 شمع کی آہ کی جلوہ بروں کا برسات میں
 کیونچو تھی فلکات آچکا ہی جان داغ

کون پوچھی ہی سنا تجھ کو جفا کی مشین ہی آسمان کوئی نکوئی سر پہ لائے گا بلا	پاؤں میں ملتا ہی وہ خون شہیدانِ آج کل ویکتا ہو غمِ اب میں نے لہٹ پریشان آج کل
۱۵۶	ہو چکی اجباب کی خاطر عینِ فکِ سخن اہل فن کا کون ہی تسلیمِ سپانِ آج کل
یہ وہ ہیں مہندی لگانی کی قابل بنایا ہے نقشِ قدمِ ضعفِ دل سے تری لہٹِ عادت کو پاتی ہیں کافر بلا کر بٹھاتے ہو کیا پاس اپنے کہیں سجدہ کیا خاک یہ سر ہمارا چرخِ گلستا میں یا شمعِ کعبہ قفس میں ہیں اکسے تصویرِ گویا میں کیونکر نہوں زنجیرِ حسرت کی صدقہ یہ طفلے یہ پردہ کوئے وجہ ہو گے سجد میں سو قبلہ کیا خاکِ کہیں بناتا فلک کا شرعِ پیانہ سے قفس کی محبت کا یار بے برا ہو سرِ قبر و گرز کے چادر تو ہوتے جو عذرِ حیا تھا تو کیا چپکے شب کو سجد میں ہلاتی ہیں کیوں شانہ اجباب	۱۵۷ میری جان جواب تک لانی کی قابل نہیں ہم کہیں آئی جا سنے کے قابل بنانے کے قابلِ مٹانی کے قابل کہ اب ہم نہیں نازا و ٹھانی کے قابل نہیں ہی تری استانی کے قابل بہر حال ہم ہیں جلانی کے قابل کہ ہرگز نہیں آئے انی کے قابل کہ اب تک چھاتی لگانی کے قابل بظاہر نہیں منہ چپانی کے قابل کہ ہم خود نہیں منہ و کمانی کے قابل کہ ہوتے تری منہ لگانی کے قابل نہ کہہا ہمیں آں شیانے کے قابل نتی کہ فلک شامیانی کے قابل نتی خواب میں ہی تم آئی کے قابل نہیں ابھی سوئی جھگانی کے قابل

<p>پسین و غطومی نہ برسات مین ہی اگر خاک ہی ہیں تو ہیں خاک سرمہ</p>	<p>تم آئی بڑی اک زمانے کے قابل ابھی ہیں نظر میں بہانی کی قابل</p>
<p>۱۵۴</p>	<p>مقرر کی یہ بات ہی ورنہ تسلیم ابھی تم نہ تھے دل لگانے کے قابل</p>
<p>مرکوبی خار خارِ اہم ہوں برای گل رکتی ہیں سر بلند جہاں عاریت سے عار زنگین ادا کی عشق میں آزاد گے محال بیگانہ چمن سمجھنا تھساری طرح غش گل کی سائے صیاد ہی اسی گلچین چمن کا نام تیرے قبضے</p>	<p>کانٹھی کا ڈھیر ہی ہر تربت بجای گل پہنی نہ خاری کہی لیکر قبای گل بلبل کو لائی کینج قفس میں ہی گل ہم سہمی ہر صغیر کہی آشنا ی گل بلبل کو ایسی چمن میں ہی گل بلبل تر پٹو ٹھی نہ کہیں کہی ہای گل</p>
<p>۱۵۵</p>	<p>تشلیہ اپنی دولت فن اپنے واسطے اسی ہی کہ صطرح سی زر گل برای گل</p>
<p>سکلی بچو ذاتی ہیں ہر عبادت آجکل کیا کہیں ہم حال لائی فاپاتی نہیں دیکھا کہ حباب حیران ہیں شکل آئینہ غیر کی کہنی سی ابتوبات ہی منتی نہیں خاکسار نشی شکل شیشہ ساعت عبث شکر کرنا ہوں محض شکوی کی مغل چرخ ہم ہیں اپنی حال میں تشلیہ کہی شاعر</p>	<p>ہوش میں لائی ہی دیکو میری غفلت آجکل وہ نگاہ ہر بانی وہ عفت ایت آجکل آپ کی صورت ہی ہی صوری رت آجکل ایسی برکت ہو جیسی ہر قسم آجکل ولمیں کہتی ہو ہر سجان تم کو درت آجکل غیر ہی کہانی کو سمجھتا ہوں میں نعمت آجکل جہنم لکنا پشان ہی بلعیت آجکل</p>

رویت میهم

۱۱۲

۱۱۳

کیا منہ دکھائی حشرین تیری ستم کو ہم
 بیٹھی ہوئی سٹائی ہیں نقش قدم کو ہم
 کعبہ کہیں گی قبلہ نہ بیت نصنہ کو ہم
 پاتی ہیں دماغ و دل غم ہمیشہ درم کو ہم
 بیٹھی ہیں ویرسی لپی کا غم کو ہم
 روتی ہیں ویکہ ویکہ کی نقش قدم کو ہم
 سب کچھ سمجھتی ہیں تی جھوٹی ستم کو ہم
 ورنہ لگائیں آگ نہ باغ ارم کو ہم
 کیوں سختی نہ سمجھنی سراغ عدم کو ہم
 دھوئی ہیں بیٹی لوح جبین کہ تم کو ہم
 خط لکھ کی کاٹتی ہیں بیان قلم کو ہم
 دم دی رہی ہیں یاد کی تیغ و دم کو ہم
 خالی شکاف ہی نہیں پاتی قلم کو ہم

دیتی اگر دل میں جگہ درد و غم کو ہم
 وہ آئی ہی تو غیر سی دل بد گمان ہوا
 ایمان چوڑین گی کہی زاہد کی واسطی
 سینہ خون کو ہی نہیں جگر فلک جی زین
 فرصت وای ہجوم تنہا کہ خط کہیں
 آہای یاد ہجر میں کساخ رام ناز
 ہر ہن کچھ نہیں بلکہ اسپر بیو فا
 جنت ہی تیری وعدہ دیدار سی عزیز
 اب کیا گلہ کہ مرنی کی فرصت نہیں
 کہتی ہیں ترسدا عرق انفعال سے
 ڈر ہی کہ راز عشق کہیں داستان نہو
 اب تک وہاں زخم سی کہہ کہی مر حبا
 مئی زخم دل محال ہیں معنی طرزیان

تسلیم کر سنبھلے بہری فلک

محشر تلک کہیں ستم بندم کو ہم

۱۱۴

۱۱۵

روز تہوڑی آگ پیدا کرتی ہیں پانی ہی ہم
 کیا دکھائی منہ کیسی کو شرم عیانی ہی ہم
 ہم سی ناوم ہی گرا بخانی گرا بخانی ہی ہم

شعلہ زب ہی ہیں گم اشکو کی طغیانی ہی ہم
 بوی گل تھی چپکے نکلی گلشن فانی ہی ہم
 آپ سی کا اگلا تو ہی نہ نکلا شوق مرگ

<p> پشت میں بھی شکست ہر دم ہی باقی ہی دیکھ کر عالم ہمارا دیکھتے ہیں آپ کو بعد میں مل گیا سارا تکلف خاک میں کچھ کیا جمعیت خاطر بھستے ملے پوچھتی ہیں پس اوپر نہ کرنا کی صلاح کیا کہیں کیون چاہتی ہیں بڑھنا و شرف مر کی بھی آوار کی حاصل ہی مثل غبار ہتھکڑی زینچ و ترنی سٹ پستی وقت ک دیکھ کر یاد آتی ہیں اگلی جنائیں گو یہ میں شب کے شہباز ہی ہی وقت سحر سوئی ہم شعلہ و کال لطف ہی ہی یاد دہانی نہیں حشر میں لوگ کتنے کی پردہ پوشی کی لہری </p>	<p> مدتوں ادب کا یہی اپنی پریشانی ہی ہم آئینہ گویا بنی ہیں اپنی حیرانی ہی ہم چھٹ گئی قید بد اس رنگ عیانی ہی ہم ہو رہی ہر دم ہوئی مل کر پریشانی ہی ہم دوست سمجھی ہیں عجب و کو اپنی نادانی ہی ہم کچھ تو ہوئی ہیں پیشانی خانہ ویرانی ہی ہم ایک جا شہر ہی مدون بھی پریشانی ہی ہم رہ چلی دو چار دن دنیا میں نہ لانی ہی ہم بیوفا و گدزی تیری فاتحہ خوانی ہی ہم اوڑ گئی مانند شبنم گلشن فانی ہی ہم جل رہی ہیں شمع تربت کی گواہی ہی ہم مانگ لیں گی کچھ تمہاری کد مانا ہی ہم </p>
<p> لازم و ملزوم ہیں یہ ہم باہم شعرو فکر معبر ہر سے سخن دانی سخت دانی سے ہم </p>	<p> ۱۶۱ ۲۰ </p>
<p> زمین گم کردہ ہیں آتش فشاں آسمان ہیں ہم عجیب سے ٹوٹنا کیوں ہر گز قیامت کی بات بڑی ہیں تیری کوچی ہیں ٹھاسکتا نہیں کون نچوڑ و مثل نی ہر دم یہ نغمہ تر میں نشان بی نشان ہیں ہجوم کا پیش قدم </p>	<p> جہان کا نام ہی کوئی نہیں لیکن جہان ہیں ہم نہ میخوار و نہ تو ہیں بھان بھان ہیں ہم سب کو کہہ رہی مثل نقش پا کیا کیا گارت ہیں ہم کہ دل ہی وہ ہیں لہر یزید فر باد و فغان ہیں ہم بتائیں کیا تجھی مرگ کیسی ہیں جہان ہیں ہم </p>

۵	<p>ہم چون دیکھتا سنتا ہی تھی سلیم روپا جہان میں آپ کو بلا اپنی غم کی ہستان میں ہم</p>	۱۹۲
<p>رکھتی ہیں سر پہ تیغ سد اکھستان ہی ہم بیغم ہیں تھمتے قفس و شیان ہی ہم مانند گرد باد جلی اس جہان ہی ہم گویا قفس میں تھی جو اوڑھی شیان ہی ہم</p>	<p>ہر شب میں بچاں ستر آسمان ہی ہم باغ جہان میں طائر رنگ پریدہ ہیں جز مشیت خاک نہ ہاتا آئی بعد مرگ پر واز اولین میں اسیر تھی فی نصیب</p>	
	<p>تسلیم کچ گور نہ کیونکہ سندر یہو نعم البدل یہ رکھتی ہیں ہم ان ہی ہم</p>	
۲۱	رویت نون	۱۹۳
<p>نہیں کہتی ہر کا نون نہ ہی نہ کہتی ہیں کہ پھر میری تھی بکے سپندم سا چنگی ہیں اکاٹھی تھی جوئی حشر زدہ غر کوکتی ہیں بڑا شعلہ مای شمع محفل سر شکستی ہیں ابھی تھی بلی خار ان غربت کو کہکتی ہیں کہ بتا کن کی تھوڑی غار سی دھم چکتی ہیں مزاج حضرت نوح میں آتا ہی کہتی ہیں نہ پڑتی ہیں کہی چانی اپنی پادشہی ہیں کہ چلتی پھرتی اپنی گھوڑی میں جہان کی ہیں شمر خوشید کی گرمی شیاخ ترین کتی ہیں</p>		<p>نہیں معلوم کیا کدڑی گل و بلبل کہکتی ہیں یہ ہائیک کی ہی عنایت پر ہم کہکتی ہیں بنی ہیں چشم فلسفہ کی میں تھل ساقی ہی ہوا کی صولج ناں میں پوچھو ماجرا اپنا زمانہ آدھ فصل جنون کا خاک پائین کے بیابان آبلہ پانی کی آسان خاک ہولی کا جواب پند بجا دون باغ اتنا کہاں کو بشکل ہر میں ہر گرم راہ سنہ لافست نہیں معلوم کسکی خاک میں نون دلیں ہوا کی شوق کال ہی تو سوز حسن پیدا کر</p>

<p>اوشیں ہو لیں نہیں بیا کیا انست جملن دل کی بڑا پتی ہر کین کر حضرت ناصح بشکرت سخت سو جائیں آئی یادوں ہی میر ہو خواہ فنا ہر کل خوشی کا شکوہ کیا نہ کی عاشق عشوق باغ دہرین کیلک دغم شش کیا فریب جسم صیاد و نکو سو جاہی چمن میں تیر گن رہن مگر اہتک وحشت ہے چری کی وقت گ گ میں خیال گل بھی نہا کمان امید آزادی فقط زیر قفس گل زناکت ہر قدم پرانے گلکشیک گلشن ہے</p>	<p>کہ میری خاک پرانی ہوئی اہتک چمکتی ہیں میان چپکے کیا اک پر روغن چمکتی ہیں کہ جب ہلتی ہی خیر جنوں بان چمکتی ہیں کہ اپنی آنکھ میں ہم خود جالب سا کہکتی ہیں گلو نکو چاک میں دیکھ کر بل چمکتی ہیں رخ گل ہو کی پانی وی بل چمکتی ہیں کہ مثل رخ نوا آواز دسالی ہی ہرکتی ہیں کہ مثل عطری خون بل کی چمکتی ہیں یہ کنا عمر بہ لکھا ہفتی ستین چمکتی ہیں صبا سنی ہر گنگ معجوبی گل چمکتی ہیں</p>
---	--

۱۶۳	<p>دہم پری نہیں سلیقہ اپنی غور خواہے بنی ہین بچیا بلبل خزان میں بھی چمکتی ہیں</p>	۱۶۴
-----	---	-----

<p>مر کی ہی اسباب نیاسی مفر ہوتی نہیں تو ہی بتلا کیا کروں میں گمانی کا علاج ہم ہی ہیں امید ازلت زخم جگر کیا کہیں ہم اضطراب عشق ہی کیا جا ہی سامنی نو سفت بھی سجان بخاؤ بی نقاب رحم چکوی نہیں آتا ہی میری حال پر اسن اکٹ کے میں جدتی مرنی ہی تہی نہیں</p>	<p>بنی کفن زیر سجد لاشیں شہ ہوتی نہیں مجھ کو تو اب تک تسلی نامہ بر ہوتی نہیں مہربانی کچھ دھرتی نظر ہوتی نہیں دو کٹری بھی ایک صحت پر ہوتی نہیں میں ناخون کا کہ تاثیر ظہر ہوتی نہیں ایک ن ہی ہتھیلی تو او دھرتی نہیں پر تہی ہی تلوار لیکن کار گر ہوتی نہیں</p>
--	--

<p>خاک ہی ہو کر خیالِ لعل بہ ہم ہی رہی کب لعلِ مضطر تیرے فرخ نہیں مجھ فرخوش جوں کوسیا عشق میں پر نشین کے ایک دم صدیقی اپنی ویرود کی شکی فرماتی ہیں کس طرح کوئی گی سیر مہر عالمیت کو نالی کرتا ہوں نہیں یار لیکن دایِ سخت</p>	<p>کیا مہم عشق ہی مگر کہی سہوتی نہیں کس گہری اپنی محذیر دیر ہوتی نہیں بات کرنی ہی میسر عمر بہ ہوتی نہیں ایک ہی فریاد اسکی بی اثر ہوتی نہیں جبکہ وہ آتی ہیں تو شمع سحر ہوتی نہیں غیری سنتا ہوں انکو کچھ خبر ہوتی نہیں</p>
---	---

۱۶۵	<p>شعر کی سی بات ہی کرنی سہی بہت جاتا ہوں جس جگہ تسلیم تو قیصر بہر ہوتی نہیں</p>	خط
-----	---	----

<p>منتِ حجاب کی تکلیف نہیں مگر ہمیں بن گئی گہوارۂ راحت زمینِ قتل گاہ بیخودی ہیں ہوشِ ناتی کی خلش اپنی نہیں نالہ دل ہیں و جگر پھر کس لیے تیری صدیقی سخت جاو کینا غفلت نہو چاک سیدہ خستہ تنِ عقیاب لالِ آفتہ روح آسمان فی خاک ہیں آخر ملا بائے کفن ہر ہنہ پائی ادا کرے تہمتِ شرط ہمیں اوڑھ لی جس مہر درخشان سی بلبلِ صبح کو</p>	<p>غسلِ میت ہی ہی ہی چہ چشم ہمیں آ رہی ہیں نیند کی جھونکی تر خنجر ہمیں اور کوئی جام بہر ساقے کو شہر ہمیں رکنتی ہی عمرِ دور و زہ آہِ بابہر ہمیں آزماتا ہی کسی برجم کا خنجر ہمیں خوش بہت ہوگی بھ آغوشِ ہمیں لیکر ہمیں جان ہی لیکر ندی و ہاتھ کی چادر ہمیں ساتھ پرتا ہی لپی ہر اکبر سر ہمیں مثلِ شبنم عادتِ پرواز ہی نی پر ہمیں</p>
---	--

۱۶۶	<p>کہی کا ہیش ہی تسلیم مگر کو کیا قبر سے سلوائی کا طعنہ تنِ الاغرا ہمیں</p>	خط
-----	--	----

<p>خندہ زن کچھ کچھ وقت میں شاہی ہون بلبل تصویر ہون ہر رنگ میں شاہی ہون میرا ہنسنا اگر یہ پروردہ کی کچھ کم نہیں نچکو ہی حیرت ہی کیا تاملتی تھی کیا بنا ای دل مضطرب و ٹھانڈا نہ کہ کتابت مضبوط جاگتا ہون ہر نفس میں تھی قہر میں ہوش وادار تھی ہر نفس کی نا قفس باغبان کیون پریشان کہتی ہی قہر میں اس غم میں شاہی ہون ہر اک نقش شیریں سی نہیں</p>	<p>آپ کو اپنی مرنی کی مبارکباد ہون ہر نفس میں نصیب دشمنان آتا ہون زخم خندان ہون بظاہر کہنی میں شاہی ہون کچھ تو بظاہر خود فراموشی جو بجا ہون ای تو میرا ہر عار خصمت فریاد ہون مدتوں ہی پس بان خائے صیاد ہون میں ہی تیری چمن میں مرغ نوا ہون ہوش بلبل ہون کوئی نکست بہاد ہون میں ستوں کا غنچہ خائے تیشہ میں فریاد ہون</p>
<p>۱۶۴</p>	<p>حشر ہوشیار ہون جی بھلی کیلے آرزوئی خاک ہو کر چن دن بہاد ہون</p>
<p>چلتی پرتی ہر گریخ سفر کہتی نہیں صورت تصویر ہر لوت ہر سہ پاک ہون بی خلش کیا نہیں ہر سودا خانہ کی صورت آئینہ حیرت خانہ عالم میں روز لیچلی ہر بات کہ اس قدر حسرت لوگ غافل ہر ہشیار ہر عالم میں شل حریف خط نامرادی ہیکسی کوئی نہیں پران حال دونوں آفت ہر جنا ہوا قباہی تنگ</p>	<p>گہری باہر ہم قدم مثل نظر کہتی نہیں حوصلہ جہین ہے ہم وہ جگر کہتی نہیں روز و شب کہتے نہیں شام و سحر کہتی نہیں دیکھ لیتی ہیں ہر تو کو کو نظر کہتی نہیں بوجہ کی ماری جازہ دشمن کہتی نہیں غیر کو دیتی ہیں خبریں خج و خبر کہتی نہیں آبرو اتنی ہی میری شکست کہتی نہیں ہم لگی لپٹی کہی امی فتنہ گر کہتی نہیں</p>

<p> حوصلہ کہتی نہیں ہم یا جگر کہتی نہیں عادت پرواز میری بال پر کہتی نہیں اتنی فرصت شمع و شل شرر کہتی نہیں اتنی سوزش کیا میری داغ جگر کہتی نہیں پارہا می سنگت بہت تکا کہتی نہیں ہم تری پروای او تیر نظر کہتی نہیں ہم دلیغ ناسہ و پیغا میر کہتی نہیں اشک خیم تیر شرکان کا اثر کہتی نہیں کب میں ای آسمان بالائی سر کہتی نہیں تابی کہ کرتا ہوں مطلق جو اثر کہتی نہیں آب ہر دلیغ یہ بے شک و تر کہتی نہیں دعا عطا ہم شوق میرا شہد کہتی نہیں اس طرح گچ چک کہ میں کہن زہر کہتی نہیں </p>	<p> اپنی ہوتی کس لیے اعدا پیش تیستاز طائر تصور ہوں صبا و بار و کونسا بندہ دید کی قابل ہی بزم و ہر لکین کیا کریں کیوں کروں پروا و نوح دل جلانی کی لئی کیا کہوں میں ان بتوں کی سر مہر کیا اثر بس ہے مر جانی کو یاد نوک شرکان بھڑک اتحاد عشق ہی بیتابی دل کو خبر وردستان از دل میں نیست ہم سی پاک کس گھر میں شہت جفائی خاک راہی نہیں کیا مہر بخشا ہی مجھ کو نام لادی کی کہ میں بحر ہستی میں درنگی ہکو چو کہتی نہیں کیا سنا تا ہی گنہگاروں پر جنت حرام گلشن عالم کی ہر دولت و خیل </p>
--	--

آکھتے کیوں ہی فکر تیر بربد

طرح کرنے والی جب کہی نہ کہتی نہیں

۵

۱۶۱

<p> شام ہی ہو کر غم طرب چاہ نہیں غیر عینا بخت خاں خسرا چاہ نہیں ہوس گن گنکی ہی آخر وہ برہم ہوئی کچھ ہل پٹھا ہوں محرومی پر پیوندوں </p>	<p> مثل و شور و محفل ہیچ و تاب چاہ نہیں یوں ملا نا خاک میں جس شایہ چاہ نہیں میں کہتا تھا کہ فی الحسب چاہ نہیں و کیا کہہ سنا مجھی جام شراب چاہ نہیں </p>
---	--

ایکدن سواکری گامست لکانا آدکا درد ہون ہر حال میں تباہ نہیں کائنات	اضطراب اتنا دل خانہ خراب چہ نہیں مجلو کیا ای آسمان گر انقلاب چہ نہیں
۱۶۹	رات کو دو دو پہر اور جای کی تسلیہ نہیں دیکھنا دوان عشق چہ نہیں خواب چہ نہیں
یون یحیانا شمع کو بریکسینا چہ نہیں خوشین مگانی ہر شمع کو ہر گام سفر عاشق تو کو گالیان بننا سمجھ کر پیربان ہو چکی شام جوانی صبح غفلت تا کجا پہول دن بہر یون حضور بلبل مضطر نہ تو	مرثون کا دل جلا نا آسمان چہ نہیں چہوڑ جانا تن کو ای عمر و ان چہ نہیں دلین کہنا یہ گمان ہی گمان چہ نہیں اس قدر ای پیخیر خواب گران چہ نہیں دل دکھانا ہر گھڑی ہی باغبان چہ نہیں
۱۷۰	روی کا تسلیہ کدن میں الیمان کو بھی دیکھ یہ نظارہ روی بتان چہ نہیں
حسن دل فروز کا وہ دوانہ ہون میکشتے ہی میری ہستی کی دلیل میں کسی گل کا نہ کوئی گل مرا جب تک میں ہوں ہی شہرت بھی بوسے کیونکہ لون دمان یار کے مر کی ہی چوٹی نہ ساقی کی قدم ہر جگہ قسمت جلاتی ہی مجھے چپکے چپکے چاہیے ماتم مرا	شمع و کوئے ہوین دوانہ ہون اک ادای لغزش ستانہ ہون اس چہ من میں سبزہ بیگانہ ہون آپ اپنے عمر کا افسانہ ہون موج می ہون نالیب پیانہ ہون آج تک خاک و خیرانہ ہون شمع محفل ہون کہ شمع خانہ ہون کشتہ خاموشیہ جانانہ ہون

<p>میرے اوسکی موج و دریا کا ہی ربط آتش نالے ہی مری تم کی طرح مجھے کیا روشن ہو برشمع کیا جلانے کا ہنم حشر میں خاک میں گرد و ن ملائی کس سج</p>	<p>ڈھونڈ ہتا پرتا ہوں کو ہنجانہ ہوں سب میں مہون رہے ہیں بیگانہ ہوں جس لوہ سوز پر پروانہ ہوں خود میں سوز دل سے آتشخانہ ہوں خبر میں متاب کا میں نہ ہوں</p>
۱۳	<p>کچھ نہوئے پر ہی ای تسلیم میں اس قدر کو نہیں میں ان فسانہ ہوں</p>
<p>نشیب و نسر از جہان کچھ نہیں یہ مانا کہ نقش جہان کچھ نہیں ہمیں فی روسہ جو ش غبار کو یہی کہتی ہی اہل بیت سی گور مقابل میں رنگ برنج یار کے کسے دم نہیں در و غم سی سرخ</p>	<p>زمین کچھ نہیں آسمان کچھ نہیں غنی ہے لیکن جہان کچھ نہیں دور گئے یہ پیغیان کچھ نہیں جو سب کچھ وہاں ہی بیان کچھ نہیں گل و لالہ وار غوان کچھ نہیں یہی ہے تو عمر ان کچھ نہیں</p>
۱۴	<p>روا لے ہو ہنس ہنس کی تسلیم کو یہ انداز ای محرابان کچھ نہیں</p>
<p>وہ صورت بوجہ کل صد چاک قباہین باور نہیں آتا پیش سوز و درون کا اچھا نہ سہی شک تم اور میں لا کون صداؤ کے ہم حوت ہیں بلبل تصویر</p>	<p>ہر وقت ہم غم خوش ہیں وقت چلے ہیں دیکھو مری دل میں یہ پہ پہلی نہیں کیا ہیں کیا زیر فلک آپ ہی خورشید لقا ہیں یعنی نہ گزرتا فقس ہیں نہ رہا ہیں</p>

چھو سکتی نہیں آبلہ پانی بھی قدم کو کیون شکوہ کیا رحم جو حیرسم کو آیا کیا منزل مقصود کو پوچھیں غیب شاہک تذیب تو کرتا ہوں مگر یہ نہیں کہلتی اک برگِ حنا کیا چھنستا جہان میں بلبل ہیں توجہ بلبل تصویرِ خموشی ق محرومی تقدیری سی اس باغِ جہان میں	کیا شل شر گر مر و راہِ فنا میں وہ خوش ہی تو ہو ہم دل مضطرب ہیں پیدا ہوئی جس وقت سی ہم آبلہ پا میں عقد می ہی لکھی تھی ہی ہندِ قبا میں ایسے تو ہزاروں تری پامال جہان گل ہیں تو گل شمع شبستانِ فنا میں جس رنگ میں دیکھو ہیں شمعِ برگِ تو ہیں
---	---

۱۵۳	خالی نہیں تھیں کبھی درد سی دم ہر کیا ہم کبھی ٹوٹی ہوئی دل کی صدا ہیں	۷
-----	---	---

لاکھ مٹی ہیں مٹی کی صورت نہیں اونکی کوچی ہی جنازہ نہیں بٹا گیا ہی خیر پر جائے پر کیا ملے ہوگا نقصان جلوہ مہر کی کیا بات ہی لیکن ای حیرت کیون جلاتا ہی فلک غیر کی خاطر اتنا اوسکی آتی ہی چلی گوری مردی اوٹھکر	مجھے وہ آملین ایسے مری قہر نہیں چارہ گر دیکھا دل میں کوئی حشر نہیں آپ سب کچھ سہی لیکن مری قہر نہیں جس سے دل خاک میں بلجائی ہو صورت نہیں میں نہ مانی میں چراغِ سر تربت تو نہیں دیکھنا ہمت دم یار قیامت تو نہیں
---	--

۱۵۴	رنگ کی شمعِ عدو خاک کبھی گاتِ سلیم علم سب کچھ سہی میری طبیعت تو نہیں	۱۶
-----	---	----

قول کی سچی چوٹ سننے کی کہا کیونکر ندین اپنی ہی بیگانہ ہوں نا آشنا کی دہلی	ایک بوسہ دی چکی ہیں دیکھو نکر ندین طعنہ تھنے مجھ کو میری اقربا کیونکر ندین
--	---

<p>ہوش کیوں اُڑتی نہ لاتی بوی کیس تو اگر او کا احسان ستم ہی وجہ شادی مرگ ہی کہ کیا ہی مسجد م آنی کو وہ غور شیدر ساتھ بارش کی ہوا کرتی ہی بجلی بھی ضرور ہا قی اور یوں ہی او کی کھٹ نکلیں کس ساتھ ہم حیرت میں سے وہ لذت قدر میں کلام دل سنگ کعبہ جاتی ہیں ہر مہینہ اہل شہر لکھ دیا ہی کی اپنی جوش میں سوز جگر کینچنا اس شوخ کی صورت اہل کام تھا مرگ پر موقوف ہی تھی محض عشق کے نوجوانی جوش ہی وصل کی شب بٹکتے سنتی ہیں ہوائی عاشق شوق تہ تیڑ کیا عجیب نزع میں دو عالم حسین شکر کا وہ ہی خدایا نیک بدمعامل کے</p>	<p>تجھ کو ہم الزام ای باوصف باکیوں کر ندین ہنس کے میری خیم تن مجھ کو روا کیوں کر ندین لوگ شب بہر چنی کی مجھ کو دعا کیوں کر ندین دیکھ کر گریاں مجھی وہ مسکرا کیوں کر ندین رشک سے ہم جان ای دوزخ کا کیوں کر ندین بیشتر کیوں کر نا نگین بار کا کیوں کر ندین آستان کو تیری بوسہ پار سا کیوں کر ندین آگ میں نہ پڑے کی نامی کو جلا کیوں کر ندین داد و صنعت تجھ کو ہی ست قضا کیوں کر ندین زہر میری چارہ گر جان کی کیوں کر ندین خصیت پڑ کی بند قبا کیوں کر ندین شہر ت پوانگی ہم جا بجا کیوں کر ندین ساتھ میلہ تون کی آشنا کیوں کر ندین سامنی تیری گواہی ست یا کیوں کر ندین</p>
---	---

<p>قصیدہ لدار و لبہ لبا کسکو کہوں لی کیا دل کون انجی و جنا کسکو کہوں یہ درنگی عشق کی ہی سند و فون اکیت</p>	<p>کون ہی میرا پیاسا دم دعا کسکو کہوں اس جگہ اک میں من یا تو تیرا کسکو کہوں خون کسکو کہوں نگاہ جنا کسکو کہوں</p>
--	--

<p>خضر و لیلین کو سبھوں پہنا کسکو کہوں انہیں ہی میں ساکسٹاؤں کسکو کہوں دیدہ و دل و نون سپا کہیں کسکو کہوں فکر ہی نازک ادا کنگوں قبا کسکو کہوں آفرین کسکو کہوں میں مر جبا کسکو کہوں بیمروت دیو فانا آستان کسکو کہوں</p>	<p>پیر جی ہوں یا گرجی و نو غنچ لاشت میں ایک ہر عجب بالمقابر ایک ہر عجب بصرم عشق کی سب آفتین انکی بولت میں گن نازکی کا تھکو دعوی گل کو رنگینی پہ ناز یار کی لانی میں جذب و شوق و نون شہر یک قہر بان و لدا تر شفق گر میں سبھوں کو پو</p>
<p>تو ہی بتلائے ہوئے علیٰ ہشتیلیہ میں شائع روزہ جزا شکر گلستا کسکو کہوں</p>	<p>۱۶۵</p>
<p>نام لون کس میں فاکا کسکو کہوں ہنگوٹہ الین غیر تم پر اور میں کیا کہوں ان بھیدو پیر کسی شی کی تمنا کیا کہوں وہ فرشتہ جنوں کو وہ میں دیکھا کہوں میں شہسبقت میں جی جی تمنا کیا کہوں پنہ وارغ جگر کو پنہ سپنا کہوں مٹل ننگ کس کنگ سحرست میں کیا کہوں چاہتی ہو عالم نہ دیا میں یہی کیا کہوں سو گئی پچھلے پھر تقدیر اسکو کیا کہوں خاک میں اگر چہ چون و خاک ہی کیا کہوں اور کیا ہشتیلیہ نظم شاعری میں کیا کہوں</p>	<p>خاک میں بلکہ گلہ آئی سماں کسکا کہوں عشق کی غیرت سی یہ کیونکر گوارا ہو سکے چاہی سب کچھ گمراہی دوستو اتنی شہر م حال اپنی جو دم بہر و نون میں نصیب توئی تو نا کا میوں ہی اپنا دل بہلا لیا دروہی دوی ہوئی احست جلد لاسا قی شہر پہول ہی خسار کا اکدن جو سہہ شہر چھیڑتی ہو خواب میں اگر فسانہ شہر کا شبک تھادون بہر کا وعدہ پھر وقت شہر یہ کرشمی ایک ہی میں مجھی کیونکر ہو سکے صاف بندش جی عیت شہر پاک</p>

<p>یاد آگیا تھی دل خستہ جگر کسان انھارے چہ کس شکستیں انتظار ہے مانا کہ خوشن باری سے بے روز ہی جان سوت آگنی پہونچ کے دریا پر بھی شہر و گناہی لیتی ہیں جس گل کچھ پھٹتا مانند شیشہ رو فن محفل ہوئی تو کیا</p>	<p>آج ای خدنگ غمزدہ قاتل اہر کہاں پہر ہم کہاں جواب کہاں نامہ پر کہاں لیکن وہ حوصلہ وہ شکیب نظر کہاں شام شب یاد ہوئی تو سحر کہاں جائی گی ہم سے اور کی نسیم سحر کہاں سامان اگر بلا ہی تو امید سر کہاں</p>
<p>۱۴۸</p>	<p>ہر وقت یار تھار کہ جان ہی قربت نشلیم تو خرب پیرا عمر بھر کہاں</p>
<p>یادگار ہستی ہو ہوم ہم کہتی نہیں ایک عالم پر بسر کرتی ہیں آسمان وہی قسمت لکھی جو آشوب گدہ ہرین بخت عاشق شام غم زلف کو تیری کیا کہوں حضرت اعطاء کہا میں نے اہر و نکو سہر بلوغ آہلی پڑتی نہیں کہ جس تجوی یار میں</p>	<p>صورتِ عمر روان نش قدم کہتی نہیں صورتِ ماہ و ہفتہ بشیر کہ کہتی نہیں لذتِ کلیف و غم فزون ستم کہتی نہیں گوسینہ و نون میں لیکن تیج و نجم کہتی نہیں ہم دماغ بوی گلاہی ام کہتی نہیں کس گڑی پا پی طلب میں ہم کہتی نہیں</p>
<p>۱۴۹</p>	<p>کس قدر تسلیم ہستی پہ ہیں بولی ہوئی وقتِ آخر ہی مگر فکرِ عدم کہتے نہیں</p>
<p>دیکھ کر شب لب شیشہ پر وانہ لکھن کی توڑیں کتنی ہیں بیٹی جوئی ساغر کا سرستہ ہم ایل فن کا اوج پہلی ہوگا اب تو ہر طرف</p>	<p>کیسا کیسا شمع روئی انجمن کے دور میں دور کیسا ساقی حیاں شکن کے دور میں چھانتی ہیں خاک سب چرخ کھن کے دور میں</p>

<p>وای غفلت کینی آیا وہ ظالم کس کٹری نام اور اوٹھ گئی مثل نکین ہم رو سیاہ عہدِ عارض میں گل تر خاک پای کا فروغ زہد و تقویٰ کا اسی شیخ اگر زندہ ہیں ہم ہوں وہ دیوانہ کہ میرا ذکر ہوتا تھا مدام اوج کیسا ابتوای ہمد غنیمت جانی کر رہی ہی چھچھ بلبیل گل تر کونہ توڑ عہدِ غربت مصیبت کا کرنا عیث</p>	<p>جب لپٹا مجھ کو یاروں کفن کے دور میں رہ گئی اس غمِ چرخِ کمن کی دور میں قد سنبھل کیا ہی لپٹ شکر کے دور میں دیکھ لیں ساقی تو شبِ کمن کی دور میں تعمد میں نا توان ہیں کمن کی دور میں آبرو رہ جای کر چرخِ کمن کے دور میں دم لی ای کلچیں بہارِ آس کے دور میں چین کیا حاصل تھا یا ان طبع کے دور میں</p>
--	--

۱۷۷	<p>ذوق ہی مجبور ہیں سلیم و رفیع کولنا ہکو زبان اہل سخن کے دور میں</p>	۱۷۸
-----	--	-----

<p>میں اہل صفا بھی جن تو کیا ہوں کیا مجھ کو فلک کرے گا پا مال اس بزمِ بہان میں صورتِ شمع نکلت ہوں مگر چمن ہی چہرے ہوں آہ دلِ حنینِ جان میں میں کیا کمون لطفِ سیرِ عالم ہر حال میں طہرِ حینِ بیا کر برہم کہے آپ سی کہے شاو حالِ دلِ گم شدہ ہوں کہتا</p>	<p>آئینے کی طرح خود نہا ہوں سبزہ لبِ باغمِ شیش کا ہوں غیروں کی لمبی میں جل بچھا ہوں بر باد میں صورتِ صبا ہوں یعنی میں کمالِ نارسا ہوں ہوں خواب میں خواب دیکھتا ہوں گو یا تیرے دل کا حوصلا ہوں شاید اپنا میں خود گلا ہوں افسانہ طہرِ آستانہ ہوں</p>
--	--

<p>اکم جو سلسلہ شوق دل نہیں ہے کیونکہ شہر طوقا سے کا ہی نام</p>	<p>چاہوں مجھے جس قدر میں چاہوں تم تو کرو ترک میں نہا ہوں</p>
<p>۱۸۱</p>	<p>افسانہ دوستے ہوں تسلیم دشمن کا مگر سنا ہوا ہوں</p>
<p>سبب شہر میں التجا ہوں میں گرچہ ابتدائی ہستی سے تیری ہی آرزو تھا کیا یہ سب سے جزوفغان اور مہم سے کیا نکلے صورت زخم ہوں شگفتہ مزاج اوٹھ رہوں گا اجل جب آئی گی میرے ہستے عدم ہی بدتر ہے ہو گے بدنام چوکے مرگ سے</p>	<p>لب خاموش مدعا ہوں میں صورت نالہ ورا ہوں میں دم نکلنے سی خوش ہوا ہوں میں مثل سننے درد آتش سنا ہوں میں اپنے ہستے پہ مہم ہوں میں اب تو در پر ترے پڑا ہوں میں بوی گل کی طس ج ہوا ہوں میں باعث تہمت فنا ہوں میں</p>
<p>۱۸۲</p>	<p>فی حقیقت سجان ای تسلیم مظہر قدرت خدا ہوں میں</p>
<p>فکر ہی شوق کہ عشق میں پیدا کروں طبع عالی سی اگر اوج بیان پیدا کروں سونر دل اس بزم میں افسانہ بکھاتا نہیں ہوں میں کسوختہ تاثیر آوگر م سے پوچھتی ہیں نع میں وہ حال شوق کہ مرا</p>	<p>چاہتا ہوں ایک دل میں مکان پیدا کروں میں میں شمع حرم میں بھی آسمان پیدا کروں لال ہو کر غم کی صورت زبان پیدا کروں گاشی جنت میں بھی درختان پیدا کروں طوائف طلب اختیار دستان پیدا کروں</p>

<p>تاول مسک نمونہ طلبتے بدکمان مختلف ہی چند ساعت صحبت منکر پاؤں کہتی ہیں تھی کوچی میں اگر ضعف سے وہ حریر ستارہ قہقہوں گریں سو پیر عرق عارض ہی وں نسبت اگر ایسا خوش ہوں میکش خدمت سیجا و عالم ہوا کر اب ہی تم آؤ تو میں نگہوں میں ہر اک نظر</p>	<p>زخم کاٹنے تیر کی کچھ نہ بان پیدا کرو عاریت شمع لحد سی گریبان پیدا کرو تو گرا دی اور میں خواب گراں پیدا کرو کلاکے مانند باہم دوزبان پیدا کرو چشمہ خوشید میں بے بان پیدا کرو سب سے پہلی میفرشی کی کان پیدا کرو دھونڈ کر توڑی جان نا توں پیدا کرو</p>
--	---

۱۸۳	<p>میں ہوں ایسی قلم شا کو لیں دم دہلوی چاہی ہی استاد کا طرزیان پیدا کرو</p>	ملک
-----	---	-----

<p>غیر محفل باہمی غیر کو سے یار میں بلبلید آں دہن یاد ہیں گلزار میں کچھ مقرر آج ہی احسان قاتل میں فریب بی سبب سے واسطہ کیوں پہنکتے ہو توڑ کر شور رسوائی ہوا میرا تماشا کا خلق چکی ہی آتش مزاجی از دو خام غم یہ سی گوگو تھما جسے ایسا ہی کوی عشق کا مر گیا میں یکک نہ وقت میں شکل ماہ نو تم نہ بگڑو تابش خورشید محشر کیوں نہو دوست کیا دشمن نہ بھی بھکوندی ل میں جگہ</p>	<p>سبز و بیگانہ ہم کہتی نہیں گلزار میں حشر بر پا ہو رہا ہی کو چہ منقار میں خندہ دزدیدہ ہی پہناں سبب فار میں کیا گل امید عاشق ہی گلی کی ہار میں دفن کی پڑاگی قاتل فی ہا بازار میں جل رہا ہی اپنی گریہ بازار میں چمک افسانہ مجنون بان خار میں جنشیر بروہنہاں تھی خبری تلوار میں میں نہ آؤں گاتھاری سایہ دیوار میں تھا وہ کب نہ جو نہ آیا خاطر اغیار میں</p>
---	---

۱	کہہ دیا تے لیکہ کیا باجوسے وقت سچ پہاڑی مین گل گر بیان ہر طرف گلزار مین	۱۸۳
پہول کہی ہا پڑا خاک لپی اس مین مین مستہ چہ پائی ہم کفن ہی آج نکات فن مین مین آپ مین مین ایجنون جہنک کہ اپہ مین مین مین دست پاچہ مین فاقہ جان و دل شیون مین مین آرزوی دست مین سکون داکشمن مین مین سوطح کی فتن مین باقی ابھی فن مین مین چند طفل اشک خوابیدہ مین مین مین چاک لاکھون صبر مین مین مین مین	داغ داغ ای گل تری فرقت ہی گشت مین مین بعد مین اس قدر شرم گندگاری بر ہے نکست گل مین مین مین مین مین مین شکری ہی ہم صیبت کوئی خالی نہیں اونکو ہی اپنی تمنا مانع وصلت نہیں شوثر محشر سوال گور تکلیف فشار شہر جای بقدری کیون ہلاتی ہی جگر عصمت مین مین دست جن مین سی پوچھے	
۱	ایک فتری مین کیا بدظن عدوسی یار کو آپ ہی استاد ای تشلیہ مین مین مین	۱۸۵
بر سکون کیا کیلی ہی شوخ تری ہم نگین دھوتی ہی کس پنجاب کی شبہ ہم نگین برنگین شک چراغ شب ہم نگین آج تو چار ہون او فتنہ عالم نگین جو ہر تیغ کی دیکھن نہیں ہم نگین کرتی مین کشتہ بیداد کا ہم نگین پہر گنن محبت جل دیکھ کی ہم نگین	ایک دن ہی نہ پیشین ق مین باہم انگین غیب سی ہوتی ہی بیمار ازل کی سخت اشک خون مین کیا سرخ برکشہ سر کو زانو سی وٹھا وصل مین پڑکھیا دہر مین بہتی مین نرینہ ہمیشہ غم دیکھ ہو چہ نہیں جنبش مرگان قاتل غیر کیا دوست ہی ہوتا نہیں کل شریک	

پست اعلیٰ نہیں ہوتا کبھی جہنمیت	اونچی ہیں عضو قدم ہی قد آدم آگہین
۱۸۶	پاکدانی جانان ہی ہون کی یان تسلیم اشک اگر حضرت عیسیٰ ہیں تو مریم آگہین
<p>آؤ باہم شوق دارمان دیکھ لیں بھر قاتل میں لہو کھائے گا جوش رہ بجاے آرزو سے چارہ گر جی میں آتا ہی کہ اکدن مر کی ہم سخت جانے آج کہتی ہی یہ ہو نہ جن کو صبح محشر کا یقین کرتے ہیں فیرو حرم کو ہم سلام الغاف جوش و جشت پہرمان گراؤ نہیں ہی خوف عرض آرزو رو بروی دخت رز بٹلا کے آج دلفکاری کے سوا ہونا ہی کیا</p>	<p>تم ہمیں ہم تم کو ایجان دیکھ لیں کیا بالال عیب دربان دیکھ لیں لذت تکلیف درمان دیکھ لیں ہمت دوش عزیزان دیکھ لیں جو ہر شمشیر عریان دیکھ لیں وہ مرا چاک گریبان دیکھ لیں دیکھ لیں گبر و مسلمان دیکھ لیں ہو سکی جب تک بیابان دیکھ لیں دور سی حال پریشان دیکھ لیں جی میں ہی راہد کا ایمان دیکھ لیں کا دوش برکتہ مرگان دیکھ لیں</p>
۱۸۷	جہاں کتا ہے پہاؤ دہر تسلیم کیا قیامت ہو جو دربان دیکھ لیں
<p>سچ پوچھو دیکھ لیں کی شاق ہیں عشق کیسے ہون کوئی نہ دای جا خال کا ہٹ گیا جی سیر گلشن قفسی سن کا ہی</p>	<p>دیکھنی میں جنت ہر خج بی مر بک طاق ہیں زیر افضی کی لپی ہم سائل تریاق ہیں رسیم راحت ہو چکی حکایت کے شاق ہیں</p>

<p>آتش آتشی دم خنجر تری عشاق ہیں بارہی زنجیر ہلکو ہم جنوں کو شاق ہیں</p>	<p>آپ جیوان کر نہیں چہ پہری قاتل کیوں اینم دونوں آخر انتہائی صفت تنگ آگے</p>
<p>۲۹</p>	<p>۱۸۵</p>
<p>مچکو ہوا چلا وہ ہرن کی شکا میں وہ آج سو رہی ہیں کھلی مزار میں نرگس کچ پھول ہیں گل تری کٹا میں ہم اختیار میں ہیں نہ ال اختیار میں گذری ہمیشہ اسی گل تر انتظار میں پہنان ہی آفتاب حجاب غبار میں آئے نہ آپ ہم کہی اپنی شمار میں ای مرگ رہ پڑی اسی جڑی یار میں اوجھی ہوئی ہیں ہاتھ گریبان کی تل میں تو دخل می مشیت پرور و کار میں ہم دم لگا ہی جی خلش توک خار میں راضی ہوں ہی فلک ستم روزگار میں کیا کیا بڑیاہی تشریف ہر اختصار میں سو کہی نہ ہم خزان میں بیہولی بہار میں چپ چپ کیا ہی تو کیلی غبار میں</p>	<p>مالا پرٹا محبت چشمان یار میں نہند آتی تھی نہ گل چہنید آغوش یار میں آنسو نہیں ہیں دیدہ مخمور یار میں ما صبح خطا سناوت نہیں کیا بہار میں باغِ جہان میں دیدہ نرگس کی نظر سے چھائی نہیں ہیں باغِ جگر پر کدو میں دیگی حساب کیا دم محشر کہ عمر میں لڑو عدم میں شہرِ خموشانِ جوں گیا نورِ جنوں میں صفت رسوا کیا مجھے ہاشم میں مچکو شیخ دعا کی نہیں مجال اگر دُشمنِ دشت سی کیا مطن بہون احسانِ عافیت ہو کسی اور پر کہ میں پاؤں نہیں گمان ہی گنجائش کلام باغِ جہان میں ایک سی گذری نگاہ سے کیا کیا خیالِ حسرت دیدارِ قدس سے</p>

<p>چکارا ہی شوق ال دلی کدورتین دلیر ہی اوکی ڈرسی نہیں جہر کج حال شام وصال ہی کہتی سچ فراق یا مگر ہی انقلاب کی صدی جو یاد تھی عالم کی ہی خبر مگر زنی نہیں خبر بہولی نہ جسلو مای تبسم تمام عمر مگر ہی پایاں جہان جن میں کھسار تسکین دل کیو سطلی رو رو کی غمیں دل ہی یار جب نہانی گیا میں ہوا شہید کی ل نی دوستی ٹہری سچ و بلا میں جان</p>	<p>مصرعہ آئینہ ہی جلالی غبار میں اتنا ہی غمت یا زینین اختیار میں کتنی ہی سگر و شریل ہمار میں پہلو بدل سکی نہ کہی ہم ہزار میں غفلت بہری ہوئی ہی ل اشیا پھر کاٹی شب حیات فروغ شرار میں وی قبر کو فلک نی زمین بگزار میں بلبل ہے کیا رنگا بھی قفس کو بہار میں ہر سوچ مثل تیغ چلے جو یار میں می کی کسی نی سست کی ہی خار میں</p>
<p>تسلیم فلسفی موم وزن بہ سذلت مانند حرف وصل نہیں اعتبار میں</p>	
۱۸۹	رویت واو
<p>کیجی ایسا جہان پیدا جہان کی نہو رومی حسرت پر اوکی جو کہ و لیل زین کی تنہا مگر کی تو ہی ہوا ظالم خفا احتیاط راز خاموشی یہاں تک جا ہی سبزہ و گل کی نہیں لائے مافرش مزار کس تھی رسی ہر جان کی تو لائل اثر</p>	<p>قرۃ اختر زمین کو آسمان کوئی نہو سیکڑوں مان گستاخو بیان کوئی نہو ہا ہی ایسا ہی جہان میں گمان کوئی نہو بیزبانی کی سوا ہمدستان کوئی نہو پردہ پوش تربت بیچارگان کوئی نہو خاص جہاں تو عالم میں کان کوئی نہو</p>

<p>اگر کوئی سیاق جسم جان سکا رہے شکست بیل کی دھنائیں ناز کیس کو ملے کیا تماشا ہی کہ ہم سبکی چون باغ و بہار یہی قسمت کا لکھا اپنے کہ جلوہ ترا</p>	<p>چاہتا ہوں میری تیری سیان کوئی نہو خوشی ہو گانہ سعد پر گلستان کوئی نہو اور اپنا بیل و گل باغبان کوئی نہو بیکہ نظر آئی نہ ہو اور نہان کوئی نہو</p>
<p>۱۹۰</p>	<p>تو ہی بتلا کیا کریں یہ نسیم کی مہم جس میں سبب و جہوں و رنگہ ان کوئی نہو</p>
<p>کیون جسی بڑھ چلی ہی شب انتظار تو بعد فنا بھی عیش تکلیف ہو نگاہیں آتی ہی تجسی آج مہم آستانہ کی بڑ اک دور صرصری میں گل نہی چین ہی صبح کچھ تو شرط وفا کا خاکہ پہر جاگنا ہی حشر میں کچھ نہی سہو ہون دونوں جان حمایت نہی اب بے میں آپ کی سوا نہیں کہنی کا آپ سے</p>	<p>اب کیا بنی گی سلسلہ زلف یار تو روئی گی خاک پر مری شمع مزار تو مل جاوڑا گلی ہی نسیم بہار تو یہولی ہوئی ہی کسب نسیم بہار تو جاتی ہی چوڑ کر بھی بیگانہ وار تو تھوڑی جگہ ہی پہلو گنج مزار تو میری طرف ہو حسرت پروردگار تو کہنے نہ کیے آپ مجھی بار بار تو</p>
<p>۱۹۱</p>	<p>تسلیم کیا جگہ دل حسرت و دھم اب نہ نکسین ہا ستم روزگار تو</p>
<p>کہ نہ دیر جان میں جان ہی ملی چلو بناو عشق کو راہ طلب میں خضر اپنا یہاں یہ شیب و شمس از آکر نہی</p>	<p>یہاں کمان خطر ہی قدم بڑھائی چلو یہ غول ہولی ہی جس راہ پر لگائی چلو خدا کی واپسی اٹھنا نہ سنہ و نہائی چلو</p>

<p>شکستہ پاہوں کہیں تہ سہی رہ جاؤں ہمیشہ ملک عدم کی بنی رہو سفری ابھی تو حسنِ عمل کا زمانہ باقی ہے ادھر او دھر کہیں بہر کر تزارہ جانہ پڑی حیا کی پڑی کی کن بن کچھ اور پھوٹیں</p>	<p>ابھی ہی لالہ نورا دوسٹو لکھائی چلو او دھر سی اپنی کو پیکت باجرب آئی چلو وہاں کی بگڑی ہوئی کچھ سیدیں بنائی چلو سمندر عمرِ روان کو نورا دیا ہے چلو ابھی تو محسوس مری جان نہ منہ چھپائی چلو</p>
<p>۱۹۲</p>	<p>عدم میں ترسو کی درو جگہ کو ابھی سلیم جو ہو سکی کوئی سینے تیرے کہانی چلو</p>
<p>اپنی سہلی سید وار آرام کا دم بہر نہو روک دستِ بخت کو قابلیت گر نہو بھڑستی میں گھر کی طرح وہ بنی نہو میں ہی نہنگِ جل ہوں سپرِ میننگ میری دم تک رہو شورِ جنوں کی ہنم جامِ خندہ شورِ بیتابی کی آجاتی نہو دیکھ کر ہر یوان کیوں ہی مگر آسمان عیش و عشرتِ نصی ہی قہرِ کل ٹل گئے سامنی تیری تر پتا ہی یہ کیا سیاسا ناتوان کیوں ناوٹا تا ہی مجھی نشو قابلیتِ سہی کسبِ مہ کیو سہلی حشرِ پیرا کر لای کیوں خدای نہو</p>	<p>خانہ آئینہ میں مہمان ہر کس نہو حشر تک صقل سی بیتا دیدہ جو ہر نہو عین طبعِ خان میں سر شرتہ بھی امن تر نہو مان لی قاتل اگر راضی کہی خنجر نہو میں جن جسدِ چان میں نقدِ محشر نہو ہای مجسما ہی کوئی فریاد کا غر نہو خانہ ویرانی ہی ہی آبادیہ گر نہو نامرادی کی میں جھپٹی یہ مری کیو نہو دیکھنا ای بیو فامیر دل مضطرب نہو خارِ راہِ اہل محشر یہ ترن لاغر نہو تابشِ خورشید سی یا قوت ہر تہ نہو دیکھت ازیر قدم میل دل مضطرب نہو</p>

۵	<p>خاک نکلی شعر تر تیلیم تکیب رو برو می تهنوشیده نهوساتی نهوسا غرنه</p>	۱۹۳
<p>لاسمان کو غوغا دیتی این مکان لکھنؤ کیا کرینگی لیکھی جنت ساکنان لکھنؤ لکھنؤ ہی روح مہری بین جن جان لکھنؤ ابتوای و اعظافنا چہہ استان لکھنؤ شکست ج آب کوثر ہی زبان لکھنؤ کیا دین لکھنؤ کیا آسمان لکھنؤ گلشنان ہو کر چین میں تر زبان لکھنؤ</p>	<p>امج پہی بی نشان ہو کر ہی شان لکھنؤ و اعظافنکین بیان انکو و کمال سبز باغ جیتی جی کیو کر جدائی میری اسکی ہو سننے سننے خلد کی تعریف جی لکھنؤ یہ لطافت ہو کلام غیر کو کیو کر نصیب دو نوں عالم سی لکھنؤ رنگ میں پاتھن نکلت براد کی صدوٹ میں بلبل کی ہوت</p>	
۵	<p>گر ہی گردش ہی ای تیلیم پنی بچکے اور ہین دو چارون ہم مہیں ان لکھنؤ</p>	۱۹۴
<p>چپ ہو نہیں تو کمین شوک چہ چا کیوں ہو لب خاموش یہ تصور کیا دہو کیوں ہو وہ کسی کی جان بخش پر تا کیوں ہو ایسی پہنانشدنی زخم کا چار کیوں ہو اک نیا فتنہ گلی کو چہ یں پر کیوں ہو بولی عاشق کوئی نہ طرح کسیہ کیوں ہو</p>	<p>ضبط و قیاد پہ قابو ہو تو غوغا کیوں ہو نہ سہی پیار کی باتیں عجیب گلی ہی جو اس قدر چپ کی ہول میں تنہا جسکے جسکے تقدیر میں صحت نہ ہو جڑ کر بھی گر قیامت کے نہ تم چال چلو شوخی سی جب کہا انہی کسی فی مری بیٹائی کو</p>	
	<p>گر ہی تیلیم نہ کنگتے محفل میں وز تازہ ہوا ری خمیار کا چہ چا کیوں ہو</p>	

<p>پہرہ و مجکو مراد ل کر کسی قابل نہو اس قدر ناسا اشنائی وری منزل نہو چاہی ہی بحر فنا کا خشک لب حاصل نہو ہم سیران بلاسی اس قدر غافل نہو تو ہی جب تک تم میں ای و فوج محفل نہو ای شہر لہ فتنائیں تو مر شامل نہو دل جسی بھی میں پر وار دم بسمل نہو ساربان کرتا ہی کیا جنون پس محل نہو کام ہی کرتا ہوں جس کا کوئی حاصل نہو</p>	<p>چاہتا ہوں جنن مقبول میں شامل نہو رہ نور و وادی مقصد تھی ہم ہی تو ہی فریب طلب یا بس عالم السباتک کروٹین صیا و زیرو ام سکتی نہیں کیا کروں میں بادہ و مینا صرخی شہ جام تیز رفتاروں ہی ناحق ہی خیال ہم ہی فوج سی پہلی ہی انداز طپیدن تھا وکیکر لیلیٰ فی غم تیز رفتاری کہا سی ماہون میں گریبان چاک فی کج</p>
--	--

ہی دعا تسلیم اتنی عالم العالم سے

اپنا دیوان اشنائی دیدہ جاہل نہو

۱۹۶

<p>ہو گیا سلسلہ اشک سلاسل مجکو کچھ سلاویتا ہی فساد بسمل مجکو پاون پڑ پڑ کی آئی ہی سلاسل مجکو نا اسبی نگر اتنا ابھی سیدل مجکو پہو کی دیتی ہی تری گری محفل مجکو بدلی تووی کی بٹاتا ہی مقابل مجکو</p>	<p>ساتہ رونی کی جوتی حشمت کا مل مجکو وہ جہاد و ست آتی نہیں نیندگر کام کیا خانہ زندان ہی بھی تھا لیکن کیا عجب شہر یہ خوف ہو ملتا اوسکا فرصت بد نہیں ہی شر شمع کی طرح کس قدر میں ہن خوش ہوں کہ ہر ترانہ</p>
--	---

عہد پیری میں کمان یا و خدا ہی تسلیم
کرو یا خواب ہم صبح فی غافل مجکو

۱۹۷

۱۹۸

<p> دیکھتی ہیں ی مرنی کا تاشا آئسو دیدہ جو ہر خنجر میں بند کیسا آئسو ملکیا خاک میں جو آنکھیں ٹپکا آئسو کاش ہوتی تری ملنی کی ترنا آئسو کیو تو حبیب مرکا ہی نہیں کتا آئسو حشر دیدہ ہی آنکھوں میں ی یا آئسو گر کی نظر نہ تھی تھی نہ رہی سوا آئسو عمر بہر سائے رہی باد یہ پیا آئسو ریزدان بہر تھی آنکھیں ی گویا آئسو دیکھ کر آنکھ میں ہر لائی مسحا آئسو وہو رہی ہیں مری تقدیر کا لکھا آئسو خوف آتا ہی کہیں ازنا فشا آئسو آنکھیں کرتی ہیں ونی کا قاضا آئسو </p>	<p> نزع میں آنکھیں نکلی نہیں ہجا آئسو رحم کا لوت نہیں اہل جفا کی لین گم نہیں مرگ سنی نہا میں دل کا پڑنا ایک دم ہی دل مضطرب نہ رہی دیتا حالت گر نہ پیہم جو وہ پوچھی قاصد شب تہائی میں لکھیاں ہی کس تھی ضبط کر یہی نہ دست سے فی انگیلا ہی ہر قدم پر خلع خاں سے ولی گذرے کس کیاروی ہی حال دل پر غم میرا مضر عشق سے ہی حال کو پونچا آخر سبیل کہ یہ نہیں چین چین تک آئی طفل نادان ہی حقیقت کی کھٹی کل ہے ضبط لکھتک میں کون جی ہی ہر آتا </p>
<p> ہون و غمناک گیا ہوسی چین جب سلیم قطفہ شہید شہا و اب کو سبھا آئسو </p>	<p>۱۹۵</p>
<p> موج پہچان فی دیاسانپ کا دھوکا بھگو کس فہمی نہیں لب لب میں آنا بھگو بھر کھسیرا وٹھا دیکھ کی شعلہ بھگو نکلت گل فی عبث باغیں پھیر بھگو </p>	<p> باد و زلف جو آئی لب وریا بھگو اتوانی ہی کسان آد وشد کی قضا یہ بھی ہو کیتا مان گند ویش بین بدکمانی دل لیل سے کھنی ہی محال </p>

<p>غفلت کینہ جوانی سی یہ بیہوشی ہی وکیہ کر دیر میں ہر شے مجھی سمجھا زاہد</p>	<p>موت پہلے ہی تو ہو خواب کا وہ کاجو دل غم سجدہ ہی کیا اور نہ ہی سو مجھ کو</p>
<p>۱۹۹</p> <p>کھائی جا تا ہی خیال غم عینی مجھ کو</p>	<p>خاک نیا میں ہوں چین میں اب ہر تسلیم</p>
<p>شبِصال میں جامِ شراب کہ نہ ہو پیشِ نابہی گمان ہی سکوت سہلی پی خدا کیو سہلی زہد نہ مجھ کو اب بگا کیا تھا شام کا وعدہ نہ آئی تم اب تک لادوی یار سی ای آسمان کہ جیتی جی شریکِ صحبت تو نہ شکست ہی اوسانی</p>	<p>وہ آفتاب تو ہی ماہتاب ہو کہ نہ ہو او اسوالِ سدا کا جواب ہو کہ نہ ہو بتو کی عشق میں چاہی ٹوٹ کہ نہ ہو بتاؤ دل کو مری اضطراب ہو کہ نہ ہو نصیب پر ترین عہد شباب ہو کہ نہ ہو حضورِ شیعہ کی خاصہ شراب ہو کہ نہ ہو</p>
<p>۲۰۰</p> <p>یہی ہی کشتِ نالِ عمان بدو ای تسلیم</p>	<p>مری گنہ گار دامن ہی حساب ہو کہ نہ ہو</p>
<p>سنگدل کیا کرتی ہیں ہو غواروں کو کون دئی گا فلک بعد فنا یاروں کو آپ سٹ بھائی ہر شے کی بھی صاحب کیا ہوا وعدہ و نذر ہی اگر اسی اعظ کیا مقدر ہی کہ پاتا ہوں ہمیشہ خندان اسیلی خوشی ہر مانوں ہوں شمشان ہوں آوارہ اگر دشت گھر میں آؤں</p>	<p>سان پہنچ ہی لگا لیتی ہی تلواروں کو کھائی جا تا ہی مرا غم مری غواروں کو آبی سینی میں تپتی ہیں جگر خواروں کو کیا وہ دھکی ہی ندین اپنی گنہ گاروں کو پہنی زخم تو کوتری تیر کی سو فاروں کو کون دئی گا مری بعد ہی پیاروں کو آسمان پہ گراؤ ہی مری دیواروں کو</p>

۱۷۱	بند ہوا نگاہی طرح بلا سے تسلیم سو تہیائی کہیں پیر کی بیداروں کو	۱۷۱
۱۷۱	چمن کو دیکھ لی پختیار ہو کہ نہو عدوی منگی مرا حال نہار کہتی ہیں بہت ہی شغلہ دل کو گوشہ دہن حریص دن جہاں وہی ہی غم مجھ کو نہ ہو غلہ دین لی چلی حضرت زاد امید نیست کیا دیکھی جو طوف چمن اوا جو شرط و فاشمع گور کرتی ہے	۱۷۱
	حد بین جلتی ہو تم شک سی عبت تسلیم وہ ہو فاسی عدو کا بھی یار ہو کہ نہو	
۱۷۲	رویت ہای ہوز روح و حشہ چو بہا کی جسم گاہ کی سات دل کو بہلا یا کیا مجنون سب لیلی کی سات اب سلا تا ہی مجھی تو بیوفاتر سا کی سات حضرت آدم نی جنت چو دی خوا کی سات دنی یا کیا ساتی زلفت صبا کی سات آج تو آیا ہوں لکھو طرح سہرا کی سات نشاہت ساحل سہا جنت لکھ کی سات	۱۷۲

<p>یان مرغ خنده کلچ شکست کس نهین هجرین تاهون لیکن وصل طالب نهین یون بکرو اشک انگیز کی باپوس سے وصل مین اسقدر نفرت رنگی سی رہا حسن حسین کو دیکتا نہی شہو جاتا ہی اب کمان چیز گریه حسرت سر رکیت شعب کو ہی شور و فغان دن کو هجوم کو دکان</p>	<p>چائین کیا سیر چمک و چمک کی ساتہ مین سنج پروا بنا ہوں ایک بی چوکی ساتہ ہو لیا ہی آج نور و دیدہ ہی لہر کی ساتہ نہند تک آئی نہ چکا دوس کل عناک کی ساتہ مین قہ پچتا یا عدم ہی تجاویز کی ساتہ خندہ ہستی کیا وہ قاتل سنیا کی ساتہ کس نہین ہنگامہ محشر تری کشید کی ساتہ</p>
<p>۲۲۰</p>	<p>کیا مرا تشبہ کب بی گستاہی فی دنیا قبر تک پونچا گئی انا بوتہ ہی آکی ساتہ</p>
<p>دی ماہی او کو خود بینی کی رغبت آئینہ بعد مردن ہی بنا ہوں قبر مین جہیز پیش نیک بڑیکی کوئی دیتا ہی سیکو لپین جا پارسی می نل غر و حسن کا شکوہ عیبت ہوں وہ مچنون باکینی کو صورت یوا گر مہی ہی چشم چہر کو ہوا می وی یا زینت پوشاک سی وشن کو لو عار کا خط نکال فی نور و صیانت کو پین گہم کہ کیا کیا آج سنی سیر جہان کا حال گر مہی گرمی ہی تری جس آتش ناسک</p>	<p>پہر ہماری جان پر لای گا آفت آئینہ مین ہو قصود خیر خموشی سنگ تبت آئینہ ایک ہی کتا نہین نگاہ ورت آئینہ کیا نہین جہ کا اہی گریہ سلامت آئینہ بن گئی چشم غزال مشیت حشمت آئینہ روئی کامیری طرح اشک است آئینہ جز نہ رکھتا نہین پروای خلعت آئینہ کس طرح رکھتا ہی سہی گرم صحبت آئینہ توڑا ہی کس لی ای بیسرو ت آئینہ ایک دن بہ جای گاپاری کی صورت آئینہ</p>

<p>تیری عالم علی روشن کی ہی عالم میں قدر تم قریب سے پرانہ کھڑا جو حیف ہی کیا دل روشن میں ہی دماغ کڈ دیتا جس جگہ</p>	<p>کہ نہ ہوا حسن ہوتا بچت سیقت آئینہ و کہتی ہیں بھو صورت بھو صورت آئینہ خاک میں بلجای گاتیری بد دولت آئینہ</p>
<p>۳۲۲</p>	<p>نرا تو جاناں کہ چلی اصل کہی دست نگار و کہی لوی تسلیم کیا کہتا ہی قسمت آئینہ</p>
<p>باتوں باتوں گئی ہی دیر میان نگار کچھ کیوں بگڑتی ہو میں کھڑکھٹاتا ہوں پتہ کوئی تم کہا تو کیا دیکھا عرض اس دیکھی اوس لو وقت آخر رہ بجائی آرزو وہ نہ سنتا ہی میاں کی سبھتا ہوں میں ناز بدعا روں ہی اتنی بخری ہی نہیں اس قدر نا آشنا ظالم نہ ہو غریب کی طرح</p>	<p>کچھ کہوں نہ سہی نہیں کہتا ہی کچھ سایہ طو سے نہیں ہی سایہ دیوار کچھ کہنی تھی کاش دل کی حسرت یاد کچھ چپکی چپکی کہہ رہا ہی آپ کا بیمار کچھ میں تو کچھ کہتا ہوں کہتا ہی اغوار کچھ اب تو کیا پر باد ہو گا ہم ہی تھی مٹی کچھ چھوٹ چھوٹ ہی مٹی تھی کہی قرار کچھ</p>
<p>۳۲۵</p>	<p>نیک بدمعاش ہیں اقصائے سلیمات کل ہمارا کر ہوتا تھا حضور یار کچھ</p>
<p>سیرم نہ کیا نہیں قابل فلوئس کی ہاتھ آبرو دہشت کے گھلی ورنہ وقت احتیاج دشت کے بہاگی کا جھون کو کہی کھڑکی کھڑکی ڈھونڈتی ہیں اساتذہ انکھیں نظر آنا نہیں کیا چہ پاؤں بقراری میں جو افشا ہو چکا</p>	<p>اہم وہ یوسف پر کپڑوں کی اکیدن مفلس کے ہاتھ پاؤں ہم کس کی شپتی جوڑتی کس کی ہاتھ کہی چننا مانی نہ او کی پامی حشمت اسکی ہاتھ پر گیا یار بے لگم گشتہ اپنا کسکی ہاتھ شرم از دستا ہی سر ہی مونس کے ہاتھ</p>

<p>قوتی وہ محبوب کہ تصویر سی مل کر چلی ہر دم راہی لو کی صورت شمع چہ رخ گل کی ہوی کیوں یہی کیا ہی ہی بلبل اگر تھی وہ سیکیش چہ شمع سر تھی میں جاہل شاہ وہ دل تفتہ چھو اپلو کو میری شکار میں مٹی تسلیم تہہ از رنگ جہنی کا نہیں</p>	<p>شوق ہریں میں کی تو نگہ ہوں جس کے ہاتھ رات بھر حق جلا یا آگہی ہم جسکی ہاتھ جوڑ بہر پردہ پوشی ساسنی نکس کی ہاتھ دیکھتی گذری ہمیشہ قافی مجاہد کی ہاتھ صورت شعل لگی جلنی لقا با جس کے ہاتھ سیکہ لی برگ حنای چوم لپٹا سکی ہاتھ</p>
--	---

۲۹۹	روایت یابی تختانی	۱۸۳
-----	-------------------	-----

<p>میں کو کیا ایجان جو دیتی جام صبا آپ آہ و نالہ شور زنجیر جنوں سب تہی خفا جو کہیں باعدامری جانب سے کہنی بھی رہتی تو کیوں پیہر تی ہو بعدت مل شمع محفل تہی مری ہستی خوشی گفتگو زلف کے گروشیان کس دہان میں ایجان تمام کم نہوتا اس لب جان بخش کا اک سرو چہ میں تو چپ بیٹھا ہوا تھا دل گناہ کی اون لبوں کی و ہرور نگین مزاجی کی تری رنج ڈالا چاہتا ہی دو دو لون میں پھر بیزبان پیدا ہوا ہوں نہ تیری دم حضرت دل شام غم کا اس قدر ڈہرا ہی کیوں</p>	<p>شیخ کعبہ بھی نکرتا عذر تقویٰ آپ کون کتا حال میری ہیکسی کا آپ میں تو کچھ کہتا نہیں امی دہیا آپ مانگتا ہی کچھ مجھ سے روم تھا آپ کیا بھرتی کر لگی دل کی میں کتا آپ کب ہوں غالی جو کتا حال اپنا آپ سیکھ کر حشر تک عجز از عیسیٰ آپ قصہ شام شب غم تہی چہ پڑا آپ باغین ای گل ہوا ہنسکرتو رسوا آپ آپ کا مجھ سے کل کرتا ہی سیہ آپ صورت تصویر یوں خانہ شوش ہوتا آپ سچ کہو کیا کہ گئے صبح تمنا آپ</p>
---	--

اپنی ہستی ہستی شادی و غم کہتی نہیں
مٹ گئی خود تکی موج آب دریا ہے

۲۷۷
ای خدا تیرے کو خاک رہے بطن کبر
کیا کری گا لیسے کے فردوس معلیٰ ہے

تیرے غم غل غل سے میری ہنس ہنسائی مجھی
چاہتا ہوں پہلی خود دینی سنی ستائی مجھی
حضرت واعظ ہوں بایا صبح کوئی ہر ہون
ہو نہیں جو یو کہ نہ نانی کہ او کو عشق میں
اگر کیا اہو اسیدنا اسیدی ہی نہیں
ہو نہیں ہم رعب بہم بہی ہی ہم کی ساتہ
ملی نشان ہر نشان پیدا کیا ہی ہر
واج ہر کرتا ہی غیب میں کہیں ایسا نہو
وقتے خبر ہی یا غل غلے او کی لگو داغ
ایچہ لو شہ کوئی خضر مینا کی حضور
صور تیرے قدم ہوں آب ہولاداد

نیتجو وی ایسا نہو پہ ہوش جائی مجھی
آپکو دیکھوں خدا وہ دن دکھلائی مجھی
خوب سمجھوں آج میں جی آئی سمجھائی مجھی
بیڑیاں موج نسیم سج پہنائی مجھی
کوئی ہی مجھ کو تسلی کون بہلائی مجھی
آپ ہی جاتا ہی جو آپ میں لائی مجھی
جس قدر دھوڑی کوئی گویا ہولائی مجھی
مرگ ہی بنکر مزاج کیا تھی مجھی
لوگ کھنچا چکی تیرے کھینچی آئی مجھی
علوم گم گشت کے کی راہ بتلائی مجھی
خاک میں خند ہی ملائی جو کوئی پائی مجھی

۲۷۸
ابن جوشن آرزو تیرے کیا ہی ہی
روضہ شاہ نجف اللہ دکھلائی مجھے

خاک آغوش محمد میں بہن راحت ہوگی
پاس ندوں کی بنجا دیکھ و گرنہ وعظ
تم جلی جاوگی اس میں طرب ہے افسوس
آج مر جائیں گی کل فکر قیامت ہوگی
ریش قاضی تری ستار فضیلت ہوگی
آج ہم ہونگی ہماری شب فراق ہوگی

خوب گذری کی گرمی کی سحر تک پونچھے رحم آئینہ ظالم جو کسے بیکس پر سراوٹا یا چوہری شور جنوں کی دھڑ شمع کیوں تربیت بیکس کی پیمانی صبر جہل میں کس لیے اچان غم حسرت ہی تم سلامت ہو بخیر نہ گلہ پر رو کو	کہ نہ تکلیف بان ہوگی نہ راحت ہوگی ملک الموت تیری ہی طبیعت ہوگی ویکنا کیستی قیامت میں قیامت ہوگی اوی پر کا کہ آتش کی شہادت ہوگی آملی کی جو تری طح سلامت ہوگی ور نہ کل ہی نجی چینی ہی نداشت ہوگی
--	---

۲۹۹	حشر میں پیار سی کیا خاک ملی کا تسلیم گر تری ساتھ وہاں ہی ہی قسمت ہوگی	۱۱۱
-----	--	-----

کیا کی غیر کیے بار وہاں کیا آئے زندگی والوں کی کیا اٹکا پٹائی پھر ک کوئی ہمدرد نہیں ایسا جو شہادت میں ہوئے مجھ کو جو کون شہادت دی کی ہو ہو گئی قطع رہ و رسم محبت با ہم میں تو خود بھی نہیں ہیں گارہ شہر کا شکل تصویر ہوں کہتا نہیں کوئی اداں بت بنایا ہی خموشی کی زبان پر میری اگر کون سیر چوہری تری شہنم کی طرح کب سی کہیں کشمکش ہم درجائیں کوش انکوں نے اداں چوہری تری شہنم جنوں	کچھ نہ کہہ میری طرف اونہیں پہنچ آئے خضر ہی تھی سحر پر نہ سیجا آئے آرزو کو دہر سید یہ پونچا آئے کوسوں لینے کو جمی جاوہ صحر آئے اب دہر کا کوئی جائی نہ او دہر کا آئے کیا سنا آپ کے کیونچش میں اتنا آئے کیا کہی لب پہ مری حرف تننا آئے شکوہ آئی نہ کہی شکر خدا کا آئے گل چنیدین کہی کی جھکو بھی رونا آئے محاسب آئی کہیں سینا آئے شور محشر مری یا پوس کو دہرا آئے
--	---

صبح تک صبح جلی بات نہ پوچھی تو نے	اوستم کر تری محفل میں کوئی کیا آئے
۲۲۰	۲۱۹
<p>ای دلِ راحت طلب شکوہ نہ کرنا چاہیے پہلی ہی مرجاؤ گل میں شکستِ غمخیزی کرتی ہیں نصرت تجھی ادا نہ دیکھیں ہم فاتحی کو ہی نہ ہی بعدِ مرقنِ قہر ہے رند بہون مرقد میں وقتِ فنِ قبلی کی خوش داغ دیتا ہی مجھی نگینِ اجون کا سکوت دلی ہی ہی لڑتے ن طعنی حیاتِ تنہا منعم ہی چند ساعتِ صحبتِ لطیف بہار ڈھونڈ لیں گے ہم ہی کوئی شاہدِ تازِ کار شوقِ حشرِ جوتنِ تنہا کی تمنا یا عیش لی چلا ہی چو شِ حشرِ جانبِ صحرانجھی</p>	<p>جو دکھائی کر دشن ایام و یکسا چاہیے فوج کرنی کو مری بخشہ اچھوتا چاہیے عرصہ محشر کو اک ہنگامہ آرا چاہیے دوست ہی یکبارگی تمکو نہ ایسا چاہیے جانبِ بیخاہ سیری سنہ کو پیسہ آچاہیے باغ میں باوصبا غنچی کو پیسہ آچاہیے اسقدر ہی چینی پرای دل نہ مرنہ آچاہیے خندہ ہی گل پہ ای شبنم نہ رونا چاہیے چاہتی ہیں غم کو گر آپ اچھا چاہیے عالم اسباب میں عاشق کو کیا کیا چاہیے وسعت آبا جنون میں کار فرما چاہیے</p>
۲۱۱	۲۱۰
<p>مثمل دل سوزان عیشِ سحر جوتی نہیں ہے بی سبب کیوں مجھ پریش تاغِ پیغمبر ہی گلا نگاہِ لی ہی مری نگینِ مزاحی بعدِ قتل</p>	<p>واہ! اسپند ہے جو دانہ اس حسن میں ہے آج کسکا ہاتھ قاتل تری گردن میں ہے سرخ جو ہر خون ہی تیغِ وفا دشمن میں ہے</p>

<p>ہو گئی مشکلاک مشکل کمال ظلم سے عاضی ہی جس سے محروم کی ہی ہنسی کسنی جہانکا ہی ہو عاشق نگاہ نازی رقص تیرا دیکھ لاکھوں بلبل کے خاک میں واسع تنہا سے غم سستی خیال کیسے</p>	<p>میں قفس آباد ہوں تار مگرشن میں ہے میل سرمہ کہ نصیب پہ سوزن میں ہے دیدہ آہو کی شوخی دیدہ رولن میں ہے گردن جرج شکر گردن اسن میں ہے وہ صیبت کون سی جو نہیں فن میں ہے</p>
<p>۱۱۲</p>	<p>رحم کی بدلی ہو اسکر خفا تیلیہ یار قسمت بکرا اثر اولٹا مری شہیون میں ہے</p>
<p>پارسائی اونکی جب یاد آئی گی دیکھ مجھسا پھر نہ ہمد م پائی گی گریسے ہے پاس آداب سکوت یہ تو مانا دیکھ آئین کو سے یار کچھ کہے ناصح کرین کی ہم وہ ہے چوڑ کر ہستی یہی ہے غم مجھے ہون وہ دشمن دوست میت مری غم ہی کو یی جانان دیکھ کر انتہا ضبط سے ظاہر ہوا کچھ کہہ جا نصرت صبح امید کاٹ کر مر جائیں گی لاکھوں گلا خیر ہی جہنک نہیں ای دل عروج</p>	<p>مجھے میری آرزو شہد مای کی چوڑ کر اسی بی کسی بچتای گی کس طرح فریاد لب تک آئے گی پہرت اور کچھ شہد مای کی خاطر افسردہ میں جو آئی گی روح تنہا راہ میں گہرا گی تیغ قاتل خون سی نہ لای گی نا توانی پاؤں پہر پیلائی گی بقیہ راری شہد مای کی کیا بلا شام مصیبت لای گی رنگ آفت کی یہ مندی لای گی خاک ساری خاک میں مل جای گی</p>

<p>جانے دی صبر و قرار و ہوش کو گریہ ہے ہمایہ کے قسمت میں ہے ہوں سدا پاشعلہ جبر یا رہین</p>	<p>تو کہان ہی بھتساری جای گی چہ تیر تر و نے کو ہی ترسای گی آگ آہ آتشیں برسے گی</p>
<p>۱۱۳</p>	<p>ہجر کی شب گریہ ہے نہ ظراب نیند ای تسلیم کیونکر آئے گی</p>
<p>بہ کہ نہ کچھ میرے نظر ہو جای گی تو ہی تو ای مرگ بالین پر نہیں قبر میں رہن اپڑی گا حشر تک گریہ سلامت ہے دل پا مال ناز آج ہی زیر قدم کل امی فلک بہ کہ نہو گا حشر میں جس نہ بخودی وصل میں ہی گریہ ہی انقلاب گونصیب غیب ہو مر جاؤں گا فکر تنہائی عشت بہنگام نزع طول شب کا وصل میں بیجا ہی عذ کیا خبر تہہ سحر کی شبای اجل کوئے ذکر کوئی جانان ہی سہی سسکے روئیں گی وہ میری آہ او بن بت بیرحم سہی تسلیم صلح</p>	<p>۱۱۴</p> <p>ایک دن تیری کس ہو جای گی شام غم کیونکر سحر ہو جای گی منزل ویران ہی گھر ہو جای گی خیر سے کیونکر بس ہو جای گی یزین بالای سہ ہو جای گی جسطرف تیری نظر ہو جای گی شام سے پہلے سحر ہو جای گی مرگ ہی تیری نظر ہو جای گی مرگ خضر رہا سہ ہو جای گی آج بھی دیکھو سحر ہو جای گی مجھ سے ایسے خشم ہو جای گی کچھ تشکس نامہ سہ ہو جای گی مرگ دشمن کے خبر ہو جای گی گونہیں ہن تک ہو جای گی</p>

<p>کمالِ ضعف سی اکثر یہ حال ہوتا ہی ابھی وہ سن ہی کہ مکھیلیوں سی جلتی ہیں کسی سپائی طبیعت تو قدر چھوٹا موم کوئی گھڑی نہیں فرقت یں طبع تھا بلائی جان ہوئی مدین میں ہی خندا جو مرٹی تو ہوئی عشق یار میں پورے بہری ہوئی ہیں کہہ کیسی خیالی باتوں</p>	<p>کہ مجھ کو ناز و ٹسا نا محال ہوتا ہی خبر نہیں کہ کوئی پائمال ہوتا ہی ابھی تو آپ کامیرا سا حال ہوتا ہی مرا ملاں تمہارا خیال ہوتا ہی کہ بات بات کا مجھی سوال ہوتا ہی یہاں کمال سی پہلی زوال ہوتا ہی گھڑی گھڑی مری اونکی ملال ہوتا ہی</p>
<p>۲۱۵</p>	<p>یہاں تو بچ گئے محشر میں دیکھی تشلیح خدا کے سامنے کیا اپنا حال ہوتا ہی</p>
<p>خبر دیتا ہی کیا واعظ ہمیں زہن کی لکھد کیا اوسکو وقت نزع حالت جان کر بیونہر جان آئی ہی مگر ہی صبح کا تن سیا اوٹھا ظالم قدم جلدی خرام ناز سے باز آ ابھی سی سیکڑاوان سٹی ہیں بانڈ جنڈا کہیں کنار گل کہی حاصل کہی خورشید کا پہلو ہزاروں طرح کی جلوی ہیں میڈیکل انسان زیارت کے بھائی گھڑی قائل گور پر آیا</p>	<p>ہزاروں کی ہنگامی بہت سی سٹی ہی سیاہی چاہی دو دو چلیغ صبح ماتم کی اجل جان بالیسی کوئی ساعت کوئی م کی تقاضای تمنا ہی ہوا ہی شوق ہی چکی جوانی رنگ کیا لاتی ہی اوس محبوب عالم کی بسر ہوتی ہی سراج صبح و شام شبنم کی ہوئی ہی خیمہ سن نور بنکر جاک آدم کی ہوئی صبح طرب کو شب ماتم محرم کی</p>
<p>۲۱۶</p>	<p>نہ ہوئی مری ہی تسلیم ہم طبع ہم غوشی فشار قبر سی یاد آئی لذت و وصل باہم کی</p>

<p>آتی ہی بوی گل عرقِ نعلِ سال سے اظہارِ دوستی ہی عیثِ پایاں سے لبہایِ غنچہ پاک ہیں حرفِ سواں سے چمکایا آفتابِ زیادہ زوال سے نقصانِ نہی نصیب ہیں فخرِ کمال سے دیوانہ کبھی مجھی سحرِ حلال سے خالی نہیں مزارِ طوائفِ غزال سے پہولی شگونِ ثمت ہیں شاخِ غزال سے</p>	<p>نارم ہوا ہوں کچ کی یونِ نعلِ سال سے حشرِ زبون کی خاک پہ دامنِ شاکی چل خونین دھون کو عارِ کلامِ طلب سی ہی پیری میں دماغِ عشق پہوشِ متعل فریاد وہ جنسِ شبہا ہوں کوئی پوچھتا نہیں مفتونِ تازی چشمِ فسونِ گریبِ سائی وحشتِ کھارپی ہی پسِ گریبِ شاکی اسدِ ری آبیاری طوفانِ چشمِ قلم</p>
--	--

۲۱۷	تسلیمِ حیدر یار میں حسرت ہی ہی کہہ دیجی کہہ اور بھی پیکِ خیال سے	۲۱۷
-----	---	-----

<p>خبر ہی ملی کہ خجاکِ جسمِ لاغیر کی فنا طلب ہیں جبکہ وشنِ بارِ ہسان سے ہمیشہ رہتی ہی نفرتِ کدِ اسٹی ہون کو وطن کو چوڑ کی ایسی ہوئی ہم آوارہ پسِ قلبی وہی ملی نیازِ یان ہیں مٹی وہ محو کاوشِ شرکان تھا گورِ پرابتی گلی کا مار ہی سکر خیالِ صومِ منم بھائیں ریاستِ اپنی کی ہی گہی ظالم ہزاروں طرح کی مٹی ہی احمد و ہر کے</p>	<p>گئی نہ ہم سی کدورتِ مزاجِ صرصر کی سرِ حجاب کو حاجت نہیں ہی خجھر کی عجیبِ مختصر ہی کیونکہ نہیں سکست کی نہ آئی یاوبسانِ شتر کہی گھر کی نہ آرزو ہی کفن کی نہ فکرِ چادر کی ہر ایک سبزی فی پید کی نوکِ نشتر کی مری گلو سی عداوت گئی نہ خجھر کی کہ آبِ تیغ سی تر ہو رہاں جو ہر کی مری مزار میں شاہِ یزدین تی محشر کی</p>
---	---

۱۸۰	وطن میں جو ہرات کی چاہ کیا تسلیم صدق میں قدر نہیں آبروی گوہر کی	۱۸۱
یہی ارمان ہی کدبان ہی ہی دل خالی سر عبت کرتی ہی فی فواد عناد خالی رو ویاو کیسکی آغوش سلاسل خالی کب نہی امن ہی بطل کہ سائل خالی مر کی ہو گا قفس تنگ عناد خالی چوڑو تیا ہی بُتِ حوشِ انا خالی ہاں کل نہی نہیں ہی ششکل خالی ابھی پہلو ہی نکر پہلو بسل خالی	تو کہ مطلب نہی مطلب حاصل خالی پہنچہ گوش ہی ہر گل لب غنچہ خاموش صدمہ فتر قفس یاران جنوں لاوٹ نہ کا ہمیشہ جوش ششگل یہ کہ دم ریش ہے گریہ ہی ہی ہوس لطفِ اسیری صیاو کیا آوے کہ خطابین ہی نام کی جا اوسنی امید فابھی بھی وہ ہی پس مرگ آرزو تنگی نکلیا ہی وی دم او قاتل	
۱۸۲	کوئی دم آمد و رفت بشری تسلیم نہی عالم ایجاد کی منزل خالی	۱۸۳
ہو گئی نصرت کیس کی ہوئی گہرا کی زخم کھل کھل کہ بچکل حلقہ دم گہری گردن عشاق پہل پہل کی خنجر گہری ساری حلقی دامن کی آگہیں پہا کر گہری صورتِ فسانہ یاروں کی بانہیر گہری مثل شبنم پہمانِ یخ شب بہر گہری ہجر میں کوئی کی قابلِ دید تیر گہری	جسمِ بیرون کی نیر خاک گل کہ گہری انتظارِ مرگ بعدِ مرگ ہی قی ہا نارِ مستوقی سکھایا دوست دشمن کو ہی وہ و ہوا خواہ اسیری تہن کہ تیری ہا میں مر کی ہی الم میں ہی اپنی سہو کی کا و کر شام کوئی ہا ہی نصرت چاہنے وقتِ صبح ابو حاجت ہی یہ جان خوابِ نازی	

<p>ہجر میں بانگی عا جس دم طلوع صبح کی خط میں ایامی گرا بخانی مصیبت ہو گیا نخل گردون ہی عجیب ہے جدو نقش درم کھل گیا مرقد میں جب نظر نہ کر نکیر تشتہ جان ہو کہ طفل یمنی تقدیر سے ہمراہی ابراہیم کے بہت دشواری حون دلایا ہمت ساقی فی ہکواج ہی وجہ ناکامی فریب حسن آتش ہوا کام آئی آپ ہی یہ وہ پوشی کی لپی قلقل میں ناسا فی طعنہ تقویٰ نہ تھی</p>	<p>انکھیں دکھلا کر فلک پر مجھ کو اختر گئی اپنی اپنی نو لکر بازو کہو تر گئی واعظای دل مری سہمی میں کیونکر گئی غیر ہجرت نہ ہوئی احباب باہر گئی نشتہ کر قطر ہای ششیر بادری گئی اوڑتی اوڑتی طائر سدرہ کی شہر گئی یا تہ پہیلا کر شکل و ریا غرر گئی رات بہر ہم سو نکستی ہو لو کی پور گئی بکھمہ تو خاکستر ہو چکا شل خگر گئی کیون خفازا ہوا کیون نہ ہنسکر گئی</p>
<p>۲۲۰</p>	<p>ہونہ خلاق سخن تسلیم صرف کر سی یادگار طبع سوزون چند دفتر رہے</p>
<p>سوتا ہوں عجب چمن ہی کیا خواب عدم شاعر ہوں مری سیر ہی مانند قلم ہے کچھ کم نہیں طاق سی بھی عمر گزراں تکلیف جرات ہی ہی ہمت احسان جزو غیا جگر کچھ نکلا سیرم تنون سی باقی نر یا حوصلہ بوسہ املاک لکھا ہی کسی دیدہ پر آب کا شہنمون</p>	<p>آغوش کھد ہی مجھی آغوش صدم ہے صفحہ سیر عالم ہی سخن نقش قدم ہے جو دم ہی شرمین شل تیغ و دودم ہے بزر خیم شگفتہ کھنار باب کرم ہے اختر مری طالع کا گر شکل درم ہے نالہ ہی مری طرح سی پامال سدم ہے گرداب الم دائرہ حرف و قسدم ہے</p>

سجی کی بہانی شہنا تاروں شہب روز	ہر کہ لوح حسین پر کھو یار قسم ہے
۲۲۱	کس بات سی امید سحر بود چمنی سیکھم اہلک ہی ملت و طول غیب ہم
او ستم ایجاد ہیں صدق تری ایجاد بلبل تشہیر ہیں قافل نہیں فریاد حرف تک ہیں قید آواز و آواز راہ چلنی ہیں قدم تکتے نہیں بہر آواز آگنی سیاہ قافلو ہیں ہم صیاد کے کون آیا سیر کو قافلہ ہیں آدم زاد آسمان ہی لہری ہیں آبی سری فراد شب یہ عالم تھا کہ آنسو ٹپری حیات آ کی ایک رک یہی نالی نالیاں شاخ کیسے کیسے ناز و نہاں تہی ہی حیات خند ہائی خم طعنے ہیں سبار کہاوس سجی کرتی ہیں جہان پادشہ کا روز و شب ہم سحر ہیں قافلہ فریاد طوڑی ہیں روح رواں ہیں کہت بہر آواز مستہ ہی غلبہ قہر ہیں سبار کہاوس مصرع جودوں ہیں ہی سحر قابل حیات	آج نکلتی نہیں جس کو مری بہر آواز راز کیا ہے گلشن گلزار حیات دام کیا رو کیج گئے مجھ کو عالم ایجاد کب جھاکش ہیں سب کو عالم ایجاد ہای کیا غفلت تھی وہ جہی کھانا نڈل کس تاشا و دست کوئی پر کی سنلور چھر کی شب یہ جہم جلوہ اختر کمان تو اسیری جوش محرومی جہم طراب یا کس وہ نشین کی آگنی عصمت مجی بند اکہیں کہیں کبھی ظلم فی توڑی کہی چارہ و درمان فی مجا اور بھی سوا کیا ہم شیدان فاکا دین بیان اور چہشتے ہیں پروردہ پہلو فریق آرز پہرہ و کھلائی کہی صورت کل کہ ہم کون کیا تہا پس دیوار نالی اسے فاست و چشم تہان کی صفت کہتی ہیں ہم

<p>سجھی صورت آرام عیان ہوتی ہے اپنی صفات کے ساتھ ہر لحاظ میں ناز کرتی ہے زیادہ طلب بیجا سے شبِ صلیبت میں نئی طرح کی مساتی ہیں</p>	<p>عید دیکھو پس ماہِ رمضان ہوتی ہے بات جو منہ سے نکلتی ہی گراں ہوتی ہے زالِ دنیا می تو ہوش سی جوان ہوتی ہے مجھسی کہتی ہیں کہ اوٹھو اذان ہوتی ہے</p>
---	---

۲۲۳	<p>میری شعرون میں کیا معنی لفظی تسلیم یہ تو کیفیتِ دل ہی کہ بیان ہوتی ہے</p>	۲۲۴
-----	--	-----

<p>ہوں دیوانہ کہ دست کاوش تقدیر سے انکہ کیا چمکے یہاں اب تصویر نہیں کستہ رو لیں بہر تہا جوشِ ایزاد سے میں وہ بلبل ہوں کہ نگاہِ دل کی لٹی اور اک آفتِ پیا کی بوی گل فی چہر کر وصل میں کیا باعثِ ایزاد ہو جاہِ حسن کا کی مسخائی تیر خنجر لب جانِ بخشش فی اگ بہر کائی تپِ سوز و رون فی ہقدر غنجِ دل کو ہوئی پہر صحبتِ سرشتگی کیا گریبان ہی اوٹھاؤں وقتِ جانِ نہیں ہو گیا آزادِ قیدِ زلیست و شہ تر ساشیِ قاتل کی کرتی ہی گرا خنجر رور ہا ہوں جب مہ نازہ نہ کشت</p>	<p>خود بخود ہوں چاکِ پیلا میں تدبیر سے طرزِ بخوابی ہی سیکھا دیدہ تصویر سے وخمِ منہ گرہ لکھی کھسوں لبِ شمشیر سے دل لگایا اس چمن میں غنچہ تصویر سے نالہ بلبل ہی پیا دوازہ زنجیر سے پوچھی لطفِ زبانِ شمع کو گلگیر سے قم باذنی کا اثر پیدا ہوا تکبیر سے پڑ گئی چھالی زبان میں شعلہ تقدیر سے ای صبا آتی ہی کسکی گلشنِ تہریر سے منفصل ہوں استخوانِ آہ بی تاثیر سے آتی ہی آوازِ ماتم غار زنجیر سے منہ چپا لینی ہو مجھ کو اس شمشیر سے ہیں وہاں شکِ نہایت شمشیر سے</p>
--	---

۵	<p>دعائیں گزیریں کہ زورِ ناتوانی کی سبب رہتی ہی تیلیہ صحتِ خارِ مانگیر سے</p>	۱۱۳
<p>منصبِ جنونِ شہت کی جاگیر چاہیے کیونکہ نہ پہرِ بچی بہت نی پر چاہیے پہولوں میں ہی مٹی گلِ تصویر چاہیے خدا دہی صدا جمی و بخیر چاہیے لڑکوں کو لفظِ شہت تصویر چاہیے پایِ خیالِ یارِ مین ز بخیر چاہیے</p>	<p>چشمی کو تیری شوکت و توقیر چاہی شوخی و غصہ سے عشقہ بلا تہی ادا پیشکشِ شہتِ فریبِ گاسخانِ ہر ہون دیوانہ جمالِ بہت پرہ پوش ہون پیری میں حق حسنِ شہت ہو کیا ہے وشتی مزاجِ صحتِ عاشقِ مین ہو کیا</p>	۱۱۴
۱۳	<p>غنائے زمانہ میں تسلیمِ روز و شب عشرتِ پناہی غمِ شہتِ پیر چاہیے</p>	۲۱۵
<p>فریادِ مزلج ہی ناکہ کشیدہ ہی خیشہ کمان کسی کا گلوی بُریدہ ہی میری طح سحر ہی گریبانِ یدہ ہی دیوارِ پرفید ہی نگ پریدہ ہی گردنِ طوقِ حلقہ کا خیمہ ہی وہ پارہ جگر ہے ہی تو یہ نورِ دیدہ ہی جو گل ہی اس چمن میں گریبانِ دیدہ ہی جو حرفِ مدعا ہی ملاشتہ ہی گو وین آج تک ہی نما خلیہ ہی</p>	<p>کچھ لیں اشرارِ جو صبرِ سیدہ ہی باوہ نہیں فراقِ مین چکیہ ہی دستِ جنون ہی پنجہ خورشیدِ کمین دن کو ہی پناہی مری ملکِ کین زیورِ دلی پھرِ شہتِ شہتِ فوطِ صفت آنسو ہو یا لہوِ شہتِ دون عزیز مین بلبل مقامِ شہتِ عشرت نہیں جان اللہ دہی ضبطِ رازِ صحت کہ آج تک زیورِ کمان ہی انانتِ شہتِ کجاستیا</p>	۲۱۶

کیا جانی لکھا ہی سنگرنی کیا جواب پری مین جی ہی ہی تمنا ہی وصل دو تکلیف التماس سی ہی پاک مدعا	قاصد مری امید پہ جو آید دیدہ ہی آغوش شوق حلقہ قد خمیدہ ہے غماز عاشقی مرا رنگ پریدہ ہی
۲۲۱	جیسی سنا کہ چنتی بہن چم کچھ عمل ساری سی اپنی پار پر پروں رسیدہ ہی
چمکاسہ نقش پای پار پر ہے بہانک تیر و تختی اور چ پر ہے بہلا مین اور ترک صحبت سے سخا ای خانہ برباد سے کہین اور ہنسو بولو گر آئی ہو شب وصل دکھانے آئی ہیں صورت و منزع جگر کاوی ہے شغل شعر گوئے عوض و نئے کی وہ ہنستی ہریں سکر	ہمال خاکساری بارور ہے کہ ہمشکل فلک دو و جگر ہے خیال صبح مشفق کد ہے کہ آبادی سے ویران گر ہے شکایت تو مری جان عمر ہے دعای سچ صفت بول شر ہے زبان اپنی زبان نیست ہے مری فریاد کا او لٹا اثر ہے
۲۲۲	نہا ہے گا کمان تک تو بہ سلیم فرشتہ کچھ نہیں آخر بشر ہے
سادہ غیروں کی لہی صبح سربانی آئی پہلی انکار تھا پس نیند ہوئی مانع وصل فادہ ری حوصلہ نیست ہم ہی چپک چھڑنا تھا نہیں ہر پاس مگر کمان	کیا جلن تہی کہ لحد پر ہی جلانی آئی وہ حیا جب ہی پایو بہانے آئی ملک الموت کی ہم ناز اوٹھانی آئی آنکھ جب بند ہوئی شکل کمانی آئی

کہر سی کچھ کام نہیں چوڑی کھڑا کرک	واغ بدنامی وحشت میں مٹانے آئی
۲۲۵	ہوں وہ گمراہ بھی مشت جنوں میں تسلیم غول بن ہنگی خضر راہ بتانے آئی
ہنس ہنسکی غنچہ ہای چین کو ہنسائی احسان چاہہ کر کی حیا ہی اگر تمہیں حسرت کو درو ویا کس کو داغ فراغ کو گذری تمام رات نہ آیا وہ ماہر و ہر دم چین ہزار طرح کے شکستے حد او بعد مرگ بھی اسپر نیست آخر حصول صحبت دیدانہ کچھ تو ہو فرصت اگر دی نقد آشوب و وحشر زنگین مزاجیوں کی فکر و بھیجی اثر اندھی وق عطف ستم کہتا ہی ل	گلشن میں چل کی آج کوئی گل کہلائی اک دانہ اور بھی نہ مری جان نگاہ مری کس کو ہجر یار میں چھانے لگا لپی ہوتی ہی صبح شیشہ و ساغر او ٹھائی کتک پیر ایسی زخم جگر کو سلائی آب بقا میں خضر قانع چشائی دربان کو نالہای سلاسل سنائی دو چار ناز اور سحر کی او ٹھائی پای خیال یار میں ہندی رہائی کیجی نہ شکرا کہ اگر زخم کہائی
۲۲۹	تسلیم کیا پڑی ہی کسی ہو وفا کو آپ دل دی کی روزگار تھوڑا او ٹھائی
غیر رنج کہنی میں فم نصرت کہاں چلے کیا پوچھتے ہو نصرت کا کی نصرت ہنگام نوح بھی نہیں کہ غفلت مزاج حسرت ہی مثل سایہ رہی ہنگام و چل	یوسف نہیں جو سات مری کاروان چلے شیں سلائی تھی اسند جان سپر اب تک نہیں کہ ہائی کہاں چلے اک ان سرو ٹھاکہ تہ آسمان چلے

<p>ہوشی وصل میں لب جان بخش کی لپی دیکھا تھا چین کہ ہوئی ہم سپرد ام بہولی نہ بعد مر کہ ہی ہم سرکشوں کی ظلم دیکھا کی کسی فی تدیکھا کہے ہمیں تنگی دل کو دیکھ کے کہتے ہی آرزو اب ہم ہیں یا کنارِ خدا یا ہجومِ یاس موت آگئی مجھی دغا ہو کی جا بٹھی دنیا خراب کو ترپ آشوب وای سخت</p>	<p>سر چشمہ حیات سی ہم تشنہ جان چلے لے کر سو قفس ہو بس بوستان چلے لیکر تہ زمین گلہ آسمان چلے ہم اس جان سی صورتِ عمر روان چلے بیٹھے کھان کوئی کھان تھی کھان چلے احباب کی بیٹہ رہی فوجِ خوان چلے گویا کمان کی طرح کھینچے تیر سان چلے آئی تو کس جان میں چلی تو کمان چلے</p>
--	--

۲۳۵	<p>کہتی ہیں لاش کو مری کفنا کی یاس ت تسلیہ نہ پہ پائی ہوئی تم کمان چلے</p>	۱۲
-----	---	----

<p>خاکساری ہی ہماری یہ زمین پیدا ہوئے ہجر کی شب کے میں سو سو طرح کی ناز ہیں پر لگئی کس قی قش کی جانب پہلو نظر خاک میں مجھ کو ملا تا ہی جو مثل نقش پا آرزو ون کی اوٹھائی ناز جو جو کیا ہیں ہنویبِ شمنان تسکین تپنی دو مجھے بسکہ تھا آغاز میں انجام ہستی کا خیال نا اسیدی یکسی حسرت کہ ورت بیدلی لہو شاہ و خاک سنگ استان سی میں</p>	<p>دو و دل ہی صورتِ چرخ برین پیدا ہوئے میری قسمت اجل بنی نازین پیدا ہوئے پہر ہی بیتا ہی دل ہمنشین پیدا ہوئے کیا عداوت تجا کو امی چرخ برین پیدا ہوئے نا اسیدی میں جہتک تو نہیں پیدا ہوئے بیقراری تم سی بڑا ہر دانشین پیدا ہوئے نیستی کی پردی میں روح حرمین پیدا ہوئے ان نہیں ہی غیر ظالم کیا نہیں پیدا ہوئے تیری جو کس کے لپی میری جہین پیدا ہوئے</p>
---	--

<p>ابو جو عالم ہوا ای زندگی چھا ہوا میں جو کچھ ہون ہوں اپنی تکیسی ونا ہی یہ</p>	<p>پہو یا سب سے جو مر تو کہیں پیدا ہوئے تو تو جسے بھی سوا اندو کہیں پیدا ہوئے</p>
<p>۲۳۱</p>	<p>بخیہ کر تسلیہ کیوں کرتا ہے تکلیف لگو چاکری ہوئے کہ میری استیں پیدا ہوئے</p>
<p>جہاں کیا کہوں رہا گی کیا اپنی قسمت کے گرفتار جوان عالم میں عشق و حسن و نون ہیں ہمیشہ زخم جگر کس جو طلعت کے تصویری ہیں زمین و آسمان و فوٹ و بالہ ہیں نالوں ہی بہشتی ملک ابھی ہم ہی لیا دل کی تنگی ہی سیدیت ہو پیدا ملا بھی ملک میں غم ہی</p>	<p>کہیں کہتا نہیں کہیں جگہ تک باغ حشر کے یہاں تو پیری ہی ہاں زنجیر منس کے کہ ہم دی باہی بوسہ ہم باغ حشر کے مری غمصر میں پٹھانک ہی شربت حشر کے جہاں اب لیلی پہتا ہوں حشر اپنی حشر کے مری ہستی ہی ہستی ہی گویا شک حشر کے</p>
<p>۲۳۲</p>	<p>پہن ن بھی تسلیہ کر دیاں حشر میں گولا لگی پرتی ہی ہمیشہ خاک تربت کے</p>
<p>وہ سہ آج ای قاتل تیغ و دودھ کے نہانک مثال واز جبر شتاق منزل ہوں کوئی ہم شہرنگی محشر میں ملنا ہو تو آملنا سکھائی غلو محشر تو مری بزم مزاجی یشی یزید میں کی قاتل ہی کہ بیان آکر ہنسایتا ہی مثل نہ ختم ہوتا زکاوش بھی مقرر آج کچھ ہونا ہی اپنی تیرہ خمتی سے</p>	<p>کہہ سکی تو نہ کہتا تھا کہی جو شہر میں کہ چلتا ہوں میں اپنی کاروان سہی قورم کے قصا کا ساتھ ہی عمر و ان جلاتی ہیں ہم نہتا ابرو میں اپنی ہلکی تھار فون میں شہر نہ جی چلتی کو کہتا ہی اوہمتی ہیں قورم کے نہ کہتا تھا یہ طلعہ تیرا فوقی ستم آگے کہی ایسا نہ کہتا تھا تیرا شہر میں قورم کے</p>

۲۲۲	فریب سادگی تسلیم آفت ہو گیا دل کو نہ ایسا بی وفا تاشنا سمجھی تھے ہم آگے	۲۲۳
۲۲۳	<p>افندی نصرت نامہ براوس فتنہ ایام کے دیکھیں ہر دم یارو ناز یہ کیوں نہ کر نہیں نوجوانی میں خیال ہمدردی پر خوب تھی اک بہار تازہ کی فرقت میں تہا ہوں لہو کیا قدرتی فشار قبرسی ناو دم کیسا رگزی ہیں کہ بہت گل پر چرخ عشق میں آج تک محروم میان اپنی نہ دم بہر کم ہون اسیلی کچھ محک کی تکرر وہی بعد مرگ مخل ساتی ہستی کیوں نہ جی بہ آئی ہو عید</p>	<p>پہوڑوی خطابین جبکہ خالی بہاری نام کے مجلو چپ پٹی کی خو عادت نہیں نہ شکام کے فکر کرنا چاہی ہی آغاز میں انجام کے نگار لائی ہی محبت عارض کھٹام کے لائی تھی کچھ سجد میں آرزو آرام کے چاہی ہی چادر بہاری قبر پر پھولام کے دیکھی تھی صبح ازل کو شکل کسنا کام کے پہر کبھی کیوں نہ صحت چرخ ارزق کام کے ہامی کیوں نہ آج صحت میں خیالی کام کے</p>
۲۲۴	کیا کہوں کیوں آتی آتی پر کیا وہ شک ہر یہ بھی ہی تسلیم ہوئی گردش ایام کے	۲۲۵
۲۲۵	<p>آہ فی عیش کے زنجیر ہلائی ہوتی پاؤں پڑتا ہی تودہ ماتہ نہ آئی ہوتی خونِ سہل میں نہا کر کل آئی ہوتی آگ سی آگ لگی دل کی جھبائی ہوتی آج منہ کی ہلاکت فی کھائی ہوتی صفت شمع یہی آبلہ پاسے ہوتی</p>	<p>قوت کشش غم جو دکھائی ہوتی کیا بھی حسرت گشتِ حنائی ہوتی نکتہ قتل میں ہی تنہا جلائی ہوتی ساتی اکھن تو ہی سچ پلائی ہوتی ارواں لب لباب لانا سے ورنہ یہ بھی ہی تھی اگر سوختہ قسمت تیری</p>

گر نہ تھی طاقت دیدارِ منہ شکلِ کلیم
 جستجو میں تری ہم پہر تری بگولی کی طرح
 کوئی صحرا نہ ملا جو شش و شست میں جان
 شور و خیرِ چکانی ہی غرض تھی جو تجھی
 نوحہ خوانی کو عناد دلِ سرس مردن آتی
 تہا وہ محسوسِ منہ جو تنہا کرتا
 جاتی گلشن کو اگر تم تو پہ پہتقبال
 فاتحہ پڑھتے جو وہ ہاتھ پیر کہکھ
 تہا وہ بیکس کہ مری غم میں سختک ہوا
 دل کی حرفوں کی طرح تھی مری اونکی اغت
 میں جو گشتہ بیابانِ جنون میں مری
 کیا نہ کہتی دلِ صد چاک کی جستِ بیل
 ایسی بی کیفیت ہم پہر کی ساقی جاتی
 کسکو تھی تابِ قفسِ جان پر کہ کہہ تھی
 ویکہتا چپ ہی تو صیا و سنگ کی بھی
 ہجر میں سب ہی تھی وعدہ خلائی تھا

تمنی آواز ہی پردی بھی سنائی ہوتی
 خاک ہی ہو کی سدا خاک اور رائی ہوتی
 خار ہوئی کہ مری آبلہ پاسے ہوئی
 سخت خفتگی مری تیندا اور رائی ہوتی
 عرقِ گل سی مری قبرِ سائی ہوئی
 مرگِ دشمن ہی مری کام نہ آئی ہوئی
 بوی گل پردہ گل سی گل آئی ہوئی
 شمع تربت مجھی انگشتِ خنائی ہوئی
 خاک اور رائی ہوئی سر پہل آئی ہوئی
 ملتی باطن ہر توجہ ظاہر میں جدائی ہوئی
 خاک غم سر پہ بکولون نی اور رائی ہوئی
 گوشِ گل کو جو میسر شنوائی ہوئی
 نسبی می فوسقِ لچھٹ ہی ہلائی ہوئی
 دو گہری میں نہ اسیری نہ رائی ہوئی
 کچھ نہ کچھ تہمتِ فریاد لگائی ہوئی
 وہ نہائی تھی اگر موت ہی آئی ہوئی

تم نے کیا حال کیا دل کو جلا کر سلیم
 اک اس سوزِ محبت میں لگائی ہوئے

۲۳۵

دلسوزِ غمت وہ ہوں کہ جہنمِ حذر کرے

کیا بجو آفتاب قیامت اثر کرے

<p> مین کیا کروں جو خبری خود خبر کرے اسد ہی جو شام جدائی سحر کرے آتش و دہ کیا ہی جو سر شرکان تر کرے پیدا نہ مشکل بدر ہلال سپر کرے بدظن ہو مجھے غیر کو پیغام بر کرے غنچہ ہزار گہ سی ٹکری جگر کرے وہ خاک ہوں جو دیدہ آفتوں گھر کرے فکر فتنہ کسی کہ غم ہال پر کرے کوئی توئی ثباتی شبہ نہ نظر کرے </p>	<p> بت بشکیا کہ راز محبت عیان نہ ہو کیا پوچھتی ہو حال مریض سراق کا بیابانی حباب کی وئی میں کھل گئے ویکٹی روسیہ زانی مین باکمال یہ بھی لکھا نصیب کا ورنہ بھوم شوق ممکن نہیں کہ ہوں صد چاک کا جواب مرکز ہی رفعت مین غل سی تکم پھن وودن کی زندگی ہی سپر شیندلیب ہمدلی ہدی ہیں کیوں گل بلبل بہار </p>
--	---

تسلیم اپنے حال میں ہر دم ہی بستلا
 دوست کیا نصیب جو کسب ہنر کرے

۱۶

۳۳۶

<p> باتوں باتوں آگ پانی مین لگاؤں تو آب پیکان سی لگی ل کی بھائوں تو آپ بگردون تجکاوای زاہد بناؤں تو سخت کے بگڑی ہی اک دن بناؤں تو روز تیری سر کی جوئی قسمیں کہاؤں تو بکلی شکل خواب آنکھوں میں سماؤں تو سر لوٹا کر خاک مین تجکواؤں تو اٹھا لکھو مسل مین سوسن بناؤں تو </p>	<p> سوز دل کہ کھکی تجکاونوں دلاؤں تو آج ای قاتل قمر تیر کسماؤں تو مرد کی لیتا ہی ہر دم فصل گل فی تو کیا ایتو ہستے مین ہنسیدن مین گیر علی ان وکھڑن ہو کی بدظن مجھ ہی لی حمد وفا تو بھی کوئی کیوں مین کہی صورت ہو مسد گردون دسی پاؤں تو اگر پرے دیکھا کرو مین بوسی لی کی کرے نگارنگ لہ </p>
--	--

<p>یہ تھکا دل کھینچ طوفان اوٹھاؤں تو ہوش میں تھکوبت یہ ہوش لاؤں تو تیری خبر کو گلی اپنے لگاؤں تو گوشہ دل ہی تھلا کر پاؤں تو داغ ناکامی کو سینے سے لگاؤں تو بخت شوم کھینچ چکاوں تو بوی گل جگر تری کوچ میں آؤں تو</p>	<p>جو بھی دیکھی تری محفل میں ہر دنی لگی وہ کروں لی کہ سنگ آگہ سی اور جانی نہ تو نہیں بتا نہ دل میں کچھ شوم و غم لی غرض سب باتوں تو سوچ کر روکا ہے تو نہیں آتا آئین ہی غیب قوت میں رات ہر چہ یونہی سوئی مگر شری بہر گرتو ہوتا ہی مری نقش قدم ہی بد گمان</p>
---	--

۱۱	<p>کہ طریقت میں یہ کلمہ ہی ہے تم کو کیا ہو غرض کہ تا بتاؤں تو</p>	۲۳۴
----	--	-----

<p>دو رخ کنار پنہاؤں جگر میں ہے میل شمار حلقہ بسیرن در میں ہے تن ہی گل کی روح نہ ملن بال پر میں ہے عینک کھینچ اشک کی چشم تیر میں ہے دل میں بھی جلوہ گر تھی جو نظر میں ہے حسرت نول میں ہی نہ تنہا جگر میں ہے خندہ دل گر یہ ماتم شر میں ہے وہ لعل شام ہوں جو کنار سحر میں ہے صبا کوں بھی غلشن بال پر میں ہے پیدا اشکات غم جگر ہر جگر میں ہے</p>	<p>بہارِ میل وود ہوا ہی سفر میں ہے میں میں جہان میں جہان میں ہی میں اندری بوجہ تھنک بعد مرگ رونی سی قوت بھری اور ہی بڑ ہے میں آئین ہوں ظاہر و باطن مرا ہی ایک دونوں وصال یار میں آگہیں چرا گئے عشرت ہی بی ثبات کی سامان گئے جہنک ہی زندگی جھی شہر کی انصیب جاؤں گا چوڑا قفس تنگ میں کمان خالی نہیں ہی زخم سی پہاوی لفظ ہی</p>
--	--

۲۳۸	تسلیم کچھ عجیب ہے قاصد کی گشت کو سوسو طرح کی پیغمبری ہر خبر میں ہے	۲۳۸
۱۲	یہ مرغ دل رہی ہی جو آپ نے دیا ہے کس میں صید توں ہی اک آبلہ پٹا ہے گڑ بہتا ہی ول جس کا فریاد کر رہا ہے دیتا ہی مج کو تسکین اف کو منار رہا ہے جاؤ بتو حرم لب میں جن اور خد ہے تو بہ کی ملی اب تو کچھ اور حوصلہ ہے خواب بحدی اسی ول کوں جاگتا ہے ہر بچہ گری گریان ہر زخم منس رہا ہے گو یا کلمہ ہونا اقبال غیر کا ہے	۲۳۹
۱۳	تسلیم کچھ عجیب ہے قاصد کی گشت کو تکرار بے کسب کا کچھ اور بدعا ہے	۲۳۹
۱۴	دفن کر صیاد بیل کو چمن کے سامنے جائی گی سر پہ پڑے اہل وطن کی سامنے منہ بنائی بیٹی میں گور و کفن کے سامنے سر جو بجائی بیٹی میں شہن شہن کی سامنے ہاتھ پر پیلا رہ گیا چرخ کس کے سامنے منفصل کرنا نہ چکو گور کون کی سامنے	۲۴۰

آرزو کیا اب تو دلخ نامرادی ہی نہیں
 وای بیدار نہ ہو چہا ایک نہ بھی سوز دل
 سست بیان میں نہیں اب شیخ لیکر لکھو
 جی میں آتش علمہ رو کو حد سے پرانے کی آج
 جس کے چہرے پہ بولی شوق می کی دو
 خاک جی پہلی تر خاکِ لحد اچھی نمی
 گویا ابھی ظلمتِ شبِ فرقتِ مگر

جل گیا جو کچھ پڑا دل کی جلن کے سانسے
 شمع کیا کیا روئی اہل انجمن کے سانسے
 کچھ نہیں جلتی بہت تو پشکن کے سانسے
 دیکھی بٹھلا کی شمع انجمن کے سانسے
 بن گئی بہت ساتی تو پشکن کے سانسے
 ایک صے رشتے نیم چرخِ خستہ تن کے سانسے
 کیا حقیقت ہے مری بیتِ سخن کے سانسے

بات کر سکتی نہیں ہم شعر کہنا تو کہاں
 کو لیتے ہیں تیل کیا اہل سخن کے سانسے

جو حوصلہ ہم رکھتی ہیں گویا نہیں کہتے
 تصویر میں سینی میں گلچیا نہیں کہتے
 ہم بلوغ میں اپنی گلِ عیا نہیں کہتے
 آرام کچھ صورتِ دریا نہیں کہتے
 بتنا نہ سہی پس جی کعبا نہیں کہتے
 جینے کی بھی اس دل میں نہیں کہتے
 ہر حمی صیاد کا کھٹکا نہیں کہتے
 کیا تم لبِ عجبِ انسیحا نہیں کہتے
 دل میں ابھی پرتی کا اروا نہیں کہتے
 پامال سرِ جاوہِ صحرانہ نہیں کہتے

جز ترکِ تمنا کے تمنا نہیں کہتے
 جو چاہو کر و ظلم کہہ آفت نکرین گے
 نفرت ہی دور کی کسی ہیما نکات میر جان
 ہر دم ہمہ تن گرم و رواہ طلب ہیں
 سجدی غرض ہی میں کیا قیصر کان کے
 مرقی ہیں مگر ڈر ہی کسی کا ہمیں ایسا
 ہم طائرِ تصویر میں کیا فوج کرے گا
 کہتی ہو جلادی کوئی بسمل کو ہمارے
 دریا کی طرح جوش میں آئی جد ہر آئے
 وحشت میں ہی خاک نشینوں کا دہے

<p>تسویہ بنایا ہو جس ترک ہو جس نے کہدتی ہیں چہیتی کی لپی راز محبت سکتے ہیں فغان پویش کی جگہ صفت نے وی عمر دور و زور میں خج اسوت بہی شجر خنجر کی سنان کی تخلص تیر نظر کے ہم کشتہ کیسے اب ہیں کیا خاک جیسے گے</p>	<p>ہم نام کو بھی کوئی تمنا نہیں کہتے پردہ فقط اتنا ہی کہ چاہیں کہتے خاموش ہی ہنا وہ گوارا نہیں کہتے یہ بھی کوئی جیسنا ہی کہنا نہیں کہتے کس کسکی ہم اس دل میں تمنا نہیں کہتے اچھا ہی جو وہ لب علم عیسیٰ نہیں کہتے</p>
--	---

۲۲۱	<p>برسات میں ہی بادہ کشتی سی کرین تو بہ تسلیم ہم اتنا ہی تھوڑی نہیں رکھتے</p>	۱۹
-----	--	----

<p>قفس میں قابو نہیں جگہ پہاں پر ہوتے قیاس قفس میں کہک بازو کو دھجانا اوٹھا لیتی کی فرصت ضابطہ ال کرتا مجھی تو طعنہ سپرد از فصل گل میں دیتا چلو ہم گئی فرصت جگہ امثال ورنہ کہہ ہی تو اٹھنا اور کی قدریں لپکتے سب کچھ قیوں کا ورنہ لاکھ بھولی تھی دم پر ہی ل کارسی کیونکر غفلت ہو رنگ شمع ہماں شمع بھون لی جو رونا ہو نصیب سے شمع بھون بھلاسی وہ نہیں آتے بنا کر شمع کا لاکھ امثال اور سکتے</p>	<p>تو ہم ہی پاؤں پہلا کر چھری کی آج ہوتے بلاسی صبر جاتا اگر زنی بال و پر ہوتے تو جیسے مجھی ہی پا پاں کھونجخت جگہ ہوتے اسی قابل اگر صیا میری بال و پر ہوتے یہی شکوی گلی باہم مرجان عمر بہر ہوتے تمنا کچھ تو براتی جو خاک رہ گذر ہوتے مری حال نشان ہی تم نامتی بخیر ہوتے کہ اکثر آنکھ دکھاتی ہی انسان کی سحر ہوتے کہاں پاگی تو امی کسی مجھ کو سحر ہوتے کہ ایسید بنی ملین یا مین کی سحر ہوتے پہونچتی کان تیرا کونکی اگر شمل کہہ ہوتے</p>
--	---

<p>نئی خوشی آنا ہی نئی مین جان جلیتی جہان میں نشان اپنی ہمہ روز عفتی طلب کی تھی کل مثل شبنم اور کی اعلیٰ نہ رہتا کفر و دین کا ایک پابن عالم میں پس یہ وہی سپردہ دی ہر جان مضطر کی فقط آواز سن سکر وہ روئے پر غن و زمین</p>	<p>کہ ویرانہ جہان جو تانہ آبادی گہر ہوئے چھپاتا آسمان جتنا ہر دم تہی ناسور ہوئے اگر بالفرض تم ہی تھر سیمہ چرخ پر ہوئے خدائی وطن سے ہو کر تھیں تم جہر ہوئے قیامت جلوہ گر ہوتی جو تم پیش نظر ہوئے خدا معلوم کیا ہوتا ہوتا ملی با اثر ہوئے</p>
<p>۲۳۲ گور تک شرمندہ یارانِ وطن سہجائیں گے دہوتی بوس ہر گناہِ قتل و بھی حشر میں منہ لگا ہی نجس شوق تیرای قاتل نہ کہ پیغم بعدِ مدفن ہی نہ کم ہو گا اسیرے کا مزا لاکھ شہنشاہان ہی ہم قتل اکیدن سوختہ قسمت میں شل شمع کشتہ فتن منہ نہ کھلا میں گے و کم ہیں گے ہر شکلِ خزان امی ل یوان اسیدِ ربانی کس لیے کاوش صیاد و تاجر باغبان خارِ خزان</p>	<p>۲۳۱ امیر اس وقت کی تسلی سب نابل و جاہل ہیں ہنر کی قدر حرکتی کہ خود بھی باہنر ہوتی منہ چھپائی اس چاک کفر بھی جائیں گے خون کی وہی کہانتاں پر چہن جہاں گے اکہلن بچان نہی ختم کمن سے جائیں گے تاقص و چار پرادر کر چمن سے جائیں گے یار کی دستک کسی جلی ہی فتن جائیں گے نور کی تڑکی غمناکی انجمن سے جائیں گے بوی گل کی طرح چو کیل چمن سے جائیں گے بیچ و خم کا ہی کو زلف پر شکن سے جائیں گے کیسے کسی داغ لیکر اس چمن سے جائیں گے</p>
<p>۲۳۳ دیکھنا تیل یعنی اعتقاد پاک کو خلد میں جسدن طیفکِ جنت سہجائیں گے</p>	<p>۱۱</p>

ناز برداری میں گزری شب ان شاد کی
 آئینی کی نہیں ہی برخیز کرتی ہیں جگہ
 فرخ ہو کہ خون ہی بلبل فی پید کی بہار
 کس قدر ہی جو ہر عاشق کشتی دل کو پسند
 شور مینا بی تو رسوا کر چکا تھا شکر ہے
 روح جب گہر کی نکلی مل گیا تن خاکین
 لوٹ میں گلچیں پہ فکر دامن صبا و
 تیرہ روزی کیا کہوں وقت لاوت دیکھ کر
 حشر کا وعدہ ہی زیر خاک چشم و ہستی
 دم ہی جب تک چار دیواری عناصر ہی بیا
 سخت طہیزت کا شریک حال ہونا قہر ہی
 رشک بیجا و کینا آیا جو حرف آ ہی
 داغ دل کی ساتھ بی برگی بھی زم زمی
 اس قبہ جینی سی تنگ آ یا تھا میں جب گیا
 آج کیا ہی کس لی ذکر وفا ہی بار بار
 گردش خنجر ہی پہلی مر گیا میں خستہ جان
 خاک ہو کر ہی ہی باقی ہی سوز ستخوان

تھی کہی منٹ محبت موشی کی کہی نہ یاد کی
 پیاری پیا کھو تیرا وقت میں نہ یاد کی
 بوی گل تھی میں کلیان میں صبا و کی
 تیغ بنوا تا ہی قاتل تیشہ فدا کی
 آبر و رکھ لی خموشی فی مری فریاد کی
 خانہ ویرانی فی کیا مٹی مری با و کی
 کون وئی تکیسی پر بلبل ان شاد کی
 اوڑ گئی رنگت رخ صبح مبارک با و کی
 دیکھتا ہوں ہ اپنی ہستی برابر و کی
 خاک اوڑتی ہوگی اکدن قصر بنی بنیاد کی
 بن گئی تیشی سی آخر جان پسند و کی
 ضبط سی کیا کیا لب خاموش فی فریاد کی
 لالی کا سینہ ملا قسمت شمشاد کی
 شور یا تم فی اوار رسم مبارک با و کی
 سچ کہو کس ہی ملی کسکی طبیعت شاد کی
 رہ گئی منہ دیکھ کر حسرت دل جلا و کی
 جل ہی ہی شمع اپنی خسانہ بر باد کی

حسن بندش میں تلاش معنی نوخیز میں

چاہی تسلیم شکار پروی استاد کی

<p>یہی جو ہوسے لب جام کی تمنائے یہ تہنہ ناگو ہوا غم نہ غیب کو فہوس میں وہ غریب تہنا جب مر گیا تو ماتم میں ابھی تو اوڑھتا میں چارہ گر لیکن کہان وہ تابِ نظر تھی جو دیکھتا صدگر قریب ہی نہ رکھتا امید پر وہاری کی سوائی نام نشان وہن فسانہ ہے</p>	<p>لگائی تو ہستی ہنس نہیں کہ خوب سینا نے دکھائی دل کی پہ پہولی ہزار دیا نے اوڑائی حشر تلک سر پہ چاک صحرانے مجھی جینی دیار وز کی مداوا نے رکھانہ صبری قدم دیدہ تماشا نے سیانہ چاک سحر سوزن چا نے یہ خواب وہ ہی کہ دیکھانہ چشم عقا نے</p>
۲۳۵	<p>تپ فراق سیلیم کی یہ نوبت کی کہ منہ کو ڈھانک دیا دیکھ کر سی جانے</p>
<p>عار تھی جنگو ہمیشہ مری پنجابی سے دزلدی میں ہی زمین لحدی آٹہ پیر جاگنا ہی شب تکلیف برک دوست ندیا جب کہ مہ و مہر کو دم بہرام بچہ گئی دل کی لگی داغ میں ٹہنڈک آتی</p>	<p>وہی جاتی ہیں او تر کر ابھی مہتابی سے مر کی بھی چین لیس نہیں بیتابی سے انکسین یا قوت ہو ہیں ہی پنجابی سے کیا توقع ہیں اس گنبدِ دولابی سے ترہن نظریں گل خسار کی شادابی سے</p>
۲۳۶	<p>رہ گئی آج بھی اسیدِ شہادتِ سلیم پیر گئی آکی اجل تیغ کی ملی آبی سے</p>
<p>سہا ہی من تو کیا پر داز کی دل سی ہوس نکل ہی فیصلہ محشر میں کیا ہو جو بیٹی ہیں پرار مان گون و خیر ہیں و نون دیکھی کیا ہو</p>	<p>کہ ہل سکتی نہیں جوبال پر زیرِ قفس نکل وہان تہجان کی شمع میان فریادیں نکل کسی کام کہی آہان کی ہوس نکل</p>

<p>ایسر ہر فیضہ لانی گاشن اسجاوین شہمت میں کسکو غمیر چھوڑوں فون اپنی میں محبت میں کچھ کی تھمتہ بندی ہر زبان کی تانگی کوئی گے بہلا لایا محبت تھمتہ نریج اسیری کو تنہا تلک کا سونج عیشت شیرین بہانی سی مٹیں گے خاک اپنی داغ محرومی قیامت کو نہ سوئے میں اُلی پہوٹی ہوئی قسمت خیر کیوں کر نکالی گا کوئی کبتاں لے اسمل سی پیکان کو متاع خانہ بر پاوٹی لیل اکب تمام شام تھی گذر بھلا رخسار غم سی ہم بہر نی غلش اپنے عزیز قافا وہ ہوں جو گم ہو کر میں باورن یوں نہیں اُٹتی جگر تھی عمر و روزہ گذر جا پتا ہی آج سا کیسے ملی امر کا کہ مدفن سے</p>	<p>وہ لیل میں غم سی ہم لیلی اپنا تھمتہ نکلا نہ غم نکلی نہ جیتی جی مرنی ل سی ہوس نکلا یہ وہ جامہ تھمتہ تھمتہ میر جی کی پھر سی نکلا ہزاروں شہنائی باغ مہمان قفس نکلا فی قلبان سی ہی ہندو تھمتہ مگر کہ رس نکلا دمان کی خاتو لسی ہیان ہنگر ہوس نکلا کہ سیری باورن محبتی بھی سوا بی و ترس نکلا جو سو میں ایک ہی نکلی تو یہ لاکھوں برس نکلا جو کیا ہنگر گلو نسلی کی کچھ خار و جس نکلا ہمیشہ بھی لٹی بھی لٹی ہوئی تار نفس نکلا در اچھاتی کو پٹی تھمتہ تھمتہ ہنگر جس نکلا نہ ہم نکلیں نہ پچانی سی ایسا ہی سس نکلا گر بیان کفن کو بہار کردہ سرت ہوس نکلا</p>
<p>۱۲۱</p>	<p>گلی مل ملکی ای تھمتہ رومی خواب پس میں تھمتہ سے چھوٹ کر جسدم اسیر تھمتہ نکلا</p>
<p>عشق بہت میں فقط جو رو بخا دیکھ چکے کہیں لایا نہ کہہ ہی او سکومری بالین کس دل سی کہتی میں ہی حوصلہ بیتا سنے بچا اک پوشت ہی رو کردہ وحشت اپنا</p>	<p>ہمتوای چرخ کچھ لیس ہی ہی سوا دیکھ چکے بس تجھی او اثر آہ رسا دیکھ چکے آپ ایسا بھی کیا بھی تھی کیا دیکھ چکے یہ بھی بد تھی ہم آبلہ پا دیکھ چکے</p>

<p>ابو نصرت می روزه ملک عدم کی قاتل تا اسیدی سیستانی ہی شیعہ وقت میں تشنہ کامی کی لہی کسی نہیں کی اب کسی اور کو پامال مت کیجے دل اسیران قفس کا نہ کسی دن ہسلا شوق در پردہ ہی دہلیس کی تا ہی سوال نازک اندامی جانن کی خبر کیا لیکن جہر گیسوین کوئے وجہ تلی نہوا</p>	<p>عجب ہم گرمی بازار قفسا دیکھ چکے کیوں فریب اثر دست عا دیکھ چکے تجھ کو ہی بد و م تیغ جفا دیکھ چکے دیکھنی تھی جو ہمیں ناز واد دیکھ چکے نکمت افشانی دامان صبا دیکھ چکے انتہای ستم رسم حیا دیکھ چکے بار ناقش تک تاریخا دیکھ چکے مشک چین شک ختن مشاک دیکھ چکے</p>
---	---

۱۲۸۸	<p>شمع افروزی مضمون کے بدولت تسلیم بار ہا جلوہ بزم سدا دیکھ چکے</p>	۵
------	--	---

<p>ہیں نامہ ای چند غول کا بہانہ ہے مرکز ہی اپنی تیرہ نصیبی ہی اوج ہے خالی نہ بعد مرگ ہی مہسی جہان ہوا نالہ کچا ہی ل ہی خفا شوق ہی اس سر ہی کٹا کی خدمت شمع خروار ہے مجہ سخت جان قتل ہی جلدی ملا فورغ</p>	<p>عاشق ہوں میں مزاج مارشاد ہے بالای قبر و دو جگر شامیانہ ہے گو میں میری ہوں ہرین اغشاء ہے تو کیا بدل گیا ہی کہ بدلا زمانہ ہے قاتل کی ساتھ ساتھ مرا خون چاٹا ہے قاتل پر آج فرخ ساز و گانا ہے</p>
---	---

۱۲۸۹	<p>استاد سیکڑون ہیں فرخ شمع میں مگر تسلیم اپنی طرز کا تو ہی یگانہ ہے</p>	۶
------	---	---

مرکئی مل مضطرب ہی لارن جہان کیو اسٹے	یہ جہرین لان ہی اپنی کاروان کچھ اسٹے
--------------------------------------	--------------------------------------

ہنشنیں لکیر کیا میں غم بڑھ سوزِ جگر سے
 سرخ رو کرنا آئی آج قاتل میں سے مجھے
 ہر صغیر سی ہی ہوا ثابت محبِ صیاد کی
 غیر کا افسانہ بنی کو نہ تھی نازک مزاج
 کہ نہیں نہ ان میں سے مزارِ جون کو وطن
 دفن کو دنیا مع زنجیر محبوتِ قبر میں
 دور میں تیری ہیں مجھ کو رسمِ جو حیف ہی

ہوا اجازت نالہ آتش نشان کیو سطرے
 یاد قاتل فی کیا ہی امتحان کیو سطرے
 ہمزبان ہوتا ہی دشمن ہمزبان کیو سطرے
 دردِ سر ہوا ہی میری دستان کیو سطرے
 باعثِ محبتِ حق عمرِ روان کیو سطرے
 چاہی ہی مانِ محبت کچھ مان کیو سطرے
 کچھ تو ساقیِ رحم کر میری مغان کیو سطرے

فصل گُلانِ فی خزانِ سلیکھ گلشنِ سحر
 چمنِ ہی ہی تنگی بلبلِ آشیان کیو سطرے

۲۵۰

کر ہی ہی عیادتِ تکرار ہنستے بولتے
 تیرے تمنا باغِ عالم میں گلِ بلبلِ طرح
 ہا ہی کہتی ہیں غضبِ لائیں گے تیری مدعی
 میری قسمت سے زبانِ تیر ہی گویا نہیں
 دل لگی میں جس شیل کچھ کجانی تو ہی
 کچھ سببِ جو گرا نہ بی سببِ افسانہ تھا

منہ کی اکدن کہا میں گے غیارِ ہنستی بولتے
 بیشک ہم تم کہیں ہی بارِ ہنستی بولتے
 دیکھ لیں گی اگر پسِ دیوارِ ہنستی بولتے
 ورنہ کیا کیا زخمِ دہندارِ ہنستی بولتے
 بوسی لی لیتی ہیں ہم چارِ ہنستی بولتے
 چہرِ مکر یوں آپ سی غیارِ ہنستی بولتے

آج عذرا تھا سلیکھ گل تک یار سے
 آپ کو دیکھا سرِ بازارِ ہنستی بولتے

۲۵۱

دل ہم آغوشِ خیالِ شاد نگاہ ہی
 چاک ہوئی ہی ہی کو جو نہیں ہی امن

ساتھ اٹھنشی کی پہلو میں ہی تنگ ہی
 تنگِ حشر ہے گریہاں ہی جو تنگ ہی

<p>شہر جا اور بہی ہی ہوش کہ تیری ہمراہ تو کشیدہ نہوای گل چو نمین کی عظیم بکشمہ نہ بکشمہ نگ جوانی تر لای می کی خنرو</p>	<p>شوق پر دازدین چہ کامری انگ بھی طول قامت کسوا منہ چین انگ بھی سب سے جو بن ہی آلا ہی کٹو ہنگ بھی</p>
<p>۲۵۲</p>	<p>۱۹</p>
<p>خالِ یوں دل تیرا بر و نظر آیا مجھے کسنی نابل کو سداوی خست گل کی تہ چشمِ عبرت میں ہی شبِ غم کو کیا فوج پاؤں پہیلا کر جو سیاہ چو نکاح شریک دیکھ کر موتی تمہاری کان کا ثابت ہوا چشمِ فہم فی جوارالب فی زندہ کر دیا کیا ازل ہی صورتِ تصویر پہیل غلوں تھا جب اچھشی کو تر پیا یا خیال زلف فی غیر سے ایسا کیا پیداکم پیشی ہوئی کیا عداوت تھی مری آرام بھی بعد رک اے حسرت صبح تک بن گئی انکلی سہرو آج تو نی ہا ہ سہی اپنی پلائی جو شراب بوسہ ابرو لیا کرتی ہی اوڑ کر زلف یا ابھی سہی ہی لگا کر تیر کو دل فی کسا</p>	<p>کبھی کی محراب میں ہند نظر آیا مجھے ہوٹل رنی میں بربک نظر آیا مجھے دیدہ نکس میں بھی انسہ نظر آیا مجھے پہلو مدفن تر اپسہ نظر آیا مجھے آخر شام شب کیسو نظر آیا مجھے منفصل عجاڑ سی جاؤ نظر آیا مجھے عمر بہ خالی مر اپسہ نظر آیا مجھے حلقہ ہا می و ام میں آہو نظر آیا مجھے بشر جاری طلع ابرو نظر آیا مجھے ای فلکے پر زمین بھی تو نظر آیا مجھے خواب میں کس کا قد و بچو نظر آیا مجھے جام جم ساگی مر چسکو نظر آیا مجھے سانپ کا منظر بچو نظر آیا مجھے بہار دت قوت بازو نظر آیا مجھے</p>

کیون ہلکے رہا دیتی ہو ہلالِ عید کے مانع ویدار پایا واسطے کو عشقِ مین سے تری کو ز قیامت کے سقہ تاریک تھا اگ پانی میں لگا کی گئی ہو کپاہی سرخ	دوستو کیا یار کا ابرو نظر آیا مجھے بند کی جب آنکھ سے تو نظر آیا مجھے آفتابِ حشر اک جگنو نظر آیا مجھے شکلِ تنخالیہ حباب جو نظر آیا مجھے
--	---

غیر کو سانگو دیا تے لکھنے جسکے ڈری	جام اپنی عمر کا مسلو نظر آیا مجھے
------------------------------------	-----------------------------------

یاد سفر ملکِ مدلی سے لکے ہے اندر ری نگہ بانے صیا و کہ ہر آنکھ کر نقش قدم ہوں تو ہی مٹنی کی تہا ہر عقدہ کشا عقدہ قہر سے ہی ناچار کو سوچ زینجِ شبنم دیدار ہی شفقِ کون مٹ جای کہیں زندگی و مرگ کا جھگڑا شاید نظر آجای حالِ رخِ میلی کل ہوں تو جگ چاک ہوں ہونے پریشان ہر گل صفت شعلہ ہی غنچہ ہے خگر میں ہوں صفتِ آئینہ بجان تری آگے یوں کہ قسمِ قہر ہے جو ہر دہلے کیونکہ نہ ہنسید زخمِ دہن کی دمِ قتل مگر شیبِ قہر میں دمِ صبح جیا ہوں	ہر دم مجھی لوگوں کی منزل ہی لگی ہے چاکِ قہر تنگ عناول ہی لگی ہے ہو خاک تو اور نی کی مریں ہی لگی ہے یہ بات مری ہاتھ انال ہی لگی ہے یہ آگ نہی خنجرِ قاتل سے لکے ہے ای تیغِ جفا بتو ہی دل ہی لگی ہے ہر آنکھ مری پردہ محمل سے لگی ہے ہر گم میں آگِ فتنہ غم ہی لگی ہے اگ لگ تب آہِ عناول ہی لگی ہے جو بات تو کہتا ہی مری دل ہی لگی ہے کیا شہرِ طغبار پس محمل ہی لگی ہے شمشیرِ تری سینہ بسمل ہی لگی ہے ڈوبی ہوئی کشتی مری ساحل ہی لگی ہے
--	--

ایسا سرخون ہی نہ تھا صفت پابوس دیتا ہی لپک ورنہ جگر بعد فنا ہے دم لی خلش کو رنہ کس جا کی کہ کیا کہتی ہو کیا ہوں کیا میں دم سو یا ہوں شب وصل میں یا میر کی یاد میں	یہ میری جبین ہی کہ سلاسل ہی لگی ہے اک آگ سجد میں پیش مل سی لگی ہے مشکل تو یہی ہی کہ مشکل ہی لگی ہے اک یاد تمہاری سو مری مل سی لگی ہے جب آنکہ لگی ہی مری شکل سی لگی ہے
---	---

۱۵۴	اللہ در جنت کہ پس مرگ بہی سلیم جنت میں طبعیت مری شکل سی لگی ہے	۱۵۵
-----	---	-----

چاندنی پر باہر شاہر وہ چاند نے واغ دیتی ہیں چن بین فی تہی و نون عجی جلوہ گریہ ہا کہ روغن لحد میں واغ دل نیکویت کی قید باب ضیاء کہتی نہیں اب تو تنہائی ہی ہم پر غایت تاریک ہی کون ہر گردان نہیں یامہ تیری عشق میں لوگوں کو کہتی ہیں تیرہ خاکدان دہر کو غیرت میری سیم خانہ کی آرائش ہوئی کسنی اولیٰ آج اپنی دی وشن نقاب دیکھا کہ آئینی میں نگ پریدہ چمن میں شب کی آئی صبح کی تیری طرح نہ صفت میں ہی مجھ کو محتاج چمن سوون چمن	دیکھتا ہوں وصل کی شب میں گہرا چاند پہول خلک سی ہوا شعلے سی بڑھ کر چاند وہو ہے قہر ہے میری گہر میں باہر چاند خار و گل و نون سی ملتی ہی برابر چاند دیکھیں گے جسد کما می کام قدر چاند وہو چن ہر وہو نہ ہی پہر ہی شب چاند دیکھتا ہوں میں تو گہر ہو پ گہر چاند پہر گئی مثل سفیدی ساری گہر چاند ماہ مثل آئینہ حیران ہی ششدر چاند لطف تی ہی کنارِ حوض کو غم چاند تہی مقرر کوئی محبوب سمن ہر چاند خواب نخل کو بنا وی لوگ شتر چاند
--	--

سینہ چاکاں لاشمن سی بہلائی ہین ل	ہنس ہی ہین یکم زخم کل تر چاندے
آسمان ہی مئی قاتل ہی میری خون کا	ماہ ہی مگر گواہی فرد محضر چاندے
فوج وہ کرتی ہین ہون بال حسن چم	بخت کمالا ہا ہین کوزیر خیر چاندے

۲۵۵	ہون گداک پاؤ شاہ حسن کا سیلیم	چاہی کیا مجھ کو تکیہ فرش بستر چاندے
-----	-------------------------------	-------------------------------------

مرنے حسن جان فدا کے لیے	مل کئی خاک میں شفا کے لیے
چاہا دشمن کو دوست کی خاطر	بند رہت بنی خدا کے لیے
تیغ ابرو کو دستہ جہنم	حیلہ و کار بہ قصا کے لیے
آپ آئین گے میری بالین ہر	منہ نہ کھلوائے خدا کے لیے
اتنے صدے دیے کہ آخر کو	ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لیے
ہاں رسے شوق خاک میں مل کر	بوسے موج خرام پا کے لیے
کیا نہا ہو گے تم محبت کو	جو صلہ چاہیے وفا کے لیے
ہمتو خود کچھ نہیں مرن گے کیا	نزد گے چاہیے قصا کے لیے
مقطر ہون گے ویکنے والے	جائے جائے خدا کے لیے
کچھ زبانی سے نامہ کہنا	بت نہ بننا فرا خدا کے لیے

۲۵۶	کیا اسید شفا رکھیں تسلیم	پس بیس نہیں ہو اسکے لیے
-----	--------------------------	-------------------------

منہل کتا ہی کیوں لای ہر گمان تھی	رو چکی ہین جلتی تھی سون کی سو جھی
ہو غم و غم کسی کی ہار گنگ کا	ای صبا و کار تھی بخیر موج بو جھی

بی سببے ابتو گنجاتی میں لب باندہ خم خشت بالین کینو کسر کو پوٹون آہون	ہنستے ہنستے ہو گئی ہنسنے کی آخر خوب نے یاد آ آ ہے کسی کا تکیہ زرا نو نے
۲۵۷ کیا نہیں بچا نا امی بیروت تو کے	۲۵۶ میں ہی ہوں ناز بردار وفا تسلیم نام ۷
جینا اجل سی کم نہیں میرے قفس مجھے آتا ہے کون قافلہ سالار اس طرف ویکانہ آشیان چہرے وز کار میں فرصت طلب میں دشت نوی کی صلہ میں بھی خستہ جان لے لے تہا کہ روز حشر کیا خاک و دم لون بعد رہائی کہ آج تک	کرتی ہی فریخ آمد و رفت نفس مجھے پیچیدگی ہے ہے صدائی جس مجھے گردون نہ دی سکا کہ نہی مچا جس مجھے جوش جنوں جانے کہ کہ کی برس مجھے رور و دیہائی مکہ کی نور یاد رس مجھے بھولی نہیں ہی تنگی کچھ قفس مجھے
۲۵۸ کیا خاک میں ملا گئی میری ہوس مجھے	۲۵۹ دو گز زمین مانگ کی تسلیم پس رخ سی
کہوں کیا ہنشین تقدیر کا میری لکھا ہے ہوس کے تھی کہ مر جائیں نہ میں کل ہوا ہے وہ اپنی وعدہ دیدار قروا کو اوٹھا کہ میں حجاب شیشہ میں نہ بنا العنب پہنی کف ہم یہاں تک کہ وہیں میری جگہ تہا ہوں خطا کو اگر یہ طالع بد یا بد میں جہاں کہہ دیکھو کہی آیا ہے مجھے زبان تک نام عشق کا	کہ وہ بھی کہانی دوستان قصہ گلانی ہے پہر فی آسمان ہی کی قسمت کو دعا ہے میں نے تو اپنی خوشی کے کہ دیتی ہی ہوا ہے مری تو بس کی قسم ہی جمل ہی پر ساری ہے مرا دل محسوس کتابی زریہ ہی فرما ہے کہ مشہور چہاں ہی یار کی دولت شہر ہے تجھی ہی بیروت ہو گیا عہد وفا ہے

حضور پر وجہ جانان اورین کیون باکین ہم	کہ اپنی دین ملت میں ہی محراب عبادت
بہت ہمتا کی لیتا ہی جب کہ ای حسین و لگو	دھم بکا نکی دیتا ہی بوی است نہایت
نہ لو ہاتھ نہیں د لگو حلقہ کیسویں سہنی نو	اور اماری کا اکہن آپ دوزخ تباہ

خلاف طرز کی خوگرنتی تسلیم ہم یکن

سماظ خاطر احباب سی کمنہ پڑا یہ

۲۵۹

۱۹

تھو کا لومرہ کی جو پیاری اواسکے	گو یاس نہان تیر کلجے پر آسکے
اوسکی شمیم لطف سی کرتی ہی ہمسے	گلشن کے ای شمیم تھی ہی ہوا سکے
کنی سی تیری کو چچا جان کو چوڑو	ایسی نہیں ہی دل کو مری ناصحا سکے
نہند اوڑ گئی تھی ہجر میں ایسی کب بعد ک	زیر سجد ہی آنکھ نہ میری ذرا سکے
دودن نہی لطف اتی ہی کیون کر پڑے	اگی تو یوں نہ تھی کبھی پیچی بلا سکے
پیارو دکھتا ہوں ہمیشہ میں چشم کو	کسکی نظر انہیں بت نہاٹنا سکے
ہمسایگی ہی سونہ شمع کے قہر سے	بھڑکی جودل کی آگ کلجے کو جا سکے
ایک آنہ انہیں طرف کو یار سے	حیرت نہا مہر کو مری میر کیا سکے
نیرنگیان حیات کی ایدل میں چھوڑو	رہتی ہی تیر گہات میں ہر قصہ سکے
رکتا قدم نہ عالم ہستی میں بھول کر	گر جانا کہ آتی ہی چھپی فسا سکے
مانند شمع نور فشان سادگی میں ہی	لو سی کی ساق پاؤں میں جسد حنا سکے
اللہ کی ظلمت شب فقت کہ خوف سی	بھاگی جو یکسی سی سینی سی آسکے
شانہ مٹا رہا ہی عجب حلقہ ہای لطف	اچا فروں کی وای ہی خمر خدا سکے
مخ سحر قتل کیا جسکو وصل میں	ہنر چہری کی نوک جگر پر صدا سکے

توبہ ہزار کی ہی مگر فصل گل ہے یہ بہتر ہی ہوڑی می جو رہی ساقیا لکے

۲۶۰ تسلیم ہونے کو دینی روزن بھی کہند
اب کیوں ہی ٹٹکلی سود و لستہ لکے

کہہ لاتی ہی ندان میں طبیعت کہی دے
ہر بات میں کن کہیں تو چراتا ہی میں سمجھا
مرنی کی تنہا ہی جو سگ کشتہ شب و روز
کستان خہر دیار سی بیر جم لڑی آنکھ
کیا خاک سنون ناصح مشفوق تری باتیں
کچھ دل کی طرح بٹہ گئی ضحک سے یہ ہی
کیا آپ سے چپ ہوں مجھی آداب خموشی
ہر بات میں تکرار ہی ہر حال میں غصہ
روتی کی ہی قابل نہ کہ اسوز جگر کی
سُنہ پیر کی جلتی ہیں جب آتے مقابل

بڑھاتی ہی کیا کیا مری شستہ دے
کچھ اور ہی ظالم تری بیت کہی دے
پہر تا ہی ایسی شوق شہادت کہی دے
پاتی نہیں اگلی وہ مروت کہی دے
کہنی میں نہیں مری طبیعت کہی دے
اڑھتی نہیں خاک سہر تربت کہی دے
دیتا نہیں فریا کی خصت کہی دے
بریا ہی مری گھر میں قیامت کہی دے
آگہ نہیں نہیں ناشائست کہی دے
برگشتہ ہی مجھی مری قسمت کہی دے

۲۶۱ انکار عبث و کیمہ چکی آپ کو تسلیم
چپ چپ کے جہان جاتی ہر جنس کے دے

کہتی ہیں کی بدہ گریان کہی دے
دشت میں کہوں کشمکش ضعف کا حال
حاصل ہی مجھی دولت گریہ جو برابر
تماشور تبسم جو لب خم میں افسوس

تر ہی نہیں ہوتا سرِ گان کہی دے
ہر بات ہی پیوند گریہ بان کہی دے
لبریز گریہ میں مری امان کہی دے
وہ ہی نہیں ہوتا نالہ شان کہی دے

<p>لائی نہ کہیں تیج میں ہر کمال برہم تو ہی تو کہی سستہ نکالا نہیں ہر کون دیکھا ہو تو بتلا دھی ارادہ پر خون کچھ تیری طرف ہی جوی ہیں گلی پہنچ</p>	<p>آئی ہیں نظر خواب پریشان کئی دست برہم ہی مزاج سگ جانان کئی دست وہ ڈھونڈتے ہیں سنی ہیں پیکان کئی دست کیا کیا ہیں پشیمان مری ان کئی دست</p>
<p>۲۶۲</p>	<p>صیاد ہی کیا مانع مسد یا وہی تسلیم خاموش ہیں مرغان گلستان کئی دست</p>
<p>بڑھ گئی مٹی پٹی سہل کی تمنا اور ہی ایک تیرے پیوں ناصح پیشان خستہ جان دہشتان شوق دل بسی نہیں تھی مختصر وکیکروہ آئینہ کہتی ہیں کس کس فادے دروہیتا بی گھڑی بہر منہ میں لیتا کہی کچھ پہلی سہل سہل بیتاب تھا خوشی مزاج</p>	<p>صدقہ اپنا سا قیام کجا ہم صہبا اور ہی دل کہا دیتی تھی تیری پیچیدہجا اور ہی جی لگا کر تم اگر سنتی میں کتا اور ہی کیون جی ہو گا کوئی مجھ سے جا اور ہی جان سپر کھائی جا تا ہی سہا اور ہی مٹی تری نانات گہرا تا ہی تمنا اور ہی</p>
<p>۲۶۳</p>	<p>دیکھتی ہی دیکھتی تسلیم وہ چپے لگے بڑھ گیا بی پروگی میں مجھ ہی سپرد اور ہی</p>
<p>کیا قصہ ہے سبک بھئی ابھی ان بجے باغ جہان میں باہل تصویر کھینچ کیا خاک آئی نیند وہ عالم ہی بھر میں دیوانہ وہ ہوں سر کو جاؤں جو باغ میں مانند زخم دروہین خندہ نصیب ہوں</p>	<p>بار فلک ہی فورہ ریکہ روان بجے صیاد کا خطر نہ غم باغبان بجے روتا ہی ویکہ ویکہ افسانہ خوان بجے پہنائی موج خندہ گل بیڑیاں بجے رکتا ہی رنج زیر فلک شادمان بجے</p>

<p> ماگھا ہی کسنی بوسہ بونکار بان وک بزمِ جهان میں صورتِ شمعِ خموش ہوں ہمدرد چھوڑتا نہیں مہم بہر فراق میں بربادِ بعدِ مرگ بھی شبتِ جنوں میں جن کیا پوچھتی ہو شوقِ ہیری کی بد تین ساقی نہ پاسا ہوں نہ ہد نہ محتسب سر پہ سر شک دیدہ گریبان ہی موجزن ہر دمِ نظر کی طرحِ نظر سی نہاں تھیں لائین لائین تہبت بکسین ہار پہول ہرگز وکوسا نہ لی جاتی ہے مدام مستی میں نہختِ زحی کرتا ہوں کب میان کھائی ہیں کسکی ماتہ سی ظالم گوریان </p>	<p> دیتا ہی بات بات کیوں گل لیاں مجھے مانندِ شعلہ کسنی کو دی ہی زبان مجھے پلٹائی ہی کلجھی سی دلخِ نہان مجھے تقدیر سے بنایا ہی ایک فان مجھے یادِ قفس میں بھول گیا آشیان مجھے ترسار یا ہی کس لی پیڑِ مغان مجھے پامال کر رہا ہی ملا کاروان مجھے اب رکھا کری گا فلک بی نشان مجھے قسمت سے شمع کو رہی کلفستان مجھے بی اعتبار تھی ہی عمرِ روان مجھے ہنستا ہی نیکہ نہیکہ کی پیڑِ مغان مجھے کرتا ہی آج قتل تڑنگ پان مجھے </p>
--	---

۲۶۴	<p>تسلیمِ باغِ دہر میں فیضِ نسیم سے کہتی ہی اخلون بابلِ ہندوستان مجھے</p>	۴
<p>ہستی ہی بعدِ مرگ رہائی کمان مجھے میخ و مٹا ہوا ہوں مٹانی کیو سطلی آواہوں نشاطِ عالم سی بربگِ سرو آغا ر عشق میں ہوں کہہ رقیب کی سویرِ درون ہی گورِ بی شش ہی بعدِ مرگ</p>	<p>بننا پڑا ہی داغِ دلِ دستان مجھے کیوں ہو نہ ہتا ہی چار طوطاں مجھے یکساں ہی سچ جن میں ہار و خزان مجھے او بد گمان ابھی سی نگر بد گمان مجھے شمعِ دیکھا رہی ہیں مہرِ آفتخاں مجھے</p>	

<p>افسانہ گوئی اور سنہ پنجاب کرویا کیونکہ نہ کہا کی تیر ہنسوں بن گنگ زخم وہ گمشدہ ہوں سی عدم طراب میں دریا میں کیا کہوں دم دیوانگی قدم افتادگی میں صفت کیا خاک و مسکون اتنا نہ دل کہا کہ خدا ہی کا ہو رہوں صیادنی غصہ کے لگائی ہی تاک ہاگ پائی جسے صفت نقش پائی مور کا ہنس سہی نشان ہوں عنقا کے طرہ میں بارغ جہان میں طائر رنگ حنا کی طرح مہمان بن نیم دم کا لگالی جگر سہی شمع</p>	<p>ظالم شعار باہمی مری وستان مجھے رہ رہ کے گدگداتی ہی نوکِ سنان مجھے وڈری گئی اٹھی ہونڈ ہنی عمر ان مجھے زنجیر سن کی لپٹی گی موجِ روان مجھے سایہ ہی پائی سور کا بارگراں مجھے تو جاتا نہیں بُتِ نامہربان مجھے ڈر سقش ہو اہی مر آشیان مجھے اتنا ہی خاک میں نہ ملا آسمان مجھے پیدا ہو قدان تھی ٹھہر نہ کیاں مجھے آیا نظر نہ خواب میں بھی تیان مجھے پائی گی پر شر کہ طرح تو کہاں مجھے</p>
--	--

۲۲۵	تسلیم کیا عقوبتِ عقی سی میں ڈرون حاصل ہی آجین کو لسا آخر یہاں مجھے	۱
<p>عہد پر کرتی ہیں ترکِ ستم کی واسطے استقداری ناع محرومی پہیلا ہاتہ پاؤں آرزو ہی کی بھی عشق کمر باقی رہے وہ آئینہ ہی میں تصویرِ حیرت آشنا ہمسفرِ حسرت ہو دم کی کی مجھ کو بہرین ہیچوئی آہ طلب میں بن گئی غمی اشت</p>	<p>کچھ بہانا چاہیے جو بھی قسم کی واسطے رہنمی تھی تھوڑی جگہ سینی میں غم کی واسطے چاہی ہی اک ہمسفر ملک عدم کی واسطے عیش کیخا طرہ پیدا ہوں غم کی واسطے جہنم نی شہر الیامشق ستم کی واسطے چاہی ہی اک خضر مجھ کو ہر قدم کی واسطے</p>	

خاکسار دہرین جہان کی ہم پڑ ہے حد فانی زون عیش کا سامن ہی ہی پیغام مرگ	کیا تکلف چاہی تیش قدم کیواستے نگہنی شد ادو کی دم پر ارم کی واسطے
۲۶۱	نزع میں تسلیہ کیون تین سناقی ہو چکی حاجت افسانہ کیا خواب دم کیواستے
صوت لفظ خموشی سخن آرائی ہے ورود یواری کیون آج برستی ہی خوشی ای اجل آج تو موقع ہی اگر فرصت ہو دشت گردی میں بہلا کیا اوجی شبنم	میزبانی چومری ہی ہی گویا تی ہے کیا کہیں خبر مرگ عدوانی سے میں ہوں بیتابی دل ہی شب تنہائی قیس دل نہ ہی مجنون ہی خوانی ہے
۲۶۲	قتل تسلیم ہی کیون غم اور ظالم کس طرف بہان کہی کیا دل میں تی تی ہی
مرجا میں کی لہری بلا ہی نہیں آتی بوی گل تر کیا کہی ہوئی ہی خبر کو عشق بت کافر میں غفلت ہی گم کو فصل خنہ ان یہ ہوں مزمہ سنجے اب قافلہ رفتہ کہاں اور کہاں ہم	وہ جاتی ہیں گھر کو قضا ہی نہیں آتی تا کچھ قفس باوصفا ہی نہیں آتی واللہ کہی باوجود اسے نہیں آتی ای مرغ چمن تجھ کو حیا ہی نہیں آتی مدت ہوئی آواز دستانے نہیں آتی
۲۶۳	کیا حال ہی سکی لہری راتوں کو جھٹکے تسلیم چمنے پسند فرا ہی نہیں آتی
ہر کٹری ہم گرم طلائف و جازی ہیں باغ میں چل پھر گل و طبل کی گیلیاں	راست بہر پلو میں باغ و چلڑی ہیں ای صبا کیوں ہی پرتی چار چار میں

<p>جس کی شائبہ ادم بہ لپٹ کر سوزین گرم کہتی ہی مزاج سرور پیری کو شراب سرد اعضا ہو چکی لب پر ہی ہی گرم سینہ ہی اپنی لگائی تہی ہن گل لائے</p>	<p>عذر گرمی کا عجب شائبہ جو جاڑی میں نقطہ لاندہ و جام ہو جو جاڑی میں آگ قسمت میں لگی ہی چلتی ہو جاڑی میں قطرہ شبنم کی کیا کیا آبرو جاڑی میں</p>
<p>۲۶۹</p>	<p>تہ ترانا ہی جگر تسلیم ٹپھی شکر سخت شکل دم کا آنا تا گلو جاڑی میں</p>
<p>کیا کہہ کی عنایہ چین ہی نکل گئے ایسا کہاں فوق جو دیتا قلن میں ساتہ ای جان شریفیاق کا صدمہ نہ پوچھی مجھ کو دیا وصال فی جہی مدینہ فراق گہرائی تھی فراق میں لیکن ہزار شکر</p>	<p>کیا سن لیا گلونے کہ نکت بدل گئے اک جان تھی سو وقت نہ ہی ٹکل گئے وہ حال تھا کہ موت ہی بالین سی ٹل گئے سو سو طرح کی لہی تہنا نکل گئے باتین دل فی کین کہ طبیعت ہل گئے</p>
<p>۲۷۰</p>	<p>تسلیم آج نکلتے وہی شاعر بڑھ ہی ہو گئے مگر نہ تہ ساری ٹل گئے</p>
<p>غیر سی لہی بھی ناکام رہے دیکھئے وہل میں سنگر گل تقدیر کے کہتے ہیں وہ نگلی کچھ قفس شاید پر کنی ہی ندی کچھ نہیں تکیں ہی مجھ زند بادہ نوش</p>	<p>آپ اپنی نامہ وہ پیغام رہے دیکھئے آج ذکر گردش ایام رہے دیکھئے کوئی دم بیتاب یہ دم رہے دیکھئے سامنی نگہوں کی خالی جام رہے دیکھئے</p>
<p>۲۷۱</p>	<p>ہم نہیں کہنی کی اسی تسلیم پیغام وصال یہ تمنا یہ خیال ختم رہے دیکھئے</p>

وہ کہنے سننے سے کرے کئی کدورت نہ خاک جی کی	
وہی ہے دود و پیرا اسے وہی ہی بخش گئی گہری کی	
وہ کم حقیقت ہیں اس جہان میں کہ وقت عہد غلط چل ہے	
ہمیشہ کہانی ہے جو مٹی قسیم بحد سی اپنی ہی زندگی کی	
ستم اوٹھائی و فائبا ہی شکایت اس کی نہیں ہی ای دل	
مگر بہلائی کی تو نے اونسے امید رکھی بہت بڑی کی	
نہ شامیانہ نہ شمع تربت نہ موج سبزہ نہ چادر گل	
بلا ناصیبوں سے مل کی کیا کیا خراب مٹی ہو کسی کی	
کتنی نہ سوئی حرم کسی دن نہ کام و میزبان سی رکھا	
سلامتی ہیں اس شہر کی ہو یہ ہیں سے دونوں کو بندگی کی	
ہزار صدی دستے فلک نے کہی نہ ہنسنے سے باز آئے	
ہمیشہ مثل لب جسد احت خوشی نہونی کی بھی خوشی کی	
فنائن صیبوں سے ایک دم بھی کمال مشکل ہے ربط ہستی	
شرار آتش سے کوئی پوچھ خوش ہوا ی قسرو گی کی	
حسین میں جب تک انہیں ہی عبت میں ظاہر کی نگاہ و غن	
کہ حسن تصویر لا کہہ رکھی طبیعت آتے نہیں کسے کی	
پسی جو برگ خاتو کی کیا ہوئی بہہو کا وہ فراق	
عجبت درے رنگ بدلا کسی کی بگڑی بنی کسی کی	
اوڑا کی آس برنگ نکمت سپر و بلبل کیا نفس میں	

کلوں کی دل میں جگہ پائی صبا بی آشفہ خاطر کی	
کسی توقع ہے فصل گل تک ہیں گی تیلیہ پارسا ہم	۱۱۷
ابھی ہی عذر گناہ توبہ تلاش میں ہے شکستہ کی	۱۱۸
نہ نالوں کا میں صبح بیا چمن میں گل ہی او کو لگا گئی ہے	
بھی ہی پوشاک بوی گل میں حیا سے بیتاب ناز کی ہے	
جو شکو آنا ہو جلد آؤ کہ دم میں رخصت حیات کی ہے	
گلی سے حسرت لگا رہی ابھی امید صورت کو تک رہی ہے	
ہمیں فصل بہار میں سے خدا کی ڈیسی شہاب گلگون	
یہی ہی وا غلط جو شرط توبہ تو ابھی توبہ کو بندگی ہے	
ہو نہیں گستاخ آرزو نہیں سخت جانی فی دل شکسایا	
کوئی یہ پوچھو کہ تیغ قاتل اجل نصیبوں ہی کیوں پہنچی ہے	
میں ترک مطلب کے اپنی صورت کے شکل تصویر اس جہان میں	
نہ دوستی ہے کسی سے بھگو کیکو مجھ سے نہ دشمنی ہے	
خود پر آئے ہو تم جو ای جان بخت اب اولٹو حجاب کیسا	
کہ آج میں جوں کہ سا یہ میرے شریک جنہاں سے بیکیسی ہے	
میں خاک و کیوں بہا گشتن جسم جدائی ہی پہنکا رہا ہوں	
یہ آگ بھڑکی ہوئی ہے جسے مری طبیعت بھی ہوئی ہے	
جباب آسامی گرہ میں ہوا ہے میا کے نہیں چیمہ	
ابھی تپ ہی کہات میں کیوں ازل ہی ہر دم شکستہ ہے	

	برنگ تصویر نیک بست جهان کے مین ہوں شیدہ خاطر
	ہوایا بے تاب کہ روح میری نہ دوشخے ہے نہ جنت ہے
	لڑکے نظروں سے سبب یوں نہ ہوں احسان غمخیزوں کا
	یہ دل وہی ہی کہ جس میں ظالم تری تمنا بے ادب ہے
	لب عنادل میں گرم شیون قبای کل ہے ہزار ٹکڑے
	خبر نہیں کیا خبر چین میں نیم آگراوڑا کئے ہے
	قصیب و اشد ہوئی نہ ہو کے عبت ہی تدبیر چارہ گر کی
	مری ہمت در میں مثل گوہر اول سی و بستگی لکھے ہے
	بیان کیف و سرور ہستی خبر یہ دیتا ہی مجھ کو زاہد
	بہت نہیں تو خضر و رتونی شراب و دو چار گھوٹ پی ہے
	وصال میں سے مری تمنا ہوئی نہ دشا و وای قسمت
	یقین نہو جسکو بوجہ دیکھے گواہ اس گل کی ناز کی ہے
	ہزار پیری سٹا چکے ہے تب محبت ہی دل میں باقی
	ہنوز خاکستر کہن میں وہ آگ جو تھے دہنی ہوئی ہے
	شراب ساقی بنیں کہاں تک کہ آج تسلیم کے طرح سے
۲۲۷	کئے ہیں خالی ہزاروں ساغر ابھی طبیعت بھر ہوئی ہے
	شہادت میں حیات خضر کی تاثیر ہوئی ہے
	صدایتی نہیں بخیر روز ناتوانی سے
	لب جان بخش جان سی برابر نہیں سکتا
	دم عیسے ہوای دامن شمشیر ہوئی ہے خمشوی کی گرفتاری میں بتا شیر ہوئی ہے مسیحا کی مری و دو پتر تھرتھرت ہوئی ہے

تلوٹن سہ نہیں شرط وفاک حال اس باتک
 کیا شیریں فی کیونکر ماتم فرما دجیرت
 وہ حیرن تھی چوٹا ساسا تیرانی کام کر ہی
 نظر آتی ہیں جب خواب میں چونک ٹھٹھا
 عدم تو چھپی چھٹ جاتا تجھے گام اول میں
 وہی کر ہی دل جلنی کی عادت ہے مدفن
 نسیم تلخ جنس کے تنہا ہو تو کافر ہوں
 نہ لیسو خستہ جوت کہتا ہوں قطع کرتا ہی
 بچا کر چشمہ سباجاں نکلوں کج زنداں
 خبر کیا پوچھتی ہو اب یض ہجر کی اپنی
 مقرر کچھ صبا کسی کہدیا ذوق اسیر کی
 دلوں کو اپنا کر دیتی ہیں کافر وہی تو نہیں
 بگڑ جانی سی تھی ہی بنانی سی بگڑتی ہی
 مٹا یا نو جوانوں کو بہت اچھا کیا لیکن
 کسی لمہ میں نون ہم مزاجی مجھ کو لازم ہے
 تعجب کیا خیال و حیا ناں ہی اڈل میں
 سنگد کو نہ کیا پہولتی پہلے تانی میں
 اگر عذر حیا ہی ل میں قاتل کیوں نہیں آتا
 زمانہ نہیں الہی عروس فکر کا جو بن

کہی تقریر ہوتی ہی کہی تحریر ہوتی
 خداوند اہمان میں السی تقریر ہوتی
 ہمارے خاک صرف کردہ تصویر ہوتی
 وہاں ہی داغ دل کامی تقریر ہوتی
 سحر تجھ کو کہاں و نا لہ شبکیہ ہوتی ہے
 کوئی آئی ہمارے خاک و انگیر ہوتی ہے
 ہوا میں ہی چلنا کس لہی و لکیر ہوتی ہے
 بھئی کیا لاگ شمع بزمی گلگیر ہوتی
 کہ غماز پائی پاؤں کی زنجیر ہوتی ہے
 کھڑا یا ہوا غشی سل کی تیر ہوتی ہے
 کہ موج بوی سبزہ پاؤں کی زنجیر ہوتی
 عجب جوتہ بتان ہند کی تقریر ہوتی
 تری میخانہ ویرانی عجب تعبیر ہوتی ہے
 کوئی نگہیلی ہسی ہی بت بی پتوئی
 مری ہستی پریشیا خج اب کی تعبیر ہوتی
 کہ اکثر بینی کی ساتھ اک تصویر ہوتی
 ہمیشہ بی شمر شاخ کمان تیر ہوتی ہے
 کہ غم ہوتا ہی تیرا یا سناں تیر ہوتی
 جوان ہوتی ہی ہی تسلیم جوت ہوتی

مخمسات

خمسہ غزال جناب فیض انساب حضرت کہیم محمد و خان متخلص معنی مفتوح

شک گلشن پتوں لہلہ گلستان ہونگے
جل کشی ششاد چمن سرور چراغان ہونگے
جیتی جی شعلہ زین عالم اسکان ہونگے
دفن چرخاک میری ہم سوختہ سامان ہونگے

فلس ہا کی گل شمع شبستان ہونگے

شام سی وئی ہی کیوں تر نصیب و نکی ہے
پر ڈر رہیں گے کہیں خاک میں جیتی سرتے
بیخبر اپنی خبر لی کہ سحر ہوئے تہوئے
تو کھان چائی کی کچلہ پناٹھا لاکر لے

ہمتو کل خواب عدم میں شب بھجران ہونگے

کیا ہوا بڑھ چلی کیوں جلسہ نہیں یادہ ہوا
کیوں بلا میں تو لیا کرتی ہی پاکر تنہا
دیکھ کہ کت وز بنائیں گی چمن میں سیدیا
ہم نکالیں گے سن امی موج ہوا بل ترا

اوسکی زلفوں کی گریباں پریشان ہونگے

جان پر دیدہ و دستہ بلا کیوں کر لون
چٹکی لک جای سدا انیم اکو ترسون
کچھ تو ہی میں جو انہیں مانع خوبی ہو
تابِ نظامہ نہیں آئینہ کیا و بھنی ادون

اور پنجائیں کی تصویر جو چلن ہونگے

جیتی جی گئی نگہ میں نہ چڑھیں گے کہے
بہول کر چشمہ حیوان نہ جائیں گے کہے
حشرک خضر کی جھینڈ میں آئیں گے کہے
منتِ حضرت عیسیٰ نہ اوٹھائیں گے کہے

زندگی کی لمبی شرمندہ احسان ہونگے

پنہ پیاسی ہی لہو نہ کب تک براہم
کوئی کبتک ہی ہیکار نصیحت کی ستم

کس لیے ہای لگائی ہے ایک بکرم	ناصحا دلین تو اتنا توچھ اپنی کہ ہم
لاکھ دان ہوئی کیا تجسی مہی دان ہو	
شمع بالین نہ تربت پگر کی بٹے	داغ کو دیتی بہین مہی مہی مہی مہی
بی نصیبوں کی پھول کی چادر سے	غیر جو ٹا ہی بھر پرتی لافستہ کی
گل نہوگی شرر آتش سوزان ہو گئے	
یہ تہی سین کی پی سیر و تاشا کہ نہیں	جیتتی جی دیکھوں گا پابند بلا لاکھ
آخر انکا ہی کوئی ہو گا مداوا کہ نہیں	صبر بارب مہی حشت کا پیر گیا کہ نہیں
چارہ فرما ہی کہی قیدی زندان ہو گئے	
رات میں کہتی ہیں کیا مہی مہی مہی مہی	سیکھے پر دل بیتاب کہ آتا ہی مہی
کف افسوس ملا کرتی ہیں بانہ مہی	ایک ہم ہیں کہ ہوئی اسی شیشا لکھ
ایک مہی ہیں کہ جنہیں چاہ کی ارمان ہو گئے	
ایک صورت کی مہی بہر مہی مہی مہی	گر نظارہ کہیں برق تبسم مہی
سمجھو کہ اینک حفن جابر مہی مہی	چاک پڑے مہی مہی مہی مہی
ایک مہی کیا کہ سہی چاک گر بیان ہو گئے	
ہنکرتی ہوگی نہ دور وزمین بڑی ہوگی	توڑ کی سناہی حداد کی پینکی ہوگی
جوش میں پادہ بیا بان جنون لی ہوگی	پہر بہارائی مہی شت فوری ہوگی
پہر مہی پاون مہی خار بیا بان ہو گئے	
مرکی تہی زجر ایک تماش ہوگا	دیکھنا آگی اگر دین کہی خصت عدا
نگاہ مہی کی بہار گل حسرت کیا کیا	داغ دل کلکین گرت بہت مہی مہی

یہ وہ غزنوین جو خاک میں بہنا چنگے	
مئل تشلیہ نہیں بریسی یہ نامکون	کر چکی تو بہ کہ تو بہ کی ہوئی نصیب
غیر ساری تو کھلی عشق تان میں	ہو گا فقرہ کوئی ای نہ بدیرہاٹن
آخری وقت میں کیا خاک سلمان ہو گئے	
خمسہ غزل مولانا شاہ ناصر محمد صاحب علی خان نسیم شاہ حکیم محمد خواجہ صاحب	
یہ شہیام کو مانا کہ ہر سان ہو گئے	نوجوان ہر نہیچون سیکڑوں اربان ہو گئے
وصل کے رات ہی آخر کبھی یان ہو گئے	بہجانی کی دم صبح تو سامان ہو گئے
میں بشتیان ہوں تو کیا وہ بشتیان ہو گئے	
کون نا کام ہے کسکی تہمت اٹکے	دونوں ہٹ ہی نہی لکھی کسی شہرے
شوق کہتا ہی کہ لوٹیں گے مری وصال کے	دو گڑنی سی عجیبے حکا صند ہی مجھے
در کہتا ہی شربیک شب ہجران ہو گئے	
پہیڑ و سن کو نہ سنا چاک قبا کو پیہم	اور مہمان چنہ ہرین و حشمت کے کرم
شوخیان کہیں جنوں آج کہاں ہر کل	رنگین کھ پھی سر جادہ ہر دم
خاک لوٹائی گئی میں تہمت یہ میراں ہو گئے	
کس لیے آئی گا کیا کام ترا اوظالم	خواب غم یا سی تو باتیں بنا اوظالم
آپ جاؤں گا تو آ کہ نہ اوظالم	نسہی عدہ بیداد و ف اوظالم
آج وہ دن ہی کہ مجھ مری حسان ہو گئے	
اب وہ میں ہوں شوق جگر و ساری	پیار کرنا ہی کسکی گلی پٹا ہی

کیا لونچاک میں جی اور ملا جاتا ہی	دل روٹھا تو سنائی سی کہیں فتاہی
یہ ستم باعثِ حشر بھی سچا ہونگے	
چشمِ عاشق کو نہ سمجھیں کہی تنہا خانے	یہ نہیں مثلِ جباب لبِ ریّا خانے
کھدو پر جانیں لی جوشِ تنہا خانے	یاں نہیں جلوہ جاناں سی ذرا جاخانے
اشکِ گرم کی نگوں نہیں لپٹیاں ہونگے	
ہنس لے آتی ہی ٹہنی شکِ شبنمی ہونی	کُجِ تنہائی میں چپ چپ کے کھارونی
دھوم ہو جائی گی پیوندِ زمین ہونی کے	تجھ کو کر دین گی خبر زیرِ پلجِ ہونی کے
سرِ شکستہ تری پر مری ارمان ہونگے	
غم نہیں دی بہیں صبا دستِ صداغ	چوڑ کر کُجِ تھن جانیں نہیں اتنا داغ
اب مبارک رہی مرغِ نازِ کو باغ	خانہ زانو لگو کہاں قیدِ محبت سے فراغ
ہم وہاں ہیں ہی خجاکِ گلستان ہونگے	
اب تو سنئے نہیں شوخ ادا عاشق کے	کہتے ہو شکلِ کماہی نہ خدا عاشق کے
تو نِ وکی محبت میں سدا عاشق کے	یا وائی گی پسِ گِ وفا عاشق کے
حالِ گھلجائی کا جھپک میں بہیاں ہونگے	
صبرِ صبر کہ نصیب کوئی دم میں شباب	پہر کہاں حسن کے بازار میں نیشِ حساب
اور کچھ دوسری قومِ غضبناز و عتاب	تا جوانی ہی گرانی نہ دوائی مل بیتاب
پہر تو بوی لبِ جان بخش کی رزلان ہونگے	
قتل سی کیوں بے انگیز ہی اتنا قاتل	ڈر ہی مجھ کو کہیں شادی ہی غمِ حاصل
کھدی بہد رو ذرا جا کی پیامِ بسمل	گر یہ انجامِ ششم ہی تہِ ہنسا غافل

	خونِ زمین کی تھی زخمِ جو خندان ہوئے	
پل سو گل و بہن ہوئی کسی عالمِ مقیم	شوہرِ باپو پہلی سدا گر ہی تسلیم	کہہ گئی بہن دیمِ نصرتِ جانِ مستقیم
طوفِ ہر نخل کی نیکی صفتِ گردِ نسیم	اہمِ میرگ بھی قربانِ کستان ہوئے	
ایضاً		
وہ بات ہم کر نیکی تم کو رولا ہی دینی	ہنسنا گھر کی کڑی لسی بھلا ہی دینی	تنگائی کی زندگی کا جھگڑا ہی دینی
رشتہ مند و مرنے کیو جاننا گناہ ہی دینی	لو ہوٹ جانتی ہوا کدن دکھا ہی دینی	
لائین کے رنگا لیساک ورتنگ ہو کر	پامال کیا کر نیکی وہ شوخ و شنگ ہو کر	تیرسین کے دھننی کو حیرت دنگ ہو کر
اوڑ جائیں گے جہاں عاشق کا رنگ ہو کر	انقشِ قدم نہیں ہیں جسکو ٹھاہی دینی	
آئین گھر میر کا کی حسرتِ نصیبِ حیان	فریادِ یکسی بہن کو کین کے کسکو دربان	دیکھیں گے رنگِ محفلِ سبکی نظری نہان
آواز کی طرح بے بیہوش گج اسی حیان	دیکھیں تو آپ کیونکر ہو کو ٹھاہی دینی	
رنجش کڑی کڑی ہی شنام و بدوی	اک ہم بہن جس سے ہر دم نفرت کی گفتگوی	کہتی ہیں بخت ہو کو کیا دھوم کو بکوی
غیر و نگی جستجوی ہر وقت آرزوی	یہ یاد وہ نہیں ہی جسکو بھلا ہی دینی	
پڑتی ہیں لب پہ چاسوزنمان سہی اپنے	کیونکر خبر کریں ہم زلغِ نہان سہی اپنے	مانند شمع روشن سب ہی یں سہی اپنے
شعلے نکل ہی ہیں ہر استخوان سہی اپنے		

یہ اک وہ نہیں ہی جسکو ہمارا ہی دینگے	
تصور کی طرح ہم اوس تنگی و برباد میں کیونکہ گدا کی ناحق اجابت چوہین	حیرت سی لب پر پیکر کتنی سدا رہا میں خاموش گفتگو بہن افسردہ آرزو میں
وہ دل نہیں ہمارا جسکو ہنسنا ہی دینگے	
تسلیم کی طرح ہوں احسب نصیب منزل بیکار کا دکھون سے ناہی خل حاصل	رکھتی ہیں دلیلیں عجیب یا خیال باطل اونکی گلی سی جانا اب ہی شیشہ ششکل
ہوں اشک افشاں کیونکہ اوٹھنا ہی دینگے	
مخمس غزل ماہر فن نادر سخن ملک الشعراء جناب شیخ محمد ابراہیم قزوینی دہلوی	
اپنی ہمت پہ مغرور ہوں بہت دے کچھ بقدر تو نہیں جنت و شکوت دے	بیحقیقت مجھی سمجھیں نہ حقیقت دے کیا غرض لا کر خدائی میں جنت دے
او نکابندہ ہوں چو بندہ یارین محبت دے	
تہمت دے پیدی فرصت کی صورت نہ لی خط جو لکھو اتنا ہوں اس خط کو کوٹیں	رفتہ رفتہ میری شوق کی نسبت تو بھی ہائی ہی حسرت میری ہای کو بھی
لکھتی ہیں اکو چھپی سی کتابت دے	
جستجو نہیں یا گو کڑی بہر فرصت غیر ممکن کہ ترقی سی بڑی کم نیت	کوئی دم فکر طلب نہیں حاصل احت حرص کے پیلتے ہیں باون بقدر حوت
تنگ ہی رہتی ہیں دنیا میں فراغت دے	
جیستی جی سب شریک غم محنت گزار پس من یہ ہو ابکیں و تنہا ناچار	ہمد م و ماسخن و مونس و یار و غمخوار نہیں جز شمع مجاور مری بالین زار

	نہیں جو کثرت پروانہ زیارت دے	
شکل تصویر میں کہتی نہیں کئی خواہش ہر صحتی میں کہتی نہیں کبھی خواہش نہ ستم کا کہی شکوہ نہ کرم کی خواہش		اپنی مرضی ہی جی تری مرضی خواہش
	دیکھ تو ہم ہی ہیں کیا صبر و قناعت دے	
لیلیٰ تو پس تھے کیشہ مقدر و دونوں نہوئی صدا کی طرح گہری ڈہنوں نجد میں خاک اور آتی پہری کٹر و نوں رہی جو شیشہ ساعت ہ کدر و نوں		
	کبھی ٹل ہی گئی دوول جو کدورت دے	
چشم بیمار تری دشمن کی رام و شفا کھائی اجاتی ہیں کبھی جان میں ہزار لب لب جان بخش سی اعجاز مسیحا پیدا تو بجا جای تو ای در و محبت کی دوا		
	میری ہمدرد ہوں بیدار و نصیحت دے	
اس قدر حلقہ نشان ہی اثر سوز و گداز بہیچوں کیا خط تجلی ہی گرم اور آفت ناز ہر سر سوس ہو بیدار ہی شمر کا انداز چوڑی دیتی ہیں قلم جون قلم آتش باز		
	میری شرح پیش دل کی کتابت دے	
خضر کا نام و نشان بھی مسیحا کا پتا خوش کھی انکو خدا جی تو بہلتا ہی مرا سیر بالین نہیں اب ایک بھی حیات مرا کبھے افسوس ہی تاکہ بھی رون آتا		
	دل بیمار کی ہیں دو ہی عیادت دے	
نی تری بستر غم پریت ہر دم و وفا کبھی افسانہ حسرت کبھے غم کا قصا کیا کہیں کرتی ہیں سطح لب صبر و صفا وہی کچھ کہتی ہیں ہم جس ہی کچھ کہتا		
	دونوں اک حال ہیں میں رنج و مصیبت دے	

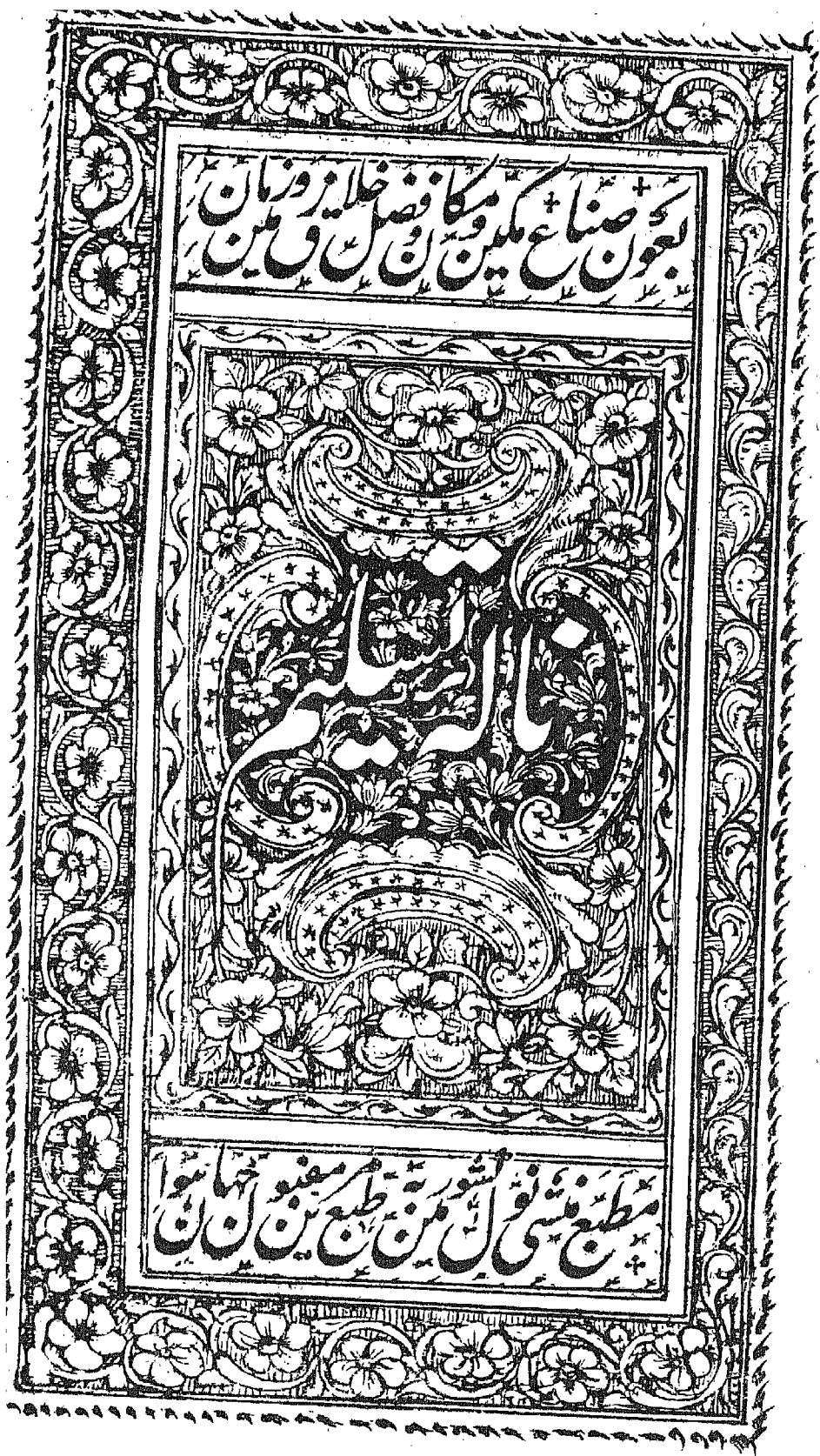
مستل تسلیم نہ دلاتے ہیں میرا بیوقوف	کہنی جو کئی ٹھٹھی ملن میں اندیون
کس لیے سکے ہو تم رخ و محن میں اندیون	تازہ ہی گل کو نزاکت چمن میں اندیون
اسنے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت واسے	
خموش غزل فخر شعرائی وز گار مشہور ہمارو دیا جناب اسد خاں غالب	
بی اہل ہی نیزک جہانگامری آگی	دھوکا ہی طلسمتہ و بالامری آگی
اک شعبہ ہی دھوکا نقشا مری آگی	باز بچہ اطفال ہی دنیا مری آگی
ہوتا ہی شب روز تماشامری آگے	
رہتا ہی مجھی سخت شکو اتری پیچی	دیتا ہی اموت کا جینا تری پیچی
وحشت سی نہیں آسین اتاری پیچی	مست پوچھ کہ کیا حال پیچا تری پیچی
تو دیکھ کہ کیا رنگ ہی تیرامری آگے	
ہو خاک نہیں خاک کو رہتا مری ہوتی	سب کچھ ہی مگر کچھ نہیں چہتا مری ہوتی
کوئی ہو کبھی رخ نہیں کرتا مری ہوئے	ہوتا ہی نہان گردین صطرامری ہوئے
گستا ہی چین خاک یہ دریا مری آگے	
ہو شام سی میں فکر صبحی میری قدر	کسکو میر معنی ہی کہاں لذت اشعار
منگو ایسی شیشے می خوش رنگ کی دجاء	پہر دیکھنی انداز گل افشا نے گفتا
نمکد و کوئے پیانہ صہبامری آگے	
جز نام عدد و اسلمتی کہتا ہوں کچا	منظور رہی جو چاہیں کہیں ذکر احبا
کچھ اور صحبت ہی بگڑتا مری دل کا	نفرت کا گما ہج تا ہی میں شک گنہی
کیونکہ کھوں کو نام نہ اونکا مری آگے	

اک تو ہی کہ اپنا نہیں جو ثابت و کام	ور نہ مری قائل ہر بانی کی دلام
اعجاز کی باتیں ہر کہامات کی پیغام	عاشق ہوں معشوق فریبی مرا کام
مجنون کو برا کہتی ہی سلی مری آگے	
مرا تو ہوں باب کیوں ہم آخر یہ قسم ہے	کسو سطلی یار و غیض بجا کر دم
تسکین تج کوئی دم غرض یاس و الم ہے	گوانہ کو جنبش نہیں آگہ و نہیں دم ہے
رہنی خواہی ساغ و مینا مری آگے	
ہریان ہی سخندان سحران نئی دیک	سب سے ہر خاقانی و خاقان نئی دیک
ہر شکل مشوار ہی آسان مری نزدیک	اک کھیل ہی ورنہ سلیام مری نزدیک
اک بات ہی اعجاز مسیحا مری آگے	
اٹی اہر و آئی نہ کہانہ تک چھی خشتا	کبتک ہیں کہین جبر کہانہ تک ہوں چپکا
مشہور ہی تسلیم کے مانند ہمیشہ	ہم پیشہ و ہم مشرب ہزار ہی میرا
غالب کی برائیوں کو چھامری آگے	
شمس لاسر آمد شہرانی مان مستند سخنوان	جہان چنانچہ نامشخص نامشخص
زرد کی مین بخت کامو جو دسا مان چپا	تختہ تابوت ہی تخت سلیمان چپا
خود فراموشی نہایتی بہر زمان چپا	کچھ عدم کا بھی خیال ابدی ہی چپا
کو عزیز مصر ہی پیرا و کنگان چاہیے	
دیدہ سرہین جنون ہر مٹی بونی کی لٹی	ہجرین یا آب روی گریہ بونی کی لٹی
کیا کروں داغ دل غمناک بھونی کی لٹی	کوچہ و لہار کی حسرت میں بونی کی لٹی
پانوں کو اب آبی کی چشم گریان چاہیے	

کیا کہوں کہ سوا میمن پشیمان مثل صبح	دوغ سنوان کیسے لے لیں پشیمان مثل صبح
بی سبب نہیں ہی چرخ گردان مثل صبح	چاک کہتا ہوں چوشتین کیسیان مثل صبح
اک پریر و غیرت خورشید تابان چاہیے	
چاہتی تھی وہ دریا جیسوں بہت لشنا	گروش کو دب ہم موج و فکر باد بان
شوق حاصل میں نہی و تھمتی بہرین ہر نان	دبدم کم تھی ہی ہری کشتی عمر روان
مجلو آب خیر قائل کا طوفان چاہیے	
وادی تھمتی کہ بھی نہی کاروان ل میں ہے	الف تافعی نہی ہر آلودہ پنهان دل میں ہے
کیا کہوں کیا چاہتا ہوں کیا تر جان دل میں ہے	حسرت نظارہ زلف پریشان دلیس ہے
بہر تکیں گورین کچھ مار بیچان چاہیے	
کیا بہر سازندگی کا عالم فانی میں ہے	صورت ہوا ہر دم مرکہ ہمارا ہی میں ہے
کیچ تیغ ظلم کیون تاخیر بر جی میں ہے	عمر گذری فانی رفتی ہنس بہی لہجہ میں ہے
میری سمنہ پر کوئی قائل نہ خیم خندان چاہیے	
کیا کہیں قہقہہ نہیں غم پنهان کج وصف	عمر بہر کوئی شہنہ نہیں غم پنهان کج وصف
وصف کے قابل ہیں تہویدہ گردان کج وصف	ورد و مرغ کا کج زبانی ہیں چاہان کج وصف
اشک خون کی چشم کو تسبیح مرجان چاہیے	
آج بہی منظور تحلیف جنون کا امتحان	سنگ باران کی ہو سکتی ہیں یہ آسمان
شہر کی گلیوں میں مگر اس قدر تہکمان	سنگریزی لیچاؤں چن چنگی بہر کوکان
عاریت ای کوہ مجہ وحشی کو دامان چاہیے	
وہ انگلیں وہ جوانی وہ قاضی مہمال	اک بیان مکن کہ نہ بخت و قسمت وال

اے تو یہ رونا پڑا ہی کیا کروں ان فی الجلال	اگیا پیری میں اوسکی محسنہ لہرک خیال
ہونٹ نہ کاٹوں کس طرح حسرت سے دندان چاہتے	
دیکھی کیونکر ہوزیر آسمان اپنی بسیر	ہر گز سچی دانت تھی پر مچی جشت اور چہر
ہمت یوانگی پر کیوں نہیں جیتم تر	پنجہ خورشید کو کافی ہی اک حبیب سحر
روزیان دست جنون کو سو گر میان چاہتے	
برہمن ہو ہمیں بایہو زراہیت احرام	طالب عقبی محنت میں لی تسلیم نام
کیون نہ سمجھی صحبت را بے لبت کو حرام	طالب نے نیاموشت میں بہلا کیا اپنی کلام
مرد ہی ناسخ کو عشق شاہ زمان چاہی	
محسن الوجود کہم بیانی یکہ تا رسید ان شعلہ زبانی جناب جہ حیدلی اکثر	
سدا آتی ہیں غیبیان کیسی کیسی	بیان کرتی ہیں خوشی میں کیا کیسی
تہکاتی ہیں کلام و زبان کیسی کیسی	دہن پر پڑائی گئی گمان کیسی کیسی
کلام آتی ہیں در میان کیسی کیسی	
بہار کی جو بن دکھاتی ہی کیا کیا	خزان شرم سی منہ چھپاتی ہی کیا کیا
صبا ہوش بلبل دھاتی ہی کیا کیا	زمین چین گل کہلاتی ہی کیا کیا
بدلتا ہی رنگ آسمان کیسی کیسی	
قتیلوں کے جیسے سے مرتبے ہیں	ہزاروں گلستان میں لعل نئی ہیں
لگا کر لہو پیر ہیں تر سکے ہیں	تمہاری شہیدوں میں داخل ہوئی ہیں
گل ولالہ وار غوان کیسی کیسی	
اراوی خراباتیوں کی بڑھی ہیں	برابر می لالہ کون پی رہی ہیں

اسکون پہ چوٹی سستی مزی ہیں	ہمارا آئی ہی نشہ میں جوتی ہیں
مردان پریشان کیسے کیسے	
بیان کیا کروں او کی بہر جمیونکا	رہی ل کی ل ہی تین جلی تننا
خدا جانی کیا دشمنوں نی پڑایا	نہ مر کر ہی بید و قاتل نی دیکھا
تڑپتے رہے نی جان کیسے کیسے	
وم چند تہادور دور اوہ سارا	کہاں روم و ایران کی پشکارا
پس مرگ دیکھا ہوا آشکارا	نہ گور سکندرنہ ہی قبر وارا
مٹے نامیوں کی نشان کیسی کیسے	
نہ ظلمتیں ہی نہ شام سحر ہے	نہ شب کا اثر ہی نہ دن کا گزر ہے
نہ اپنا نہ بیگانہ ہمیش نظر ہے	دل ویدہ اہل عالم میں گھر ہے
تمہاری لپی ہیں مکان کیسی کیسے	
جدائی کی صدمہ جیتے قربان	رفیقوں کی فزات کیا کیا ہر جان
دراو کیمہ تو آکی او دشمن جان	غم و غصہ و درد و اندوہ و حرمان
ہماری ہی ہیں مہربان کیسے کیسے	
یہاں ہی عید تک ہزاروں تیرن	دل و جان و اسلام ایمان کی دشمن
وطن کو گیا کون بی چاک دامن	عجب کیا چہار و حسے جامہ تن
لٹے راہ میں کاروان کیسی کیسے	
بشر کے لیے جہاد پائی شہم ہے	سکوت آکی مغم کی قیاسیم ہے
بہشت ہمارا شاد آتش و شہم ہے	کری جہاد شکر نعمت وہ کرم ہے
موسیٰ لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے	



بمقام خلیفان

کتاب التاج

طبع مشرقی کتب خانہ



بسم الله الرحمن الرحيم

شکافتِ کلماتِ نکینِ خندہ زن ہی
 او ترقی ہیں مضامینِ آسمان سے
 بہری ہی مٹی نیازی مدعا میں
 بڑی ہی نامتوامی گفتگو سے
 خیالِ آئینہ حیتِ فنا ہی
 بنایا جسے مقتلِ بوستان کو
 لکھا ہر صفحہ اوراقِ گل پر
 عطا کی داغِ لالہ کو سیاہی
 ہنسی لب پر جگر میں زخمِ کاری
 پی میں نوشے ورنہ ہفتہ
 شہید و ن کو طلسمِ نو و کسایا
 رگِ سبیل کیا تا منتظر کو

سبار کب او آغازِ سخن ہے
 عیان ہی شوکتِ نعتِ بیان سے
 سرِ تکمین ہی عرضِ التجا میں
 مرا مطلب سوا ہی آرزو سے
 زبانِ مصروفِ حمدِ کبریا ہی
 کفِ جلا و برگِ ارغوان کو
 شہادتِ نامہ بلیل سر سے
 سراپا صورتِ محمد گواہی
 دیا نچنے کو پاس پرودہ داری
 دیا پیما نہ زخمِ شکستہ
 ہنسا کر زخمِ تن کو خونِ ولایا
 سکھایا قصہِ بی نامی جگر کو

دل عاشق کو بخشنا خاک ہونا گہری بیزی کہیں کی چشم تر سے جیسا غنچوں کو دی رازِ نہان کی کہیں ہے جلوہ گر حسنِ حسین میں نہان و آشکارا جلوہ گر ہے غرض ہر رنگ میں پہنکنا شہِ لولاک فی رور و کی کشر بہلا ہم کیا حقیقت کیا ہمارے مناسب ہی خموشی آہنا ہوں زیادہ وہم سے محوِ صد ہی دعا مانگیں کہیں قصدا و پرہم نتن کا ہی خالی دستِ نگین	گریبان کو سکھایا چاک ہونا بہری و امن کہیں نختِ جگہ سے عنادل کو ہوس بخشی فغان کی کہیں ہے خاطر اند و کین میں کہیں کہت کہیں گلبرگ تر ہے رہا حیرت و روشن چشمِ انسان کیا ارشاد لا اُحصی یہاں پہ لکھیں حمد و ثنائی ذاتِ بار شریکِ ختمِ سارِ عا ہوں خرد مجروح تیغِ دستِ دہی کہیں حسابِ مین مل کی باہم پہنا دین خاتمِ ختمِ معنا میں
--	--

نالہ چند دعای عاشقانہ

اکہی دی زبانِ نکستہ دانے اجازت خواہ لطفِ گفتگو ہے نظرِ لوثِ سخن سے پارِ سہی حریفِ نالہ بیدا دہون میں دلِ شتاقِ پای بندِ الم ہے سحابِ آسا عطا کر چشمِ کریان	دکھائوں جلوہ حسنِ معلنے خموشی بہرِ رخصت و برو ہے ابھی ناویدہ حسنِ بدعہی شریکِ صحبتِ فریاد ہوں میں نفسِ تارِ کیندِ صیدِ غم ہے مصیبتِ زادہ آغوشِ طوفان
---	---

برنگِ ابر تر رویا کروں میں
 تپش دی نالہ جانِ حسدِ بین
 رہی بیداریوں کا حفظِ آداب
 نہ کم ہوا التفاتِ بیقرارے
 خرابی دوست رکھ ہر دمِ مراجمی
 نہ کم ہو کوئی دمِ سامانِ سودا
 عطا کر سلسلہ زلفِ پری سے
 جنون پروردی آشوبِ جوانے
 برای چاک دی دامنِ اگر دے
 رہی دستِ جنون ہر لحظہ چالاک
 ترقی پر رہے شوقِ اسیری
 فلک کو لذتِ ذوقِ جفا سے
 رہوں میں مائلِ کافرِ ادائی
 جبینِ ہا خدمتِ پیرِ مغانِ میں
 شہری شوقِ عہدِ عاشقانہ
 سناو و چارہ شہرِ ایسی خدا را
 جنابِ کبیرِ یامینِ کوکی دنرات
 خدا یا مثلِ کلکِ سینہ افکار
 بسر ہوتے ہی بیجا زندگانے

سدا داغِ جگر دھویا کروں میں
 اثر دی دو دو آہِ آتشینِ میں
 نہوں آنکھیں کہی منت کشِ خواب
 رہی تازہ خدائش و فکارے
 برنگِ برق دی شعلہِ مزاجی
 رہی مسرندِ احسانِ سودا
 تعلق دی پریشانِ خاطر سے
 ہوا خواہِ بلایِ ناگہانے
 نہ بہر التجایِ سیمِ زردے
 کہی سینہ کہی دامنِ ہی چاک
 رہی وحشت کو پاسِ دستگیری
 ندونِ فرصتِ تقاضایِ بلا سے
 کہان تکِ پارسائیِ پارسائی
 رہوں جب تک رہوں دیرِ جہانِ میں
 کہان تکِ قفِ لبِ ہمِ کافسانہ
 کہ جس سے مغفرت کا ہو سہارا
 پڑا کر صدقِ لوسی یہ مناجات
 سیہ و ہون سیہ دل ہوں سپکار
 بلایِ جان ہی آشوبِ جوانے

کوئی فعل نہ ہوں ایسا نہیں ہے
 گذرستے ہی عجب غفلت یوں قات
 لحاظ بند گے جاتا رہا ہے
 گمان و وہم و جان درویشند
 اگر چاہے یقین نہ شیدا
 پشیمان خستہ آوارہ جنگ خون
 نگاہ رحم سی سرما اشارا
 لب مایوس من خندان طرب سے
 تمناؤں کو دل میں شاو پاؤں
 نچل ہو ویکھ کر غم و رزاہ
 سوا تیری مرا کوئی نہیں ہے
 کرمی رحمت تری گر پردہ داری
 بہت کچھ آرزو کرتا ہوں دل میں
 جو سنلی ایک ہی تو رحم کہا کے
 غم ہستی و مرگ قبر و محشر
 خلیل آسا جہنم باغ ہو جاے
 ضعیفی میں شباب آرزو ہو
 اسگون پر دل افسردہ آئے
 بڑ ہی ارمان سخی کی جیسی ہمت

عمل میں اپنے جوا آنہیں ہے
 دریغا حسرتا ہیہات ہیہات
 سر نخوت فی دل میں گم کیا ہے
 یہ سب ہیں شانِ شیطانی ہی لہر
 مری ساسی سی ہو پیر جیویدا
 تری درگاہ میں حاضر ہوا ہوں
 دل مضطرب کو ہو کچھ توسل
 نہ گریبان دیدہ پر خون ہو کیا ہے
 جگر کو جان کو آواز پاؤں
 مری غسل ہی ٹٹھی ہو نہ ادا
 غلط ہے تیرا کوئی نہیں ہے
 مری بکری ہوئی بجا ہی ساری
 ہزاروں گفتگو کرتا ہوں دل میں
 نکال جائیں سب ارمان دعا کے
 یہ سب ہوں مینہ مضطرب ہی باہر
 گل سر و س دل کا طغ ہو جاے
 بہا بہشت جنت تک ہو ہو
 جو اسنے کی مزی پیری کہا ہے
 گشتی ہم جہ طرح ممسک کی تیت

سزا پاعید بخاؤن خوشی سے
 مہاوا تو اگر نامہ زبان ہو
 نوید عیب ہوں اہل ستم کو
 زبان و دست پاسدین گواہی
 ہم ستم ہو عذاب آتشین ہو
 سنے کوئی نہ سر یاد جگر کو
 عزیز و خویش و احباب بگاہ
 نہ بھین خط سرب یکسی کو
 میں صدقتی اوں بلائی گمان میں
 کہوں اس وقت کس سی اپنی جی کی
 سوا اسکی کہ تو ہی مہ زبان ہو
 پکاروں اسی خد او ندید گاہ
 تری رحمت پہ ہی ناز آرزو کو
 سناں باب محشر می بصد ناز
 بس ای تسلیم تر کہ لجب اگر
 بہت کچھ کہ چکافک یاد و ماتم
 بہر ہی جوش عرض نعت لب میں
 طرب انگیز ذکر مصطفیٰ ہے

کہوں ہر دم مبارکباد جی سے
 ہر اک ذرہ بلائی جسم جان ہو
 سدا ترسون پناہ نیم دم کو
 اوٹھائوں تا ابد ناز تباہی
 گرفتار بلا جان حشر میں
 نظر آئی نہ جز شعلہ نظر کو
 کرین تیر ملامت کاشانہ
 و کسائیں دین یہ اور جی کو
 مرا ہو کون حامی و جهان دین
 کسی پروا ہو یہ می یکسی کی
 تری کہنی سی کہنی میں زبان ہو
 گرم تر خطا بخشش زمانہ
 وفا کر وعدہ لا تقضو کو
 مبارکباد و آزادی کی آواز
 خموشی کو بیان مدعا کر
 کہان تک حیرت افسانہ غم
 زبان ہو میل طوفان ادب میں
 دہن میں یہ سمانہ آب بقا ہے

شفاعت طلبی مع عابد نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنبھل ای خامہ ستانہ رفتار
 عوض نقطون کی سجدی کر چہین سے
 نیامزدہ ہے انداز سخن کا
 شرف انداختیال مدعا ہی
 ابھی آیا تھا کسکا نام لب پر
 محبت فی کیا دیوانہ محکو
 مودب نقطون ہی کینج دہن میں
 نہایت اوج پر فکر سا ہے
 عیان ہوتا ہی مضمون عجب سے
 محمد نام پر جنگی میں تہربان
 ہوئی وہ جیسی رونق بخش ستار
 جمال کبھی کیا تہرب کیا دو
 کہی گر سیر نہ بہت گاہ ہوتی
 گذرتی جس طرف نکلت کی صورت
 وہ کیسویں مہر تابشا نہ
 عیان نور خدا حسن چہین سی
 دوا بر و مثل و شمشیر خوشوار
 ہم آغوش حیا انگین وہ بالکل
 تیرا برو خط بنیے ہویدا

یہ عالم اور ہی نہ ہوتا خبردار
 تنہا کو ادب سکھلا بہن سے
 مزہ کچھ اور ہے میری دہن کا
 ہر اک مضمون رسالت آشنا ہی
 کہ دل جاتا رہا قابو سے باہر
 بنا یا عاشق افسانہ مجکو
 سکوت راز ہی پنہان سخن میں
 صریح کلک شور مرہا ہے
 غرض ہی ذکر سلطان عرب سے
 دل جان و جگر کی نور ایمان
 بلندی چوستی ہی پائی پستی
 دو عالم بنگیا پیسا نہ نور
 نسیم خلد فرشتہ ہوتی
 مسکتی وہ گلی جنت کی صورت
 سراپا شام صبح عید شانہ
 مشابہ لوح و تہران بہن سی
 پی قتل و پناہ گبہ ویندار
 بزرگ نکلت و گل شا و مل
 ہمیشہ راست بینی جسیہیدا

خط و رخسار کا عالم نیا تھا
 مہن تہا گنج اسرارِ نیکانے
 چمک وندان میں باغ و ناز و ناز
 کہو ان کیسی اسیدۂ اقدس میں کیا تھا
 سرِ موی جبین سی نقشِ پاتک
 سراپا تھے وہ منظورِ اس کے
 دیا پیوندِ اعجازِ قدم سے
 سنہا ہی جیسی شور کوں سنہا ہے
 یہ کیا ہم دم تری خاطر میں آیا
 وہ خود تھے سایۂ اقدس
 ہوا نہ نظر جس دم خدا کو
 بنائی ذاتِ احدیۃ آئینہ دار
 یہاں کچھ اور رہی روزِ سخن ہے
 محمدؐ نظر نورِ خدا میں
 محمدؐ میں سب کوں جگہ کاں کے
 گزرتے تھی جدھرہ رشکِ شمشاد
 ہوئی جیسے وہ نورِ ایزد پاک
 شرفِ امت کو ہی عرجِ الٰہی
 نہیں اونکی محبت جسکی ول میں

کہی تو رحلِ پستردان رکھا تھا
 زبانِ مفتاحِ قفلِ ازاد نے
 یہ ثابت ہی جنابِ عائشہ سے
 سدِ سلمہ تھی سی بہرِ اتھا
 خدا کی شان اتھا ہر عضوِ شیک
 نظر پروردہ نورِ اے
 سوا کوئی کو شامِ عدم سے
 خرابی زاہی لطفِ بہت پرستے
 کہ پیدا کیوں نہ تھا حضرت کا سایا
 نمایان سابی سی سایہ ہو کیونکر
 کہ دیکھوں اپنی حسنِ جانِ سزا کو
 ہو جو عکس کی بدلے نمودار
 کون کیا میں لبِ قفلِ مہن ہے
 محمدؐ ازاد کبریا میں
 محمدؐ فخر میں و نونِ جہاں کے
 ہر اک نقشِ قدم تھا جنتِ آباد
 تجلی بخشِ سوی عالمِ پاک
 زمین کو ناز ہے عرشِ برین پر
 پھنسا ہی صورتِ خرابِ گل میں

مین کیا ہوں جو کہ دلِ نقیش کا
کہ اک نقیش کف پای نبی ہوں
بحکم اللہ طفیل حسن قصیدہ
مین کو شرکاب می جاؤں گل کشتا
صحابہ سی نہیں انکار مجھ کو

دلِ ایتک عقیدہ ہی یہ میرا
غبار و این حبّ علی ہوں
خطِ قسمت ہی حرفِ عشقِ شبیر
کہ ہوں کشتہ غم آلِ عباس کا
زبان کیا دل سی ہی اقرار مجھ کو

سکہ و خاتمہ اقلیم سخن بہرین صحت
علم پناہ شیراز سلطان عالم محمد اجدلی پادشاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کہان ہی ساقی میکش ہوسدا
نشاط انہ از ہجوم آرزو ہے
زبان لب کو لطفِ ظاہر و معانی
جگر مین جویش مضمون موجزن ہی
رہی کینک ہوس و پوشش دل مین
جوانی مستیان کینار ہی ہی
اثر ہے جلوہ گر حسنِ اہل مین
لب ساغر مین لب ساغر دیاں ہی
بہارِ مدح پیدای رستم سی
اوب فرمای قصد دل ہی ہر دم
شیرِ واجد علی ظل اللہ

سبوشیشہ طرحی ساسنی لا
طرب کینک لطف گفتگو ہے
سناستے مین نوید خوش سبک
دہن گردابِ دریای سخن ہی
خواسنے لارہا ہی جوشش لارہا
آنگو نہر طبیعت آ رہی ہی
عروسِ کامرانی ہی بغل مین
زبانِ معجز می اپنی زبان ہی
گلِ تعریف کینلتی بہرین سلم ہی
خیالِ مدحتِ سلطانِ عالم
طرازِ سند صاحبِ کلام

گل رنگین بہار ہفت ہفت
 زیار نگاہ چشم اہل اوراک
 زمین لکھنؤ فیض و شادمانی
 جبین سہاہی جو سنگ آستان پر
 درو و لسترا وقف ملک ہے
 شجاعت قبلہ رنخت پرستان
 عدو کو بطن باورین جگہ لے
 تصور میں اگر ہو تیغ انگن
 عتاب آلودہ گر چین جبین ہو
 یہاں تک ریخت شست کرم ہی
 دم بخشش جو دیکھی صرف احسان
 جفا ایسی ہوا خواہ عدم ہی
 حضور خیر غم جو شغضب سی
 اگر شیشہ بھی کر تا ہے تو پتھر
 کوئی گر نام لی چنگیز خان کا
 عدالت آشنائی طبع عالی
 ہوئی رخصت دلون سی نامرادی
 طرب ہنر کا مہر ای جگر ہے
 یہی پرتاہی ہرست اس عمل میں

سیرم ہرزہ زار آف پیش
 فرشتی کی طرح ہر عیب سی پاک
 زیادہ عیش پروری ارم سے
 دماغ مدعا ہی آسمان پر
 زمین ہمایہ صحن فلک ہے
 سخاوت و شکر تنگستان
 بنی تابوت گہواری سی پہلے
 اجل کو خضوع سمجھی روح و شہن
 پریدہ رنگ و ی شاہ چین ہو
 گدا ہر تبتہ فغفور و جسم ہی
 بڑھائی دست شل تصویر بیجان
 ستم کا نام ہی لیسناسم ہی
 زبان شعلہ ہی لرزان ادب سی
 صدای الامان دیتا ہی ڈر کر
 اثر جاتا ہے تیغ زبان کا
 جہان ہی فتنہ ظالم سی خالی
 لبون پر ہی مبارکباد شادی
 تماشا وقف سامان نظر ہے
 صراحی ہاتھ میں شیشہ بغل میں

نہیں ہی کوئی دنیا میں چکر چاک
ہوا خواہ جفا ہی دلفگار سے
گرفتار بلا ہر چار سو سے
برنگ شمع رکھتا ہی زبان لال
اوبائی کلک مجھ خود فروغ سے
ادا کر سجدہ خدمت گزاری
سراغ از ختم مدعا ہے
خداوند اہی جہتک زیب ہستی
تن دشمن رہی مدفون تہ خاک

مکریان ملک تسلیم ملک
غبار کو چہ علی عتبار سے
شکستہ دل فریب آرزو سے
سکوت مدعا ہی غرض حوال
نہیں لازم پیشوخی گر مجھ سے
بہت اچھی نہیں گستاخکاری
زبان منت کش حرف مدعا ہے
زمین آسمان کی اوج و پستی
رہے سلطان عالم سر افلاک

بوصفت اللہ ولیہ امیر محمد علی خان بہادر قبول پانچویں باب اعتبار پانچ

جھکاسا مے سر جام و سہو کو
اجازت ہو چکی پیر مغان سے
سخن میرا نہو کر بارِ خاطر
کہ اک دن حسرت پابوس استاد
سو دولت تمنا رہنما تھے
مسافت نی گوارا کی جو دوری
بجالا یا میں آدابِ غلام سے
تمامی جمع تھی احباب و اغیار

تسلی دون کہان تک زد کو
چکان ہے ابر رحمت آسمان سے
سناؤں کچھ تجھی اظہارِ خاطر
مہوئی نشتر فروز چان ناشاد
سعادت جلوہ بخش مدعا تھے
ہوا حامل مجھی لطفِ حضوری
ہوا اہم بزم استاد و گرامے
سخن کا ہر طرف تھا گرم بازار

کوئی حافظ تھا شمسِ مصحفی کا
 کوئی پڑھتا تھا نظمِ شوقِ شوق
 کوئے لایا ہوا تھا بادلِ مہجان
 کسی کے لب پہ ناسخِ کاسخِ تھا
 کہ ہمیں مہربانِ شرفِ علیٰ فی
 نکالی کچھ بغل سے کہنہ اور راق
 تمام اوس منِ خلافِ کنتہ دانی
 سوا موزون کے وہاں در فسانہ
 نیا مضمون تھا دیرینہ زبانِ مین
 مکر و کھیکرا فسانہ شوق
 دیا تاثیر نے نشترِ جگر میں
 جلا دل آتشِ حالِ وفا سے
 اچھا محوِ بزمِ شمعِ خواہے
 او دہر تھا خندہ اربابِ محفل
 او دہر تھا لبِ پیو کر عاشقانہ
 فراموشی رہے کچھ دیر و ساز
 کہ اسی ولدِ اودہ نازک خیالے
 تری دم ہی سخنِ نصرتِ نشان
 برنگِ نقشِ باافنا وہ کیوں ہے

کوئے دیوانہ دیوانِ سودا
 کسی کو تھا کلامِ ذوقِ سی فوق
 جنابِ حضرتِ مومن کا ایمان
 کسی جاشعرا آتشِ شعلہ زرن تھا
 او افسیم موزِ شاعری نے
 شبکِ صورتِ دہا می عشاق
 لکھی تھی شاخِ غنہ نین کی گمانی
 نہ کہتا تھا ایمانِ شاعرانہ
 تھان یوسف تھا گردِ کار و ٹھین
 ہوا میں سرسبز دیوانہ شوق
 وہ سامان پر گیا سیری نظریں
 اوٹھی گوشہِ داغِ بغا سے
 انیسر جانِ بیانِ غم کی کہانے
 اوہر تھا گریہ بیتائے دل
 اوہر ویتا تھا سوزِ زولِ زبانہ
 کہ ناگہ وی مجھی ہاتھ فی آواز
 شہیدِ شوخی مضمونِ عالمے
 زمینِ شمعِ تجسسِ آسمان ہے
 دل آزر دہ جنونِ آباد کیوں ہے

تجھے اب کا ہشون ہی کام کیا ہی
 ملا ہی قہر روانِ شکستِ جہان
 سریرِ آرایِ اقلیمِ معائنے
 سخنِ بخشِ جہانِ استادِ جہا
 بلاغتِ زاوہ طبعِ رسا ہے
 جو نسبتِ وی زمین کو آسمان
 لکھی گرو صفتِ حسنِ ماہِ پارہ
 اگر فرصتِ تجھی چرخِ کہن دے
 یہ افسانہ جو تیری روبرو ہے
 اسی حسنِ زبانِ وی پر خدا را
 بلند ی وی ذرا وچ بیان کو
 گزارش کی پیمینِ نی سنگی ارشاد
 تصورِ مینِ مری آتا ہی ایسا
 پہرے کے بعد باطنِ زولِ آرا
 حیا سی وہ عروسانِ معائنے
 کہی دیکھا نہیں ہی سایہ او نکا
 یہی کچھ عذر کا میری سبب ہے
 سوا اسکی ہو جو ایسا نظر سے
 کہا یہ فکر کیا ہی بخیر ہے

خیالِ کروشنِ ایام کیا ہے
 جنابِ سب زامہدِ بعلین خان
 خداوندِ جہانِ نکتہ واسطے
 قبولِ عقلِ کل ارشادِ جہا
 فصاحتِ گرو راہِ مدعا ہے
 بجلِ نگے زبانِ دو جہان سے
 بنی ہر دائرہ چشمِ ستارہ
 اسی کی نام سی داؤدِ سخن کو
 خلافتِ اہلِ معنی گفت کو ہے
 نئی صورت سی رنگِ طبعِ وکلا
 جلا دی جو ہر تیغِ زبان کو
 کہ ای سدا یہ لطفِ خدا داد
 شکوہ و ہلوی نی اسکو لکھا
 ہوا بجمعی نہیں خامہ فرسا
 سدا مجھے ہیں گرمِ لجن اسے
 خدا جانے ہی کیا پیرایہ او نکا
 نہیں ارشاد سی انکار کب ہے
 بجا لاؤن دل و جانِ جگر سے
 ہر اک کا طرزا پنے طرز پر ہے

کسی کی پیروی ہی تجھ کو کیا کام
 کمی بیشی روار کسانہ صلا
 لکھی حیر ہرج مین چند شعا
 مصیبت آشناتھا کہ سنائے
 کہ جب دیکھیں مری نقش کہن کو
 بناوین خامہ جاوہر قم سے
 کرین مجھ کو دعا خیر سی یو
 زبان و خامہ ہیں آپس میں ہزار

بھکاشیشہ کہ چمکی شوق کا جام
 مگر بان صہل مطلب مین کسی جا
 بہر صورت ہوا جسوقت ناچار
 فغان رخ روجو کچھ یاد آئے
 بس اب لازم ہی ارباب سخن کو
 نظر جس جاڑی سہو قلم سے
 تمنا ہی کہ جامی آئین باد
 یہاں سی ہی فسوں عشق آغا

شادہ کشتی مشاطہ زبان بارشیں کیسوی دستان

کہ پیسا نہ مرا محتاج مے ہے
 تن پزل پائی اوج نشہ غم
 شکست توبہ ہو جائی نہ بیزار
 مین گذرا آبرو سے آبرو سے
 غنیمت ہی کوئی دم زندگانی
 کہند عمر ہر دم نارسا ہی
 کہیں گاہ چہاں ہی دم آباد
 برنگ زلف برہم ہی فسانہ
 طبیعت گدگداتی ہی کہانی

کہ ہر اوساتی فرخندہ پے ہے
 وہ دارودی کہ ہوا فسودہ ماتم
 رہے کبتک می گلگون سی انکار
 مری ہی زندگی جام و سوسے
 کہان پہر لطیف کیف فوجوانی
 کشتی نخل خضر طول بقا ہی
 ہر اک سو ہی قریب خواب صبا
 کہی کیساں نہیں حال زمانہ
 کھاشک ضبط مضمون کی گرائی

سنا ہی یوں کہ مجھ کو ہر ہاں انداز
 طبیعت پاک تھی فکرِ جہان سی
 پسندِ طبع تنویرِ مسرت تھے
 اوسے عالمِ مین وہ سرمایہ نماز
 کہ سب مصروف ہیں خوابِ عجیب مین
 زانی مین نہیں کوئی خب و راز
 پہرون تمہا میانِ شجر و بازار
 کہان ہی ماتم شامِ غمِ سر ہی
 کہان گلہاگِ عشرتِ ہمنفس ہے
 کہان ہی قصبِ لبِ خوننا پل
 کہان ہی شکستِ یزنی یہ دیا مان
 کہان ہی از حسرتِ پیہم سی ہر دم
 کہان لطفِ فغانِ فرصتِ طلب ہے
 سرود و ساز سی ہی کون پہچانگ
 سچک و لیس کچھ ایسی ہی باتین
 کسی پر تا نہویہ راز افشا
 بل لئی شکلِ مطلب کی طلب مین
 نظر آ یا شیخِ سہوِ ذمی ہوش
 جو اہب کی غماشی دیکھتا تھا

بشکلِ بخت تماک ات بیدار
 لڑی تھی آنکھ سیقفِ آسمان سی
 ہراک چشم کو اکب پر نظر تھے
 ہوا یوں دل کسی اپنی مشورت ساز
 بہرا ہی مدعا و امانِ شب مین
 مگر یان جا بجا دلہا سی بیدار
 دل ہر پنجہ سی ہونِ خب و راز
 کہان ہی شکرِ صبحِ خوش نصیب ہے
 ہجومِ نالہ کسکا داور س ہے
 کہان بیتا نے دلِ رقصِ سہل
 کہان ہی غم سی سرفق گریبان
 رگِ جان پر تراشِ نشترِ غم
 کہان احت کہان جوشِ غضب ہے
 کسی ہی طالعِ ناسا و سی جنگ
 بہت سی سوچ لیں پوشیدہ کہانین
 لباسِ مشکفامی برہینِ پنا
 کہ جیسے دن چہرے داناںِ شب مین
 میر کا مل مگر بے مین و پوش
 قدم سر گر مر راہِ عشا تھا

رنگ بوی گن جہا کذرتا
 شب تاریک میں پہر تاتہا تمہا
 غرض ناگاہ شاہ رشک فغفور
 لگا اطراف کی کرنی نظارے
 قضا لا اک جہاں شوخ و طناز
 شارب عشق می لست سشار
 سر شوریدہ مہنون جنون ہی
 زخو و رفیع ہے جو شر آرزو میں
 چہ پائی ہی بغل میں صورت دل
 زیادہ طول میں وہیم بشری
 سراپا درہم و پیرچہ جسم ہی
 ہر اک حلقی ہی او سکی ہی ہویدا
 بجای آسمان سی خود فراموش
 حرف و خواجہ سرخ مدعا ہے
 عیان ہی لب ہی گلباگ ترانہ
 کہ شاید سسکے یار محو آرام
 زیادہ مضطرب و لکھو پایا
 صلابت آرزو سے کام نہ کام
 لپی جاتا تھا شوق او سکو سوئے

معطر کو چہ و بازار کرتا
 خیال صبح و ہر کا تھا اجل کا
 جبکہ پونچا قریب قصر و ستور
 کہ دیکھوں کیا میں قدرت اشکار
 نظر آیا پریشانی سی و مسار
 نظر آشوب گاہ شوق میدا
 رنگ لالہ دل لبریز خون ہی
 سراپا گم ہے سارہ جستجو میں
 کند پُر گرہ استاد کامل
 رسائی میں سوا تار نظر سی
 مگر دو چرخ شام غم ہی
 کشا شہابے آغوش تہا
 عذاب این آن سی منہ پر گوش
 ہجوم شوق میں کچھ بک ہا ہی
 کھڑا پڑا ہتا ہی شعر عاشقانہ
 کر ہی تکلیف جذبش تا لب بام
 بغل میں رشتہ جان باو آیا
 کیا او سکو قد مبوس سر بام
 کہ رسوائی پکاری ہاں خجور

خلافتِ اقصائی آسمان ہے
کہ استغنیٰ میں کیا شے نی کر قتار
بتا تو کون ہی آیا کہ ہر سے
پہر اکرتا ہی کیون راتوں کو تنہا
مقرر تو کوئی ہی درویش بکیر
نظر آتا ہے جھکو خلقِ آزار
طمانچے مار کر رویِ جوان پر
کہودی یون ہوئی عارضِ سہی
یہ عالم دیکر وہ نوگر قتار
خوشی نی لیون پر زہر کہا یا
الم ایسا اثرِ پش جس جگر تھا
عوض اشکون کی خونِ دل بہا یا
کہا تو کون ہی امی فتنہ ایجاد
خطا کیا ہی ہوئی کیا مجسمی تقصیر
غریب بکسین ناچار ہون میں
نظر آتا ہی کچھ سیہ رحم و بیدر
ستم ایجاد ہے بیداد گر ہے
لب پہنچا ناظرِ فغان سے
نہ دل سے ناز بیتا ہے اوٹھایا

کہ ہر جاتا ہی او غافل کہان ہے
کہا اوس سی کہ امی بیک عیار
غرض رکھتا ہی کیا اس نام دور
کس پیر گرہ سی وہ سہل کیا
بجی لازم ہی کرنا پانچ بھر
سزای ناسزا کا ہی سزاوار
چنی گلبرگِ سوسن ارغوان پر
وہوان ہو جس طرح شعلی سی لپٹا
رہا حیران ہر نگ نقشِ دیوار
ہجومِ بیخ و می نی آستیا
کہ ہر دم حالِ دل نوعِ دگر تھا
کمال ضبط کیا کیا رنگ لایا
مجھی دیتا ہی کیون تکلیفِ بیدار
میں ہوں کس واسطی شایانِ تعزیر
بلاکش ہوں جگر افکار ہوں میں
ستم کاری میں ہی تو یکہ فساد
کسی کے بچکے پر کب نظر ہے
نہ وقف ہی جگر در و نہان سے
نہ رخسار وں پر اشکِ گرم آیا

<p>کماشہ فی کہ ہوں میں شحہ شہر عدالت کامی سکر فسانہ نہیں طاقت کہ حسب نانہ خوبان نکلتا ہی زبان ہی ہو کی شیرین چڑائی رنگ دست و لہریا جو اگر ہو چورنا سورج گرہین بلائی جان ہوئی ہی تیری تقدیر مقرر صدم او خانہ بر باد یہ سکر وہ اسیر ورجہ مان کہ تھا میں ننگ مرگ ناگماٹے مری ہی محسن ہی گل تکلی پرفسون</p>	<p>زماٹے میں مرا مشہور ہے مہر عدم آباد ہے جو زماٹے دل عاشق سے ہوں گشتہ شرکان کلام تلخ معشوقان خود میں کروں پامال میں دروخت کو لگا دوں آگ آب نیشتر میں نہو گی کار گر آب کوئی تذبذب گلے تجھے ملے گی تیغ جلاو بجایا فلاک کاشک احسان مگر کی چرخ توئی مہربانے وہیں قتل کہ ہو گی شفق کون</p>
---	--

بیان مہر پیچ ناموافق و بجا اور روشن طریق و صیاق

<p>پلا سانی شراب آتشین جوش رہے ہمد لب پیمانہ اپنا بہت کچھ تھی تعلق جی کی جمال کلام حضرت تراحم ہے بجا طبیعت پاک ہی ہریش و کم سے غرض جب دل میں پھر دیکھوں</p>	<p>کہ دل کو ہی ہو ای ماتم ہوش بلا سے ہو گیا بیگانہ اپنا لیا الفت فی سب سے فانغ البال میں ہوں رند خراباتی مجھی کیا نہیں مطلب فریب پیش و غم سے کہ ہوں قتل شرموم ہر کامان</p>
---	--

بہر آید دل مجھ کو درو غم سہمی
 سنانِ درونی چہیزا جگر کو
 یہاں تک اشکِ غم شکر کا شہی چسکے
 تصور میں یہی کہتا تھا دل ریش
 کہ ہوتا ہے گریبانِ سحر چاک
 بشکلِ نحتِ خفہ سو گیا وہ
 کوئے یا اور شمعِ حسنِ پائے
 اویں فبصرت آنی کی نہیں ہے
 نہی معشوق سی پہلو ہی آباد
 عجب کیش کشش کی مہر ان
 کہ صدقے ہو یہاں شتاقِ بیا
 یہاں آخر ہو دم کی نوحہ خوانے
 یہاں ہو وجہ ماتمِ لطیف ہستی
 پس مرون بھی اس چراغِ ابد سی
 یقین ہی سوزشِ دل سی مری جا
 ہزاروں شمع ہین دل میں اسمان
 رہے گاتا ابد ماتم میں پر شور
 نہ صورت کوئی دم دیکھی صنم کے
 کسی کی ای فلکِ قصیدہ کیا ہے

جہکارِ سدا بہرِ حسانِ ستم سی
 ہوا رونائے ہر چشمِ ترکو
 کہ چینِ کرات بہر دامن ہی چسکے
 کہیں بدظن نہو یا روفائیش
 نہ آیا کیا سبب وہ عاشقِ پاک
 کہیں یا صورتِ دل کہو گیا وہ
 بنا پروانہ تازہ کو لگاے
 کسی جاشِ طر جانی کی نہیں ہے
 مری بہولی سی ہی آتی نہیں یا
 گرفتارِ عذابِ جہان ہوں
 وہاں زبیرِ زبانِ شکوہ یار
 وہاں ہو بہت سدا ہی بدگمانے
 وہاں ہو تہمتِ باوہ پرستی
 میں چونک اوٹو نگا آغوشِ سدا
 سدا سی حشر کو اوٹھے گا شعلہ
 نہیں سینہ مگر گنجِ شہیدان
 لبِ فی سے زیادہ تر لبِ گور
 سحر ہونے نیانی شامِ غم کے
 نصیبیوں سی مجھی اپنی گلا ہے

فرض وہ ناز پر وار مصیبت
 فنِ فزوی ہی تنگ طبع ناشاد
 نہیں شتاف میں حسن جفا کا
 کہ مان یہ ہوئی ہی مجھے تقصیر
 پہراون بہر میانِ وشت پر خار
 گسٹ اسواسطی لایا تھا ہمراہ
 ہوئی جب چلتی چلتی شام بکو
 ہر اک شخص قدم کی گرد ہر بار
 پریشان پرتی پرتی چار سوئی
 اجل نے رستہ ایسا بھلا یا
 یہی کچھ سرگد شریف مدعا ہے
 بھی آدا کر دے دو پھر کو
 پہراوس دم شدہ کو جو نظر ہو
 یہ سنکر چرای صلح پیوند
 عبت ہی آرزو مند رہا ہے
 اگر شکو ہو سس ہے مخلصی کے
 پتا پہلے پتا اپنے مکان کا
 کہا جامی سکونت حسبِ ہوت
 یہاں بھی چل مری ہمراہ گھر کو

لگا کہنے کہ ای وچر صدف
 میں ہوں اس تہمت بیجا سی آواز
 نہیں پامال انداز بلا کا
 کہ صحرا کو گیا تھا بہرِ پنجہ
 سر یہ شوق آہو میں گرفتار
 نہ ہر روزی ای تشبہ کو ذرا
 فراموشی ہوئے آرام مجھ کو
 تصدق میں رہا مانند پر کار
 دو چار آکر ہوا اس شہر کو سے
 کہ پابوس بارک کو میں آیا
 یہی آفت زدوں کا ماجرا ہے
 کروں گا خاصہ سائی محسوس
 قبولِ دل ہو منظورِ جگر ہو
 کہا شدہ نے فسوں حیلہ تا چند
 بھی ظاہر ہی تیری پار سائے
 عوض اپنی ضمانت ہی کسی کی
 نشان پرتی کفیلِ محسوس کا
 فلائی جا ہی اک مدت بھی ہو
 دیان ضامن تجھی دون گاہ کو

برای امتحان شہساز علیہ
 ہلاکے صورت دیوانہ زنجیر
 وہ نکلا شکنی صد رنج و محنت سے
 گل بیخ ہو رہا تھا زعفرانی
 سرشت پاک تھی صبح ازل کے
 ادب سی او سکو وقت خط کتابت
 ولی تھا سر و مہری مین ہمالک
 درود و لبترا کو جب کیا وا
 کہ امی یاران انداز وفائے
 بہم تم کون ہو کہنتی ہو کیا نام
 مین اہم محو تھا یا و خدا مین
 تعلق سے طبیعت کیسو تھے
 تجلی بخش دل نور قدم تھا
 بلایا کیون بھی خلوت سرا سے
 کہا سلطان فی اوس شمع سحر سی
 کیا ہی مین فی دزدی مین گرفتار
 اگر ضامن ہو تو اسکا سحر تک
 نہیں لیجا کے رکھون پانچویں
 یہ سنکر باجر اپیر کہن سال

جب آپو نجات قریب حلقہ در
 کہا سوتا ہی یا بیدار او پیر
 بزرگ روح افسردہ بدن سے
 خزان دیدہ تھا گلزار جوانی
 ابد تھے ابتدا طول ال کے
 خضر لکھتی سدا حضرت مسکات
 برادر خواندہ نصحت اک مالک
 زبان چرب سی آہستہ بولا
 خداوندان شہر آتش نائے
 خلافت وقت نکو مجسی کیا کام
 جبین سا تھا جناب کبریا مین
 خموشی ہم زبان گفتگو تھے
 رک چشم کلیم اللہ دم تھا
 کرو آگاہ عہد خیر عا سے
 خبر کچھ ہی تھی حال پیر سے
 سحر کو ہو گاتر بان سروار
 مبارک ہو ٹھی بیٹا سحر تک
 کروں گاسج کو کچھ اور تدبیر
 لگا کہنے کہ امی مرو خوش اقبال

طفیل خانمان بر باد شد
 سدا رہتا تھا مجھ خود پرستے
 مری صحبت سی آتی تھی اسی عار
 ہوا ہی عاق یہ برگشتہ ایام
 کمی تیا ہوں میں تم سی بہ تکرار
 نہیں مطلق خیال پاسدارے
 سنی شہ فی حدیث پیر جسد م
 کہ نفرت اسنی کی بخت جگر سے
 چلا لا حول پڑتا اک طرف شاہ
 ندیم سے دکھائے گر مجھ سے
 لگے دامن کو تکتے دیدہ تر
 نہ اسپر شوق دل فی اکتفا کے
 کشاکش سی ہو اس دل کی ناچا
 نگا ہوں میں پدر کی مین سر ہر
 لگا اک یار ہے و مساز میرا
 و لون میں صورت نقش تمنا
 شرافت میں بہت عالی حسب
 اگر وہ مجھ کو یوں دلیکیر دیکھے
 عجب کیا ہی کہ وہ اہل مروت

نکل جاتا تھا شکو کہ سی باہر
 جہان میں ایک ہی تھانگ سی
 ہمیشہ پسند سے رکھتا تھا نکار
 مجھے کیا اسکی قول و فعل سی کام
 کہ رہنا اسکی عیاری سی ہشیار
 کرو جو چاہو حد شرع جارے
 ہوا تصویر کا حیرت سی عالم
 چرائی آنکھ یوں نور نظر سے
 جوان ہی صورت سیاتہا ہمراہ
 اوٹھائی لب فی حسان خموشے
 گریبان شہناغم سے ہوا سر
 بڑی حسرت سوال بدعا کے
 لگا کہنی کہ امی فرخندہ کردار
 بشکل طفل اشک تر ہوں ابتر
 انیس و ہمد م و ہزار میرا
 جگہ رکھتا ہی الفت سی سراپا
 کہ امشب لکڑا وہ تھب ہے
 اسپر پنجہ گفت دیر و یکے
 بجالائی بدل رسم ضمانت

جوان فی جو کمی اپنی ہو امین
 کہا یہ بھی سہی امی و زو عیتار
 ایسی ہمراہ لیکر شاہ ناچار
 نظر آئی عجب عشرت کی سامان
 کہ ہے اک یار محو غصہ تار
 او وہر ہی غفلت جوش می لب
 وہاں ہی ماتہ وقف کردن دست
 جوان نے حکم شاہ بد گمان سے
 کہ امی یار جفا و شکن و فاد و ست
 ہوئی ہی آج مثل محبت دہل
 نہیں ممکن سوا تیری رہائے
 شفاعت خواہ ہی بی اختیار
 ملکر اودہ صبر امی پیر سنکر
 خمار می سہی چہرہ ارغوانے
 او بچتا نشہ میں پاؤں ہی نامان
 تقاضای تمنا وقف حاصل
 لپی اک ماتہ بین شمشیر عریان
 قریب اگر جوان کی رستمانہ
 کیا کیوں یار کو میری گرفتار

جگہ دی شہ فی آغوش ضامن
 نہیں مجھ کو وہاں چلنی میں انکار
 ہو واجب آستان بوس و ریاد
 رہا تیرگی گردون سی حیران
 گرفتار بلا ہے و سہ ایار
 او ہر نشتر زن ویدہ رگ خواب
 یہاں ہی آرزوی دیدن دست
 پکارا او کو صد شور و فغان
 شفیق لطف و ماتہ شاد و ست
 خلل انداز راحت ایک مشکل
 خدا را جلد کر مشکل کشائے
 بجالا ہو سکے جو بشر باریک
 چلا سیاب کی مانند مضطر
 بہر آنکہ ہون میں کہف نو جوانے
 بسا بوی عروسی میں گریبان
 می حسرت سی خالی ششہ دل
 جواب جلوہ سے زببان
 پکارا او سے تکار ز مانہ
 مگر سے زندگی سی اپنی بیزار

بھی تقدیر یوں لائی ہی تیرے
 ابھی آزاد کر قید گران سے
 کہا شہ سے کہ ای مرد دلاور
 کہ میں ہوں شجہ سرکار شاہ ہے
 پہرا کرتا ہوں شبکو تا سحر میں
 یہی دوز و شب آہنگ جہان گرد
 سحر کو لونگیا میں تجھے ہی طرح
 ہوئی جب جہل کے آپس میں
 کہ ای شمع شبستان محبت
 نکر تو گفتگو جوش غضب سی
 یہ ہی فرمان روای کشور شاہ
 ملکہ زادہ یہ سنکر با صد افسوس
 بجالایا تہامے شرط آداب
 پس افسانہ ابلہ فریب
 یہ میرا یار ہے اسکو رہا کر
 کہا شہ نے نہیں تجھے سرکار
 اگر ہی تجکو پاس آشنائے
 ضمانت سی لیا آخر جوان کو
 بٹھایا گوشہ خاصے مکان میں

مری ہاتھوں جلانی ہی تیرے
 نہیں ہوتا ہی تو رخصت جہاں سے
 عجب ہی قدر میں جامی سی باہر
 مجھی ہی خدمت عالم پناہی
 ہراک کو چھی کی رکھتا ہوں خبر میں
 تو ضامن ہو اگر آتا ہی کچھ درد
 ناموں گا کوئی حیلہ کسی طرح
 لگا کئے جوان پابزنجب
 ہوا کیوں باعث تکلیف حجت
 حذر کر جس رات ترک ادب
 اسی کا حکم ہی ماہی سی تہا ہ
 تملق سی ہوا شہ کا قد مبوس
 بشکل خادمان خواجہ القاب
 کہا ای چارہ ساز بد نصیب
 جو کچھ ہو مجھی پادشہ خطا کر
 فقط سرکار کا یہ ہے کنہ کار
 تو ضامن ہو کہ ہو جس میں رہا
 کیا رخصت شہنشاہ جہان کو
 نگارستان چین شک جہان میں

بچھا کر مندوقالین و سحاب
 بہ صورت وہ مجھ غمگسارے
 ملی جب رسم مہائی سی فرصت
 ملکر ادوی نی پوچھائی برابر
 ہوا کیونکر گرفتار غم سے تو
 جوان فی روبروی یار و ساز
 کہ اہی یار جوان فرخندہ اختر
 جو دیکھی شکل اس نور خدا کے
 اکیلی پائی شب آغوش خالی
 زبان مجھ جواب لہن ترانے
 ستاروں کو سمجھ کر چشم بینا
 چہے حسن صفا کیا پیرہن سے
 نیا ہی شوق ناز و دلبرے کا
 لکھی گرامہ وصف موی مشکین
 جبین لغون ہی کب بھی افشان
 خیمہ بروی اپوستہ سی ہر دم
 جو دیکھے رنگ چشم ہر مہ سا کا
 کہان شرکان برکشہ نمودا
 کنار چشم و بنا کہ کچا ہے

کیا ارستہ اک جاہلی خواب
 رہا آما وہ خدمت گزارے
 ہوئی آپس میں تہائی کی صحبت
 پڑی افتاد کیا مجھے بیان کر
 کہان جاتا تھا پابند ہوس تو
 کیا یون نوخہ دل اپن آغاز
 وزیر شاہ اک رکھتا ہی دختر
 زبان مشتاق ہو وصل علی کی
 پٹ جاتی ہی تصویر سالی
 نظر نا اشنای مہربانی
 نہیں شب کو نکلتی ماہ سیما
 نظر آتی ہی شکل روح تن سے
 سراپا ہی اہی عالم پرے کا
 ہر اک نقطہ ہونا آہو چین
 قریب صبح ہی شام غریبان
 کچھ ہے تیغ بہر اقل عالم
 کہے گرد و نیم آہو ہی پیدا
 کف و دست دعا ہی بہر یار
 لب آہو میں یا برگ گیا ہے

منور روز و شب خسار و خواہ
 کہون کیا سرخی یا قوت لب مین
 زبان کو شکوہ قید سخن ہے
 صفای دزدان ہی سرا سر
 اگر دیکھے گلوئی جلوہ فکس
 یہاں تک ہیں نزاکت فرینش
 کہون گر وصف دسترخ جان
 دوپستان یا حباب بحر ہستی
 نہیں ہی ناف ہنگام تماشا
 خیال ناز کی بستے تیج کہنا یا
 حنا کچھ پاؤں پر ایسی پسپی ہی
 مری او سکی ہی ربط عاشقانہ
 نہیں فرقت کو ارا ایک م کی
 مگر رکھتے نہیں بانٹ دگر ہر
 برنگ طفل اشک آرزو ہم
 کنت تاب وادہ شب اکثر
 حضور حسن روی ماہ سیما
 سوا اسکی ہو کر کچھ اور منظور
 نگاہ بد ہوئے ہو کر کبھی چار

بشکل آفتاب جلوہ ماہ
 خیال بوسہ لایا ہی غضب مین
 نگہبان خال ہر زندان ہن ہے
 زبان ہی آب گوہر پیش ناور
 جھکالی ہر صراحی اپنی گردن
 گران ہی اونکو عکس گوہر گوش
 قلم نگین ہوشل شاخ مرجان
 شکم یا موجزن طوفان مستی
 نظر آتا ہی عکس چشم پینا
 کمر تک سایہ کیسوند آ یا
 اوسی جٹ کیو قد مویشی لگی ہی
 جگر ہی تیر مرگان کا نشانہ
 قسم ہی در میان رنج و الم کی
 غبار لوٹ روی مدعا پر
 نگہ رکھتے ہیں با ہم با وضو ہم
 اوڑا لیجاتی تھی قصر بری پر
 مین رہتارات بہر محو تماشا
 مری آنکھ مین ہون یا رب چشم
 سدا رکھتے مثل چشم یار بیمار

<p>اگر سر کی اچھڑی ہوئی تھی تو ہن ہال ہوا ہو بی ادب اس ہی جو ہاتہ اگر پوسی کا لب کہتی ہوں اس مان رکھا ہوا سکی زانو پر اگر سر ہوا ہوں ساتھ گریب نہالی مگر مان بہر لطف ہم ہا سنے پڑھا کرتی تھی وہ تا صبح قرآن جبین میں جب غبار سجڑ پایا وہ پڑھتی سورہ ولیل جہم قضا را آج مجھ کو شخہ شاہ سمجھ کر دوزخ عیار و جفا کار</p>	<p>رہون میں لفت کی مانند پامال برنگ شاخ بی بر قطع ہو ہاتہ رہیں مثل جرس تا حشر نالان نہ مجھ کو خشت بالین ہو بیسر ہلال آسار ہی آغوش خالی گوارا سب تھی جو آسمان مارتا صحف رخسار ایمان جگر کو خاک ہونا یاد آیا میں تکتا جانب کیسوی پر خم ملا تہ ب مکان غیرت ماہ کیا بند سلاسل میں گرفتار</p>
---	--

شعلہ آفرین شوق آتشکدہ جوان باز رفتن براسی نصیحت جاناں

<p>کہاں ہی ساقی اعدہ فراموش پڑی ہی میکہ می میں ہ خرابی جدائی میں تری لبریز ساغر و فور گریہ سی حالت روی ہی تری وقت میں دل خون ہو گیا ہی لکڑا دی سی وہ دیوانہ عشق</p>	<p>وواع صبر دل ہی نصیحت موش گلے مل کی روتی ہی گلابی نظر آتا ہے مثل دیدہ تر گلوں شیشہ میں بجلی بند ہی ہی کہاں شیشہ بغل میں آ بلای ہی بیان جب کر چکا افسانہ عشق</p>
--	--

کہ ای غمگسار عاشق زار
 حجاب آسای پر پیسہ مانگے
 خبر دیتا ہی امروز مصیبت
 بھی آواز مرغ صبح دم کے
 کری گا عشق سر پر سایہ اپنا
 ہوا ہی چل میں میری بھڑک
 کوئی دم میں عیان ہو گا سحر گاہ
 میان قتل گہ تیغ دو دم سے
 مصیبت کر دے زاری میں ہوگی
 فغان و آہ سب بالین پر اگر
 گہڑی بہر کی لی گروی اجازت
 نہیں محشر میں اس شرم و فاسے
 کہا او سنے کہ ای یار دل افکا
 ولی ہی خوف چرخ حیا جو سی
 مبادا پھر کسے کا سامنہ ہو
 وہی ہو لطیف ماتم رشک شادی
 کہا پھر چارہ و تدبیر کیا ہے
 اجل سے کم نہیں تاخیر مجھ کو
 مراد و ن کو نہ اس دم روک دل کے

مرا گل خاتمہ ہی خستہ کار
 فنا بروقت ہی بجائے غم
 مری فردا ہی فتنہ ای قلیات
 مبارکباد ہی شام عدم کے
 دکھائی گی محبت پلید اپنا
 زمین قتل کی ہی واکرہ آغوش
 طلب مجھ کو کری گا شجہ شاہ
 کری گا سر کو ہر صحبت قدم سے
 تمناسینہ افکاری میں ہوگی
 مری ماتم میں ہوگی خاک بر سر
 میں اپنی یار سی ہو آؤں نصرت
 رہیں گی نیچی آنکھیں دلربا سے
 نہیں ہوں مانع دیدار و لہار
 نہ جل جائی حصول آرزو سے
 وہی زندان وہی زنجیر پا ہو
 وہی جوش مراد نامرادی
 علاج کاوش تقدیر کیا ہے
 ہر اکدم ہی دم شمشیر مجھ کو
 اسی آتا ہو نہیں جس گل سیل کے

شہ محموزیر پشت دیوار
چلا وہ جس کھڑی بانالہ وادہ
رہ مطلب میں بہتہا گرم رفتار
ہو جب کوئی جانان میں چین سا
تو کل کر کے سلطانِ انزل پر
نہ فرصت دی ہجومِ آرزوئے
رہے وہ حلقہایِ تاب دادہ
شہنشاہی اوس کی رہبری ہی
ولیکن صورتِ تصویرِ بیجان
میانِ شب پس دیوارِ خانہ
کہ مہمانے پہ پاکی شکِ مہتاب
نزاکتِ نفعِ تکلیفِ تن ہے
نظر آتی ہیں وہ خوابیدہ ترکان
نہیں بکھری ہوئی خسارِ پر بال
جوان اگر قریبِ ماہِ سیما
تصویر میں بھی کہتا تھا ہر بار
بہر آنکھوں میں کیفِ جوشِ شب ہے
ہو امانِ نفعِ جو آدابِ تمنا
ولی جب دیکھتا کو تا ہی شب

کھڑا سنا تھا باہم قولِ اقرار
ہو ایسے بھگت ساید ہمارہ
کفِ پائی صبا تھی آبلہ دار
کیا بیٹا بیون سے حشرِ بر پا
کمنِ پرگرہ ہینکے محل پر
کیا خود گم خیالِ جستجوئے
برنگِ رلفِ محبوبانِ فتادہ
ہو اطفِ آشنا باہم پر ہی ہی
رہا اک گوشہ خالی میں پنهان
نظر کرتا ہی کیا شاہِ زمانہ
خمارِ لودہ کیفِ شکرِ خواب
روایِ نورِ مہ ساید کن ہے
بہم لپٹی ہوں جیسی دوپڑا ران
شبِ غم سی عیان ہی صبحِ اقبال
برابرِ شمع کے بالینِ ٹھہرے
فدا ی چشمِ خفتہ بختِ بیدار
جگانا ایسی فتنے کا غصہ ہے
رہا ہنگامہ آراستی تماشا
ٹپکتا لب سی بہم جوشِ لاریب

یہ کہتا ای فلک وقت کرم ہے
مصیبت میں شریکِ حالِ شکل
کہ ٹپکی وی گلِ پیشِ شبِ نیم
اثر آ کر در دل پر پکارا
کلی جب آنکہ اوس شاکستہ کی
نہ لایا تاب چشم جاودانہ
گر بیانِ صبور ہی ہو گیا چاک
جوان کو دیکھ کر طاقتِ فراموش
جو دیکھی شکلِ پامالِ جفا کے
کہ ہی مجموعہ خاطر پریشان
جنون اپنا اثر دکھلا رہا ہے
دل بیتاب ہی از خود رُمیدہ
جو پائی اوسنی بوی دامنِ یار
کھلیں آنجہ پری دیدارِ نکہتیں
پری پیکرِ برای پریش حال
کہ ای تارہ بہارِ کامرانے
یہ کیا عالم ہی جھکو گیا ہوا ہے
ہجومِ غم سے دلِ ناشاد کیوں ہی
تجھنی امن ہی کیوں نفرت ہوئی ہی

فغانِ غم بہت ہی رات کم ہی
ہوئی آخر جب راحتِ کاری دل
سہ شاکِ گرم الفتِ اوہ غم
ہوئی تکلیفِ بیداری گوارا
ادا غمِ مری فی رسمِ کافری کی
ہو آئیں ادا کا دل نشانہ
لیا بیہوش ہو کر بوسہ خاک
اوشی گہرا کی وہ غارتگر ہوش
نظر آئی عجب قدرتِ خدا کے
مگر رہے بزرگِ گردِ دامن
جو پیرا ہن ہی شتاقِ قبا ہے
حوس ہوش ہر دامنِ شید
ہوا بیہوشیِ پیہم سے ہشیار
ہو میں حسرت سی باہم چاہتیں
ہوئی یوں جلوہ بخش شاہدِ قال
گلِ بخیر گلزارِ جوانے
یہ کیوں بیوجہ رنگِ وہو اسے
جگرِ آمادہ فریاد کیوں ہی
گریبان گیر کیوں وحشت ہوئی ہی

یہ کس کا طرز بیتا سنے خوش آیا
یہ کیسی داغ بین رخ پر نمودار
خداوند اتاری آگے ہی نہ ریا
یہ عارض جس کا دست جو بلجای
ہو انیلا یہ جس سے ہی رنگین
کہا ای غمگسار ویاہ جائے
گر اہی طشپ ہنامی فلک سی
ہوس مجھ کو نہ تھی تا با م لائے
کیا بیرحم و ظالم نے گرفتار
ضمانت سی ہوئی آخر رہائے
بس آ کر وکیلو گر وکیل نہا ہو
چراغ داہن صحنہ بنا ہوں
و قطرہ ہوں کہ مثل اشک حشر
برنگ نک گل جو رنجان سے
یہ سنکراو سن کا فردا لائے
ہجوم اشک نی دریا بہائے
نظر آئی کہ ورت یارِ خاطر
ہزیمت اشکِ عشرت فی ہائی
برہا یا سلسلہ دیوانگے سے

یہ کسے طائر بسمل بنایا
یہ پو نہی کسے ہاتھوں تجھ کو آزار
قصہ قہیکسون کا دی مری داد
برنگ پنچہ خورشیدِ علیجای
وہ مثل ہو ہاتھ مثل باپی چوین
کہوں کیسا طول ہی میری کہانی
ملا ہی دلغ ناکامی فلک سی
عس کی شکل بنکر مرگ آئے
چلا لپکے مجھے مثل گنہگار
پی رخصت تمنا کیہ بیچ لائے
خدا جانی سحر کیو قت کیا ہو
کوئی دم بین ہوا خواہ فنا ہوں
سر مرگان سی ہوشتا نصرت
سفر کرتا ہوں سین باغ جہان سے
قیامت ایک ہر پا کی سر ہائے
فغان لب تک ہوا خواہی کوتائے
اقتیت ہو گئی غمخوارِ خاطر
الم کی پہر گئی دل میں دیالی
کمی کے خدمت فرما گئے سے

کیا ہاتھوں فی میل حیل و امان
کہی گرافتات ہوش کرتے
جوان نے دیکھ کر آمادہ شوق
ناٹل کر کہ مثل ابر تصویر
جو اس علم میں ہی جزا و جزا پاک
برنگ بوی گل محو فنا ہے
حباب آسا ہی اس بحر فنا میں
ثبات بی ثباتی ہر کہین ہے
یہی مدت سی ہی رسم زبانہ
مرا ہی وقتِ رخصت جب کہ آیا
شبِ ماتم کامیری غم نہ کر تو
زہی قسمت کہ نگاہت عشق
فرازدار ہی عاشق کو معراج
عروج پایہ الفت یہ ہے
اسی ہی قصہ مجنون ہی مشہور
پس لہاری یار و فاکار
کہ اوٹھہ اوٹھتہ بیج نکوٹے
پڑہیں اب چننا بخت ہم جگر چاک
معاذ اللہ کہ ذکر این دآن سے

مصیبت کی ہوئی پروانگی مان
پریشان سنبیل گلپوش کرتے
کہا اوس سی کہ ای دلدادہ شوق
جہان ہی خوابِ نادیدہ کی تعبیر
مقرر جائی گا اکدن تہ خاک
شر کی طرح آتش زیر پا سے
جگہ پائی ہی آغوشِ بلا میں
یہ منزل جائی آسائش نہیں ہے
کوئے آگے کوئے پیچھے روانہ
اجل کو اک بہانہ ڈھونڈ لایا
خدایِ دو جہان پر کہ نہ نظر تو
ہو اقرار بان کوئی حضرت عشق
اسی کی رہتی ہیں یہ لوک محتاج
یہی ہی باعثِ عزت ہی ہے
کیا گویا اسے نے خونِ قصو
ہو ایون حرفِ زہرِ سینہ فگار
فروغِ مہرِ چرخِ ماہر و سنے
سعادت نہ کلامِ مز و پاک
ہوئی خافلِ خداوندِ جہان سے

غرض خلوت میں وہ دونوں پیران
 کہ اتنی زمین بھی ثوبت گجر کے
 قصا نے مثل اوراوتینا
 موزون فی فغانہای اذان ہی
 نظر آئی نہ وہ شبکی سیاہ ہے
 جوان وہ سنتی ہی ثوبت کی داز
 کہ امی نور نگاہ چشم عالم
 بسلب میں چھوڑتا ہوں آسمان کو
 یہ سنکر گفتگو شوریدہ سر سے
 لگی روئے وہ پامال تنہا
 کہا ای میسمانج ان بیداد
 شہاوت تیر قیامت میں لکھی تھی
 کہ میں زندہ رہوں تو حیف مر جا
 ہو ای جانفشانی کی ہوا ہے
 نہ اس دم راز دل مجبسی نہان کر
 بہر صورت میں ہوں تیری ستار
 یہی غم ہی کہ میری روبرو سی
 عدم میں دیکھ کر سب شکار و شاد
 ہو ای وصل اگر عشرت طلب ہے

بہم بیٹی ہوئی پڑھتی تھی قرآن
 لکھی نے ندامتِ سحر کے
 حجابِ شب رخ عالم سے اولٹا
 جگایا خلق کو خواب گراں سی
 ہوئی رخصت صدای کوس شاہ
 ہو ایون شاہ طلب سے مساز
 مری رخصت مبارک ہو بصد غم
 تجھی سو نیا خدای مہربان کو
 بزنک آرزو پسے جگر سے
 بنائی چین و امن موج دریا
 مرادِ خاطرِ چرخ ستیزا
 ندامت میری قسمت میں لکھی تھی
 وفاداروں میں شہرت اپنی کر جا
 کہ دن کیا بی بسی زنجیر پائے
 جو کچھ تجھ کو تنہا ہو بیان کر
 نہیں ہی کچھ بجالانی میں انکار
 چلا ہی تو پیشیمان آرزو سی
 کہیں گے یہ کوئی ہی دستِ آباد
 حجاب آرزو و دوانِ شب ہے

جس نے توئی تعظیم و سحر نامہ میری لکھی کیا کج کرتا

ولی ہی تنگ وضع پاکبازے
قیامت کو اگر ایجان چین گے
کما امی شاہد کیتا ہی عصمت
خیال آتا ہی کیا اکدم کی خاطر
نہیں اندیشہ چشم امین و آن کا
کہ آگے جسکے راز دل ہمارا
مگر بان بہر تسکین دل زار
کہ آخر بہر استقبال پیداو
ہجوم جن و نہان ملک سی
اگر تو ہی کسی صورت سی تنہا
عجب کیا شادی دیدار و سدم
بہل جاؤں تہ خنجر میں ناشاد
مناسب ہی مگر امی پایہ جاسنے
کہاتن پیہ پوشاک ہو گے
شہنشاہ بنشیل صبح پا کے
جوان ہی بعد فرصت باول بار
جو کچھ تھی سرگزشت غم و بان کو

کہ لین ہم تہمت عشق مجازے
شراب وصل جنت میں پین گے
ضیائی دیدہ لہلا ہی عصمت
کہ وں میں پیروی نفس کا فر
مجھی ڈر ہی خداوند جہان کا
برابر ہی نہان و آشکارا
تجھی دیتا ہوں اک تکلیف ای یا
سحر کو ہوں گامین پاؤں جلاد
زمین چپ جائی گی چشم فلک سے
وہان ہو ایک ساعت جلوہ فرما
بہلا دی دل سی پایہ کاوش غم
نذ کیوں یکساں نہ روی جلاد
بتا دی کچھ مجھی اپنی نشانے
الم سی شکل وشت ناک ہو گے
ہوا اہی طرف و استرا کے
ہوا داخل میان خانہ بار
ملکزادی سی رہا ہنی بیان کے

فریق عاشق و مجاز قتل گاہ کہ خدا شدن جو غیر تہا

پلاسائی شہاب جانفشانی
 حدیث نوحہ افرا رو برو ہے
 بہری یمن دلولی دل بین الم کی
 پریشانی اثر ہی شادمانے
 شمار نشہ و حشمت ہی سہ یمن
 فراغ جان ہوئی ہی پائین نیچر
 کریمان کو تمنا چاک کے ہے
 قسم کرتا ہوں حال رخ افرا
 شب عشرت ہوئی روپوش جسم
 سحر کو وہ شبہ ظیل اسٹھے
 ادب سی سخت دولت سر جہکائی
 وعاء خمر خضہ کے ہی فلک نے
 کھڑی ہر چار سوتھی حسب قول
 کہ اس میں پیمان شہر آیا
 نگہ کی شہ فی چشم زمزان سے
 کہ جاسمیت ملک ادہ اسیدم
 کہ حاضرہ دوز شکو کرتا ہے
 یہ نکر حکیم سلطان یگانہ
 کہوں کیا تیز رفتاری میں کہاتیا

قریب شب ہی روز زندگانی
 عزائمیں درمز گفتگو ہے
 بہت کچھ جھلی باقی ہیں غم کی
 اجل تعبیر ہی خواب جو آنے
 جنون میں تیر ہی در و جگہ میں
 سر آغا ہی اتسا م تائب
 سر عریان کو رغبت خاک کی کے
 کہ قصہ ہی فراق جسم جان کا
 نمایان کی فلک فی صبح ماتم
 ہوا زینت فزای تخت شلہ ہے
 حضوری میں قدمبوسی کو آئی
 کیا و روز بان آیین ملک نے
 امیر و بخشی و دیوان و دستور
 پی تسلیم سراوسنی جہکایا
 کیا آگہ او کے راہ نہان سے
 مری جانب سی پونچا حکم حکم
 نہیں ہوگا گرفتار خیر کے
 ہوا شہر مطالب کو روانہ
 سوار توسن باجربا تھا

روار و مثل برق شعله فتار
 جو سوداگر پیرنے رات ساری
 کیا داما ندگی نی دل کو بیتاب
 مگر بیدار یار محسوس بان تھا
 کہا بان واقعی میں ہوں گنگار
 یہ سنگر شمعہ سلطان و بیجاہ
 ز بس تہ از و حام خلق سر پر
 یہ مانک شور و غل نی سروٹھایا
 ہوا معلوم او کو خیر کار
 عس کی رو بروا کروا شاد
 پریشان کیلک یہ حال سیر
 مقدر ہوں آپ میں اپنی خطا کا
 عس ویکمک و ونون کو ہرم
 کہ میتا نی سی ہین چلنی کو طیار
 ہوں کتی ہین کیون لین بان کی
 ادب ہے مانع انکار کسکا
 یہ کیون و اس کشل جفا ہین
 تقاضای دل ناسا و کیون ہی
 غرض جسر ستر کے ستائے

ہوا بخانہ یا ضمہ انداز
 بسر کی تھی میان ہ وزاری
 ہوا وقت سحر شرمندہ خواب
 بحسرت و کیت اشکل جو ان تھا
 بھی لیچل جہان ہو حکم سرکار
 چلا لی کر ملزادی کو ہمراہ
 ہراک کو چہ ہوا آغوش محشر
 جو ان کو خواب راحت سی جگایا
 وہی ہی فتنہ خوابیدہ بیدار
 لگا کہنی کہ امی سرمایہ داد
 مروت سی فقط ضامن ہوا تھا
 اسی کرتا ہی کیون مور و جفا کا
 کیا وابستہ زنجیر باہم
 نہیں ج سلوم کیا باہم ہین آہم
 غرض کیا انسی ہی شاہ جہان کی
 عدوی صیر ہی اتر کسکا
 الم سی کیون یہ راحت آشنا ہین
 ہوا ای لذت فریاد کیون ہی
 حضور حضرت سلطان جیب

عسین بھیر حکیم رسم تہیز
 کھنکھس رہیں یہ دونوں غلام برباد
 کہا ایسا سو قتل جو ان کو
 ملک زادہ ہو آزاد خاطر
 ہر اک کو اسکی محسوس کا غم تھا
 یہی کرتی تھی باہم لوگ تکرار
 یہ کس پریشان غم ہی تو تھا
 کمی کی کسکی سخت نار سائے
 نظر کے انتہا جسے جنا کے
 کہی کہتا کوئی چرخ کمن سے
 وہی رسم جفا اندیشگی کے
 کوئی کہتا گرفتاری بچا ہے
 یہی تھی ہر طرف چرچی کہ ناگاہ
 سوار واسپ خوش و تیز رفتار
 سمند شوق کی پہوٹی ہوئی باک
 سیہ پوشاک بہنی ہی نعل میں
 پڑا کر اپنی خوش خوشعنان کو
 ملین جب حسرت لودہ نگاہ میں
 رہیں تھا کا رسم عاشوق دیدار

ہو دشاؤ کیش کیسوی نصیر
 بجالادون نہیں جو کچھ ہوا شاو
 رہا کر جسد یار ہمہ بیان کو
 چلا قتل کو یہ ناستا و خاطر
 جگر صد چاک دل مجھ اہم تھا
 کہ یارب کون ہی تازہ گرفتار
 مصیبت فی یہ کسکی گھر کو تو تھا
 چلی لی کر اجل کسکو مٹانے
 اجابت آشنا رو کر دعا کے
 نہ آیا باز تو اپنے چلن سے
 وہی تھر عداوت پیشگی کے
 خرو بیگانہ وحشت آشنا ہے
 ہوا پیدا جو ان اک غیبت راہ
 بساں ہو شش عاشق جلوہ یار
 محبت کی جگر میں شعلہ زبانی گ
 کہ جیسے زہرہ آغوش حل میں
 دکھائی شکل یار نو جوان کو
 ہو میں رخصت جگہ سی شہزادین
 لگا میں نہیں کشاکش میں گرفتار

بیان کرتی تھی رازِ دل اشارے
 انگلیں خاطرِ ناشاد میں تہین
 خوشی سی کیا کہوں عالمِ جوان کا
 عجب کچھ مجھ دیدی خلل تھا
 ہوا ہی خاطرِ پر آرزو سے
 کہ اس میں دیکھ کر وہ شاہِ عالم
 نظر کر وہ میناںِ خسروِ خاموش
 اس فی قیدی کو ہر دم دیکھتا ہے
 یہ سنکر حکمِ سلطانِ بہادر
 نگاہیں دیکھتی ہی شوکتِ حسن
 لباسِ مروہ میں دیکھا حسین کو
 مگر کی عقل فی پیدار سائی
 پس دراک دستورِ یگانہ
 مقدر یہ جوانِ چہرے چالاک
 یہ چہرہ کردیدہ مادرِ پدر سے
 کہا نہ کہ ای دستورِ بجا
 یہم رکھتے ہیں یہ آشفتم حالت
 میانِ سہل عصیانِ مثلِ گوہر
 حیا سی گوہرِ ظاہر میں کچھ زبان تک

زبانِ حال تھی گویا نظارے
 تمنائیں سہار کبسا میں تہین
 سدا پانار بردارِ تمناس
 نہ پاسِ جان نہ سودایِ اجل تھا
 کہ اتہالو لگائی شمعِ ہر سے
 لگا کہنے کہ او دستورِ عظم
 کھڑا ہی اک جوانِ باقی پوش
 بتایہ کون ہی کیا ماہِ سدا ہے
 کیا پیکِ نظر کو گم فہم تار
 ہوئی محو فریبِ میرت حسن
 نہ پہچانا جوانِ نازنین کو
 جو کچھ تھی شکلِ مطلب دیکھ آئی
 لگا کہنے کہ ای شاہِ زمانہ
 مری بیٹی ہی رنگِ گوہرِ پاک
 حماد کہنے آئی ہی گھر سے
 حقیقت میں ہوں و نون کی آگاہ
 برنگِ بلبل و گل پاکِ افست
 سرِ شہ نہ نہیں اب تک ہوا تر
 مگر یہ پاکدامنی کہان تک

تری وہ دختِ حسنِ فسریدہ بطبِ زرشوکتِ شاہانہ اسدم یہ سنگِ گفتگویِ شاہ والا اوسے ساعتِ بلا کر اپنِ بسم ملا کر زاپچ نیک اختر سے کلی مرغنی وہ دونوں بادلِ شلو	مرا طیفِ جاے نور ویدہ شما عقدِ کردی انکا باہم توقف ایک دم جائز نہ کر دکھائی سعتِ محفلِ بادِ تقویم کیا عقدِ جوانِ شکِ پیر سے میانِ عیشِ عشرتِ میلِ باد
--	--

دیرِ نجاتِ او وچہ تسمیہ

پلاسائی شربِ جلامِ حسرت جو تو نے شیشہ و ساغرا وٹھایا بیاسائی بیایا قبلہ شوق طبیعتِ جوشِ پرآنی نیپائے سخن نے لہفاتِ صفحہ کم کے نہ نکلا حوصلہ اپنی زبان کا احتشائی کہا ہنگامِ اتمام یہاں تک یہ پسندِ طبع آیا زیادہ تر نہ آہمین پہر ہو سکے	کہ ہوں خستہ سی بہشتِ نجات مجھے قولِ غنیت یاد آیا کہ دورِ رخِ شد و قہیتِ فراق عروجِ فکر و کھلائی نہ پائے قلمِ کورہ گئی حشرِ رقم کے قلق ہے دلوں کو انجامِ بیان کا کہ اسکا نالہ بستیلمِ کھنکھ کہ گویا دل سی میری فتنلِ پایا اسی پر جستجوِ شوقِ اس کے
---	---

ہوا ہاتھ سی بہرِ سالِ رشاد
قبولِ خاطرِ بابِ فنِ باد

قطعه تاریخ ختمای تصنیف از مولانا ابوبکر بن محمد امین صغیر علی خان نسیم پلو

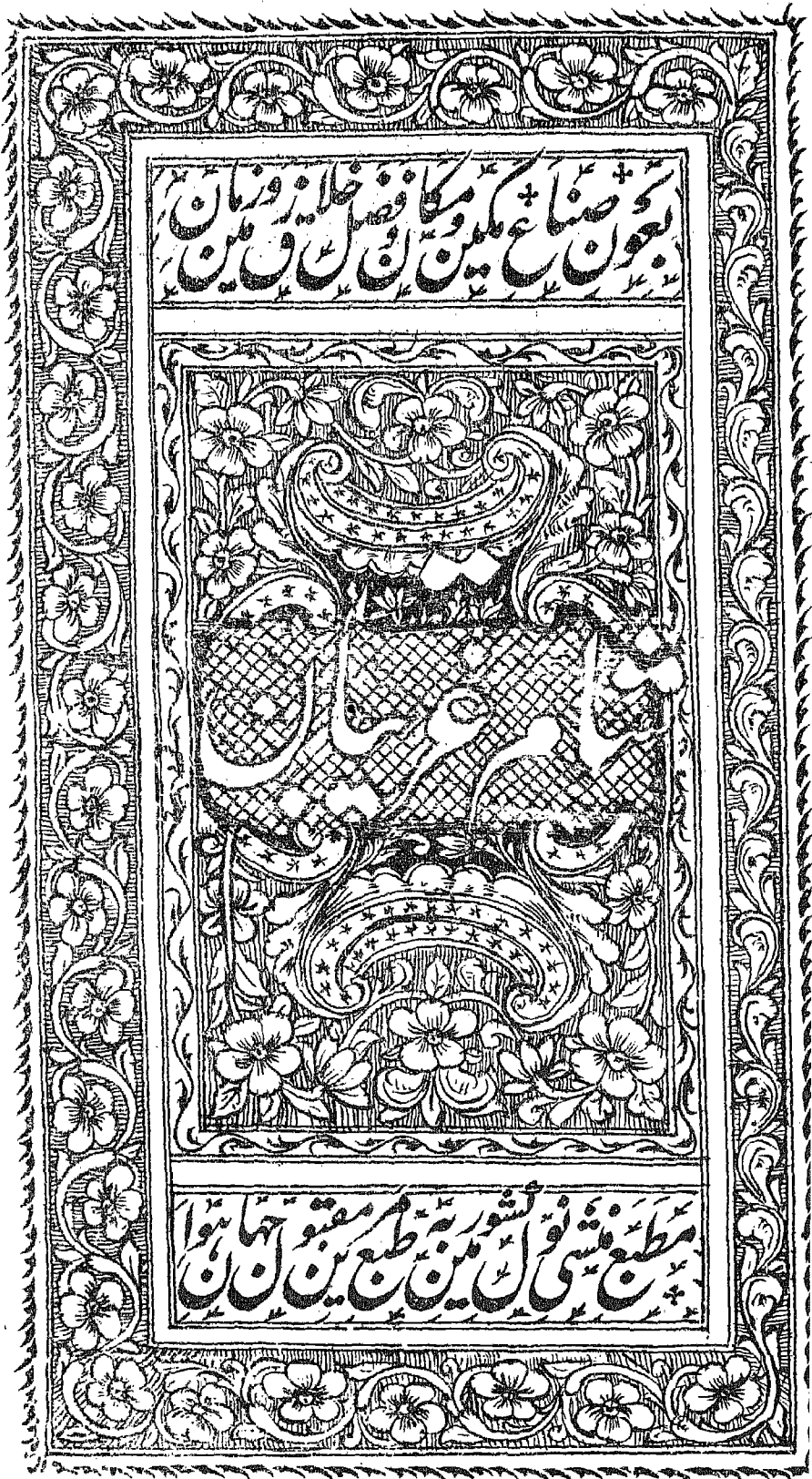
چون نظم نمود این فسانه	تازه گل من زباغ تسلیم
گفتیم نسیم سال تصنیف	تسربان بحال فکر تسلیم

قطعه تاریخ ختمای طبع از ششای شریف علی صاحب لعلی شریف

به توفیق خدا چون این فسانه	ز طرز نو بس آوازگی یافت
بگفت اشرف بی تاریخ ختمش	کمن افسانه ساز تا زگی یافت

رنگ گل همیشه بهار شوقی و رخ رختی خامه دور عبد خا نصا مهر

بیا ساقی که فیض او ستاوم	چشاند باده مضنون مدام
این خصلت معنی نگاران	جلین مجلس شری شعاران
شراب شوق بهما عشق تعلیم	خسب و وقایع امیر تسلیم
رقم زونا را تسلیم نشو	کمن افسانه دار و جلوه نو
بنفوق دیدنش چشمم گریب	شنیدن اولم تا راج گردید
بضمون جگر خاکشت دل خون	چسان گویم فسانه بلکه افسون
ساقی تاریخ تصنیفش تمنا	بدل فسرود شوق خواندش را
نوشت این سال هجری جان دور	جگر زنا که تسلیم پرورد





بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجازت او خیال تہا سدا دل
طبیعت پر مری کچھ ناز پر ہے
مضامین پیٹے ہیں فکرِ ساسی
بنایا جسنی کن سی دو جہان کو
مہ و خورشید و سایہ کو فلک و ار
طلسمی کارخانہ اک بہنا کے
بلند و پست سب اوسنے بنایا
جہان میں اہلِ عینش کی عجب کو
کیا پیدائش ہر نبی نشان کا
وہاں سامانِ شانہ کیو
کسی کو عشق کی لذت عطا کی
وہاں ہی جملو ہاں حسنِ نوجوان

کہ آپونچا دہم تکلیفِ شکل
کوئی مطلب مگر آغاز پر ہے
وہاں جنیش میں ہی حمدِ خدا ہی
کیا پیدائش میں وہ آسمان کو
سکھایا نبی و تدم اندازِ رفتار
نظر سی چہپ ری صورت کہا کے
عدم سی عالمِ ہستی میں لایا
وصال و ہجر بخشار و ز و شب کو
دکھایا رنگِ نیرنگ چہان کا
بنایا خاک ویرانہ کیو
مزا ویتی رہی اندوہنا کی
بنایا صورتِ انیمہ چہان

<p>چہ پائی سیکڑوں جلوئی دکھا کی نہ غافل ہی نہ ہی فرزانہ باتے تماشا دوست یارِ خود نما ہے کہیں شوکت ہی شانِ انبیا کی کہیں ہی ہمتِ انخوانِ یوسف شرارِ شعلہ افندہ ہی کہیں وہ کہیں ہی التماسِ شوقِ دیدار کہیں طالب کہیں مطلوب ہی وہ سنبھل ہی سرخوش پیانہ شوق نیا وہ ترندی رخصتِ قلم کو کہانتک ایک سہی ہنگِ فریاد ملک شتاق بینِ حرفِ دعا کی</p>	<p>مٹائیں صورتیں کیا کیا بنا کے فقط عالم بین ہی افسانہ باتے تصویرین کے پتہ تاجا بجا ہے کہیں عظمت ہی ذکرِ اولیا کی کہیں ہی عصمتِ امانِ یوسف ادیب ہوشِ موسیٰ ہی کہیں وہ کہیں ہی محرمِ سرارِ انکا غرض ہر رنگ میں کچھ نہ بھٹی خوابِ بادہِ سخا نہ شوق می وحدت کی بدلی کہنچ دم کو بدلِ باب اور کوئی رنگِ فریاد فلک پر بھیج تھے التجا کے</p>
--	--

مناجات عاشقانہ

<p>اتھی وی کوئی دل سرسبز چش ہمیشہ سایہِ پنجِ پرین تر پئی وہ دل ہو جو ستم کو ناز سے سدا ناکامیوں ہی کام رکھے بہتے رسوائیِ حالِ زبون پر</p>	<p>بزرگِ زخمِ خندانِ غمِ فراموش اگر محشر بھی ہو محشر میں تر پئی وہ دل ہو سوز کو جو ساز سے جو نکلی کام کوئی نام رکھے بہائی اشکِ تدبیرِ جہول پر</p>
---	---

بنی موج ہو اری پایس لے
 جنون گیزوہ سامان کھائے
 تھوپا مال غم کی سرکشی سے
 رہی دترات خود دیوانہ اپنا
 نہ ہم آغوش ہو جانان سی اپنی
 بڑھی گرد بگمانی چشم تر کی
 منائی شادیاں رنج و محن سے
 نہو کامل مذاق تلخ کاسے
 حباب آسا طلسم کی نظر ہو
 دکھائی اضطراب وقت مشکل
 ترقی خواہ تکلیف جفا ہو
 نہیں بس آشنا سپر بھی خاطر
 اجل ہو مہربان دشمن کی بدلی
 برنگ شمع کشتہ بعد مردن
 سجد سی اوٹھکی بھی مضطر بنون میں
 نہ آنکھوں میں نشان خواب کیوں
 رہی سر پر ہجوم مہ جبینان
 نہون شاکی مری ہر لمحہ
 رگ سودا جنون میں خون کوتری

سنی زنجیر کی ہرزہ خیالے
 خیال پاک مجنون میں نہ آئے
 اوٹھائی ناز دشمن ہی خوشی سے
 برنگ شعلہ ہو پھر وانہ اپنا
 پیشمان ہی رہی ارمان ہی اپنی
 قسم کھائی سدا غ جگر کی
 اوٹھائی عیش نو دل غ کہن سے
 رہی ہر مد عاین ناٹھامے
 کہ اپنی جنبش دامن سی ڈھرو
 رہی سینہ سدا آغوش بسمل
 بلا گردان سامان قضا ہو
 لب مضمون سی ہی کچھ ظاہر
 کفن مجکولی دامن کی بدلی
 بنی فانوس تن آغوش مدفن
 غبار عرصہ محشر بنون میں
 اگر دیکھوں کہی پڑ آب دیکھوں
 سنون ہر دم تقاضای حسینان
 رہیں راضی نیاز و ناز مجھسی
 سننے طعن زبان نیشتر سے

گرین بخت جگر آنکھوں سی باہر
 نہ چوٹی مجھی تا انجام ہستے
 نہ کیوں شکل ار باب ریاس کے
 عمامہ قصہ ہو جبت بلا ہو
 رہوں زندہ تمنائی قضا سے
 کجی پیدا کروں ابرو کی صورت
 رہی نسل گریبان چاک نہ ہن
 کری دامن صحر سر پرستی
 قیامت لائی سر پر داغ سوڈا
 مروں تیور اگر بد لین الہم کے
 شغفای دل ہو بیتابی کا آندا
 اجل سامان شادی کا سبب ہو
 پشیمان چارہ گر بالین میا و ٹھی
 نکل جائیں سبب ان روح و تن کے
 رہیں نا آشنا لب مد عا سے
 بنوں اپنی شکست دل کی آواز
 بڑھیں رہتی یہ جنس سرسری کی
 یہاں تک کا ہش تن مہربان ہو
 کمال بی نشانی جب دکھاؤں

برنگ اشک بلبل پہول ہو کر
 بشکل آئینہ صورت پرستے
 حر یوں خسر قد مشتاق عبا کے
 ورازی ریش کی عہ خص غلا ہو
 امید یا معی حسرت عا سے
 پریشان دل رہوں گیسو صورت
 پھروں تا عمر ہستی پاک نہ ہن
 دکھائی مستیان ویرانہ ہستی
 بنی خورشید محشر داغ سودا
 رو کی نیننی مین دم رکنی سی غم کے
 شکیبائی رہی صورت سی ہزار
 صفت ماتم صفت بزم طرب ہو
 میسا چشم تر بالین سی و ٹھی
 اجل آئی مری مشوق بن کے
 زبان ہو گنگ حرف التجا سے
 رہی جھپڑ ہی میرا حشر تک ناز
 او ٹھاؤں ناز قحط مشتری کے
 کہ میری یاد ہی خواب گمان ہو
 تصور کی تصویر میں نہ آؤں

<p> بہ چون جس وقت مثل نکست کل ہوا جنت کی دون میل نظر سے نہون رسوای بازار قیامت سیہ کاری قبول لم یزل ہو بس ہی تسلیم کبتک جوش مستے کی کر شوقِ عرض التجا میں زبانِ نعتِ سلطانِ امم ہے زبان ہی مائل ذکرِ پیمبر </p>	<p> بہی مدفن زیارت گاہِ لیل پست کرد امنِ خیرِ بشری نہ لون احسانِ سودایِ ملاکت لباسِ کعب طومارِ میل ہو کہا تک شیوہ مطلبِ پرستی گرہ دی طولِ زلفِ دعا میں سرِ خامہ پئی تسلیمِ خم ہے دہن ہی علتِ گردِ آبِ کوش </p>
--	---

نعت جنابِ امیرِ خاتم النبیین امیرِ مجتبیٰ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

<p> ادھر آؤ خیالِ پاکِ دامان ادبِ فی اور رہی جلوہ دکھایا خدا مارِ ریشِ مضمونِ روشن مبارکبادِ نعتِ مصطفیٰ ہے سکھایا جس نے ہمکو دینِ اسلام زمین و آسمان زیرِ قدم ہے یہاں تک نہ دیکھتا کی ملین پایا ہوئی کافر سی جب عجزِ خواہی احد فی ہم احمد کو ازل میں </p>	<p> تکلف ہو چکا تکلیفِ احسان چرخِ ہوش کو خاموش پایا کہ پیلائی ہوئی ہیں جن فہم زبانِ پرغشہِ حلقِ علی ہے سنائی امر و نہی حق کے پیغام شبِ سراجِ سیرِ نیرِ ہم ہے کہ سایہ ہی نہ پاوسی کو آ یا بتوں نی دی نبوت کی گواہی غنایت کی جگہ دل کی نیش میں </p>
--	---

<p>نہیں گنجائشِ حریفِ جہانے نیازِ کسبِ دنیا نازِ محمد بلا نعتِ نامہ عصیانِ سلطان پڑتا ہر علم بی تفہیم و فہم تصدیقِ عالمِ اُرمیِ لعل کے اوجھتے یک نگاہِ معصیتِ سوز بہت دیکھا عتابِ کم نگاہ ہے کہ مجھے بدگمان میرا گمان ہے سو دیا سی دلِ ہندوستان ہوں نھری امید مجھے منفعیل ہے جیلِ آستان پر سر کو دیکھوں غمِ ناکامیِ دلِ طرفِ فہم غبارِ آستانِ پاکِ اصحاب ابو بکر و عمر عثمان و حیدر</p>	<p>گاہوں کیا فروغِ ذاتِ کبریا سے نہ کم ہوں کی طفیلِ شوقِ بیحد پنی بخشش اگر ایسا فقط ہو فقیری بین و یا شاہوں کو افام قد ایسے سبب سے سبب کے خدا را ای شہنشاہِ دلِ اندر بہت کچھ ہو چکی غفلتِ پناہی یہاں تک جوشِ محرومی عیان ہے سوادِ مردمِ چشمِ بتان ہوں عروسِ یاسِ ہمِ آغوشِ دل ہے ہوس ہی روضہٴ انور کو دیکھوں طوافِ مرتد شاہِ نجف ہو بناؤں تو تیرا ہی چشمِ بچو اب خصوصاً جانِ نثارانِ ہمیشہ</p>
---	--

سببِ تالیفِ کتاب

<p>تیری غفلت سی مجھ کو ہوش آیا زبانِ شکوہ وہوئی آبِ صاف کہ دن گو یا لبِ خاموش کو بین ملی نہ صحتِ بجایِ آسمان سے</p>	<p>پہونچ ساتی کہ وقتِ نوش آیا سبوساغر اوٹھا بہر تلافی سنبھالوں خاطرِ پر جوش کو بین کہ اکدن اتفاقاتِ بہان سے</p>
---	---

تسلی کا ہوا تپ رست جگر پر
عدم کی راہ لی رنج و تعب کی
دل آسودہ مثل اسل اور اک
بشکل روح اور سیر و سیاح
ہوئی پیدا اثر حسن شکون کے
کبھی جبریل کا ہم آشیان تھا
کہے روحانیوں ہی ساز کرتا
کہے تھا عالم حیرت میں خاموش
درمختہ برآیا جب بہ تکریم
جگہ دی مسند عیش و اثر پر
پس عرض نیاز و وستانہ
گل تازہ بہار نکلتے دانے
اجازت ہو تو خدمت میں بانی
کہوں افسانہ بیستانی دل
سراپا مثل نے درویشنا ہوں
کہا دل کی مری تصویر کیا ہے
کہا جو اہل فن گذرا جہان میں
کہا ہر ایک نے مدح و فسانہ
مگر تہذیبان اس نخل زبان کے

ہوا ہر اشک صد فی چشم تر پر
مبارکباد دی عیش و طرب کی
ہو مصروف سیر عالم پاک
تماشا ہے ہوا نویت دم کا
کہلے دروازی قصر نیلگون کے
کہے عنفائی وشت لامکان تھا
کہے قسمت پر اپنی ناز کرتا
بشکل طوطی وستان فراموش
ادب سی کی سخن فی عرض تسلیم
قدم چومی ہوا تہذیبان سر پر
لگا کہنے کہ اسی فخر زمانہ
چمن پیرای فرود و سحر
کروں ظاہر کچھ اپنی خستہ جانی
سناؤں داستان قصہ نعل
رتھی ہوں آب سی تم ہی کہوں
جو کہتے ہو کہو تاخیر کیا ہے
کیا سکہ روان اپنا جہان میں
بنایا مجھ کو مست از زمانہ
کہ تم قارون بنی نقد بیان کے

لگا کر قفل خاموشی دہن میں
 کہا دل فی سخن ہی سچ ہی بات
 زمانی میں یہ قحطِ دستِ درواں ہے
 طبیعت بہت گہنی شعر و سخن سے
 بنا کر حُسنِ طلبا میں آن کو
 ملی گا جب کوئی مدوح ذیہ بجاہ
 سخن سے سکے دل ہی فیسانہ
 ہزاروں اہل فن کی قدروں میں
 خصوصاً صاحبِ اقیال جاوید
 رہی دل جانبِ توشیحِ شیدا
 مہترِ محترم ہندوستان میں
 جی نہ سنا نہ کو حد سے برہوش
 علو مرتبہ پیدا جب میں سے
 یہ عالم ہے کف کو ہر فشان کا
 خیمِ تیغ و دم گر خون فشان ہو
 خیرا مان ہو خضرِ ساجد ہر سے
 نظرِ محوِ رضا می سینہ چاکان
 اثرِ ہمت میں ابر و فشان کا
 بہارِ خلوق بس نکست فشان ہے

چھپا یا جیسی جی مجھ کو کفن میں
 مار میں کیا کروں بہیات بہیات
 کہ جھکوبات ہی کرنا گران ہے
 تنقیر ہو گیا اظہارِ فن سے
 کروں آلودہ کیا اپنی زبان کو
 بخوبی دون گا داؤِ ظلمِ خواہ
 کہا اب ہی نہیں خالی ازمانہ
 خردیدارِ گھڑی ہمای بیان میں
 دو عالم میں یگانہ مثلِ بخورشید
 اشاروں میں ہی شکلِ نام پیدا
 حریفِ بہت حاتمِ جہان میں
 دل پر ہر رفت پیمانہ جوش
 لیاقت جلوہ گر عقلِ ستیں سے
 بنا فرشِ زمین صحنِ آسمان کا
 شہنشاہِ گون و امکن و مسکان ہو
 ارمائی قدمِ لیلیٰ کو سر سے
 صفا طینتِ بشکلِ روح پاکان
 حقیقت میں جہن پر اہان کا
 دماغِ اہل عالمِ عطر دان ہے

<p> ارا دون میں اثر جوشِ نہان کا ازل ہی سبج روز افزونی جاہ بزرگی بوسہ زنِ حسینِ جبین لہی پرتابی و رچہ حسنِ خضر شرفِ دیلمی اسکی زبان کو مری شہرت ہوا اطرافِ جہان میں یہ مژدہ سنکی دلکو جوشِ آبا ہوا ہی نظمِ خاطر میں سلائے پڑا اندیشہ سیرِ سیرِ فلاک زبان کرنی لگے گوہرِ فشانے کہلی غنچی گاستانِ سخن کے </p>	<p> مرا سوا حوصلہ طبعِ جوان کا قیامتِ افسانہ سخت بدخواہ اجازتِ فخر کی روحِ الامیں ہمیشہ کاسہ خورشیدِ انور دکھا اعجازِ فنِ اہلِ جہان کو تری عزت ہوا بابِ بیا نہیں طبیعت میں مزاجِ کچھ اور پایا جگر سی آہ موزون لبک آئی کیا خمون فی استقبالِ مراک قلم لکھنے لگا رازِ نہانے یی سنبل فی بوسیِ یمن کے </p>
---	---

دستانِ بیچ بیانِ غنچہ کی مرغِ غنچت کی رجوع کرنا طرِ آغازِ حالِ عشق کے

<p> سنبل ہی ساتی میخانہ راز ہراک دم ہو رہا ہی نشترِ دل کحاظِ توبہ و اعظا و ٹھادے کہا شکِ خطر اب جوشِ مستے لبِ غلامِ دی پیری لب سے میسر یہ کہان یہ ساز و سامان </p>	<p> کہ پہر ہی غنچتِ تکلیفِ آغاز خدائش نالہ اُستادِ کمال اچھوٹی دونوں عالم سی پلاوے کہا تیک فرصتِ کوتاہ دستے سمجھ لوں آج میں نیتِ اعصاب نہانِ عیش ہی دم بہر کامان </p>
---	--

کہیں عشرت کہیں باقم سرا ہے
 کہیں ہے صبح عیب نرنگانی
 کہیں ہے نغمہ یاران محفل
 کہیں ہی جاوہ لبہای خندان
 کہیں لطف بہار کوستان ہے
 کہیں گل تاب خسار چمن ہے
 اکڑتا ہی کہیں شمشاد گلشن
 کہیں راحت کہیں جوش بلا ہی
 فریب افزا ہے نرنگ مانہ
 زمین آسمان کی پست عالی
 ثبات بی ثباتی گہات میں ہے
 نہیں تاج خسار حسان اجل میں
 خوشی سی غم کی ہی تاثیر پہلی
 تجھے حرص جہان ابدل عبت ہے
 ازل سی زوال دنیا ہی ستمگار
 نئی جادوگری ہی اسکی دم میں
 ہزاروں زہر کھاتی ہیں اسی پر
 خردنا آشنا فرزانہ اسکا
 یہاں نلت دیان تکلیف آرام

دورنگی آسمان کس لارہا ہے
 کہیں ہے شام گنگا گمانے
 کہیں ہی شکوہ گیر حمی دل
 کہیں اشکو نشی ہی لبر زدیان
 کہیں اندیشہ خار خندان ہے
 کہیں منت سابلبل نغمہ زین ہے
 کہیں تسمری اسیر طوق کفن
 غرض دنیا عجب حیرت کی جا ہے
 طلسم ہی میمان کا کارخانہ
 یہ سب ہیں شکل تصویر خیالی
 فریب مدعا ہر بات میں ہے
 عروس مرگ ہی ہر دم بغل میں
 عیان ہی خواب سی تعبیر پہلی
 غبار آسا پس محل عبت ہی
 لپی پہلو میں ہی پہلوی اغیار
 کہ دادا دم میں آتا ہی دم میں
 نہیں ہی بند یہ قحبہ کسے پر
 فسوں ہی کم نہیں افسانہ اسکا
 ہر آغا ز ہے بدتر ہی انجام

هوای عشق باقی بین فنا ہو
 تیر تیغ محبت رکھ گلو کو
 محبت میں لہو پائے اگر ہو
 محبت سی ہی روز عشق پر جوش
 محبت سی یہ الفاظ و معانی
 محبت سی دل لالہ لہو ہے
 محبت سی گل تر ہی جگر چاک
 محبت ہو جو گرم جلوہ سازی
 محبت سی ہرین روح و تن ہم آغوش
 محبت سی جگر سوزی مزاوی
 محبت کہیمبای ہر حکم ہے
 محبت سی ہی بربز فغان فی
 محبت سی دلون میں ساز و یکھا
 محبت ہی عجب یای پر جوش
 یہاں کا قدرہ درہ پر بلا ہے
 دم تیغ اجل ہی ساحل سکا
 بھسرت جان دیتی زندگی ہی
 گوارہ حال جوش عاشقانہ
 نہیں تصنیف طبع نکتہ دان کا

برنگ قطرہ دریا شنا ہو
 حیات بی اجل وی آرزو کو
 ابھی وہ ماہ تابان جلوہ گاہ
 محبت سی شب غم سی یہ پوش
 ہم چسپان ہیں مثل یار جانے
 محبت سی پریشان موج بوبے
 محبت سی دل بلبل ہی غمناک
 ہی پروانہ داغ شعلا بازی
 محبت سی گل آرم میں ہی جوش
 محبت لذت راحت بہار دی
 محبت جلوہ پروانہ نظر ہے
 محبت سی نہیں خالی کوئی شئی
 محبت سی نیاز و ناز و کیسا
 کہ ہر قطرہ ہی طوفان سی ہم آغوش
 دو عالم اک ستراب کم ناس ہے
 فنا ہے سہل کا شکل اسکا
 قضا اس میں ادای بندگی ہی
 سپرو خامہ ہوتا ہے فسانہ
 بیان ہی اہم صدا و ق بیان کا

یہ ہے ایک بزرگ کی بات
 یہ ہے ایک بزرگ کی بات

<p>کروں بی پروہ سازِ خوش بیانی نہاں بوسی لی حروںِ داستان کے ہوا کیا کیا بند ہی طبعِ روان کے کڑی بندشِ پشیمانِ عجب کو سخن آویزہ گوشِ جہان پر</p>	<p>کہا تنگ دل میں مرغِ قدرِ رانی و کہاؤں حسنِ اعجازِ بیان کے ہر اک سودہ و ہوم ہو فخرِ جوان کے جلائی گری مضمونِ عدو کو حصولِ مددِ عامیِ دوستان پر</p>
<h2 style="text-align: center;">آغازِ داستان</h2>	
<p>و فانا آشنا عاشقِ فراموش زبانِ مہو موجِ آبِ آتشین سی بیان کرتا ہوں میں افسانہٴ عشق برنگِ آرزو پروردہٴ جوش و خاکِ گویِ بلایِ ناگہانے برنگِ نکستِ گلِ خانہٴ بر باد جنا کی طرحِ دلِ لبِ زخون تھا غبارِ مجروحہٴ پایِ صہب کے برنگِ مصرعِ بیتِ مناجات سرِ قرغانِ شہیدِ اشکبارے خطِ نوبتِ شرحِ نوجوانے دہنِ پیمانہٴ فریادِ غم تھا</p>	<p>اوہر آسائے غارتگرِ ہوش چہلکتنی لامی گلگونِ کہین سی کہ پہر ہوں سرخوشِ پیمانہٴ عشق کہ تھا اک نوجوانِ بستِ مدہوش ترقیخواہِ آشوبِ جواسنے تجرِ دینِ بشکلِ سروِ آزاد سر پر شورِ پامالِ جنون تھا جمیشِ ثاقِ اوس تصویرِ غم کے خیمِ ابر و نیازِ آبادِ حاجات جگرِ محوِ فریبِ بیتِ راسے عیانِ رخسارِ سی جوشِ نہانی لہو نہی شورِ میتا نے ہم تھا</p>

زبانِ مثلِ زبانِ عاشقِ زار
 ازل سے عشقِ ربطِ آبِ گلِ مین
 سندِ ابدِ نظر تھا حسنِ نرات
 پیِ تسکینِ خاطر کو بگو مین
 قضیٰ ارا ایک دن نہ ہا شکبیا
 قریبِ شامِ سوئی چوک آیا
 تنہا خیز ہر جانبِ نظر کے
 جہاں جس شورِ انگیز دیکھا
 ہوئی پسیدانگہ کو رغبتِ زور
 کوئے کا فراوا ہی نغمہ پرداز
 کوئے بیباک ہی گرم اشارہ
 کوئے نازک ادا سنندشیں ہے
 کوئے خندانِ برنگِ صبحِ نور
 یہ عالم دیکھتا اپنے ہوا مین
 کہ ناگہ جوشِ مستی رنگ لایا
 بُتِ بیرحمِ عصمت نامِ جبکا
 کٹری ہی نازِ سہی کلِ فریبِ ہام
 نہ مانہ پور رہا ہے محو دیدار
 وہاں جو ہی تخیل آشنا ہے

ہمیشہ قصہ خوانِ شکوہ یار
 خلش کے گد گدی پہلوئی ل مین
 حسینوں مین بے کرتا تھا اوقات
 پہر کرتا تھا شہرِ لکھنؤ مین
 چلا گھر سے پی سیر و تماشا
 دل مضطر کو جو راستے نہ پایا
 ہوئی راحتِ فراحتِ جگر کے
 طلسمِ نازِ محشرِ خیند دیکھا
 نظر آنے لگے سامانِ کچھ اور
 کوئے رشکِ پری ہی شعلہ پرداز
 کوئے چالاک ہی محوِ نظارہ
 کوئے آئینہ روا آئینہ مین ہے
 کوئے برقی تبسمِ سی جہاں سوز
 بڑا کچھ دور راہِ مدعا مین
 قضائی اور ہی سامانِ دیکھا
 ستم پیشہ عداوتِ کامِ جبکا
 نگاہِ خستہ گر ہی مرگِ پیغام
 عیان مین وعدہ فرما کی آثار
 برنگِ ہوشِ عاشقِ کہو گیا ہے

وہ کا فرخسن پر اپنی اپنی سرور
 بہر سیمنی میں جوشِ نوجوانی
 قدِ موزون سراپا نورینِ غرق
 عیان ہر عضو سی شانِ قیامت
 دم رفتار گریا ہی قدم پر
 وہ کا فر زلف یاد و دگر ہے
 غضبِ جاکی پھدا تا دہر کا
 وہ پیشانی کے جسکا بدشتاق
 ہمیشہ دیکھ کر شام و سحر کو
 ہر اک بروہی تیغِ خوش نظارہ
 دم جنبشِ اد او سفتہ کر کے
 خمارِ لودگے آنکھوں ہی پیل
 نگاہِ مست پہ تئی ہی جد ہر کو
 وہ ترکانِ وقتِ آرایشِ کرین گہر
 کنارِ بام وہ رخسارِ پہ نور
 یہی کہتا ہی ہر شتا قِ مضطر
 وہن گردابِ صہبائی معانے
 تبسمِ جسکے ہر لب سے ہویدا
 زخمدانِ جلوہ گر مانند گرداب

سراپا مثلِ برقِ شعلہ طور
 زبانِ مصروفِ لفظِ لہرانی
 برنگِ مصححِ ہر جستہ برق
 سراپا جان ویاں قیامت
 بجایِ سایہ رنگِ وی محشر
 دلِ زاہدی مہی تار یک تر ہے
 اثر ہی زلف میں دمِ نظم کا
 درخشان کو کب اقبالِ عشاق
 کہی لی سا جہین شمس و سمر کو
 سراپا چوید موجِ اشارہ
 مبارکباد ہی زخمِ جگر کے
 نظری کیفِ ستانہ ہویدا
 غشی آتے ہی پا بوسِ نظر کو
 حل آئینہ میں بانند جوہر
 نظر آتی ہیں جسمی شعلہ طور
 سوانیزی پہی خورشیدِ محشر
 زبانِ موجِ شلابِ لہرانی
 تقاضا شوئے طبعِ جوان کا
 برنگِ آب گوہرِ خشکِ سیراب

صفت کردن کی فزون جھلی سے
 ہر اک شانہ برنگ بستہ گل
 عیان بینی سی آغاز جو اسے
 نزاکت سی عجب عالم کس کا
 کسی صورت نہیں آتی نظر ناف
 یہ نقشہ لطف صحبت فی دکھایا
 لکھون کیا جسم منحنی کا اشارہ
 ہر اک زانو طرب انگیز عشاق
 نمایان پاتنجی سی ساق پر نور
 دو بالا حسن ہی جوش صفا سے
 غرض اس طرح وہ خورشید سیما
 جوان فی ہی نگاہ شوق ڈالی
 کشید شوق فی جادوگری کی
 کہلیں پر پردہ عرض دل کی این
 لیلی سینی بین اس شمع ریدہ سر کے
 رہی کچھ پتیل نو خس پیدار
 پیرا خس جذبہ دل فی کی کے
 او اسی صورت پیر و کچھ وہ
 چہ پانی شکل پنی دل کی صورت

وہی جانی لکائی جو گلے سے
 زیار تگا و صبح عید بلبل
 نمو پستان کی غماز جوانے
 گمان سبکو رگ تار نظم کا
 مگر ہی حلقہ ہیم مگر ناف
 کہ ثابت فی عدم کار لطف پایا
 عیان و ماہ نو بین اک ستارہ
 بظلم جنت خوبی مین مگر طاق
 تہ فالوس جیسے شمع کا فور
 عیان نگہ خنای پشت پاست
 ہر اک جانبش سر گرم تماشا
 تمنای دل مضطرب نکالی
 پہری چتون ادھر شکست می کی
 بلین باہم گلی و و نون نگاہین
 خدنگ ناز نے بو سے جگر کے
 نیاز و ناز باہم گرم بازار
 ہوئی تاثیر بیدار رہی کے
 طبیعت کی طرح سے ہٹ گئی وہ
 گرا یہ خاک پر بسمل کی صورت

<p>ہجوم شور و ہیتانے لے آکر حواس و ہوش و عقل و صبر و آرام و عاوی جسکہڑی حال ہوی نے غبار آسا اوٹھا فرش زمین سے مگر حیران کہ یہ سامان کیا تھا یکس پر جم قاتل ہی لڑی آنکھ لبون میں کس لپی قفل جیسا تھا ہوا یہ کون غائب رو برو سے متاع صبر و طاقت کی کیا کون اوسی دہن میں وہ پامال تمنا جب آدھی رات فی انجام پایا</p>	<p>کیا دل کو ستم آبا و حشر ہوئی سب نذر ایسا ہی ہولارام کیا رخصت ہجوم پنجوی نے ہٹا پہلوی کوئی نازنین سے یکس برق بلا کا سامنا تھا یہ کسکو دیکھتی تھی ہر گھڑی آنکھ سکوت مدعا کیون مدعا تھا کیا کسے پشیمان آرزو سے یہ طغ نامرادی دی کیا کون رہا سرگرم راہ جو شش و دو بلای تازہ لے کر کھینچ لیا</p>
---	--

بیان و مجتہدین کا اور تنگ کر نکالنا جو ان کا شہر مینو بہر لکھنؤ

<p>پلاسا قے سے خونناہول قراوت ہمداری ہوش پر ہے زبان ہی گفتگو سی بہر ہوش کہ تا وقت سحر وہ نو گرفتار بسر کی جبل کی مثل شمع مام نہ پہلو میں دل آفت رسیدہ</p>	<p>کہ ہون جیت و فوش چٹھل ہجوم کیف مستی ہو شین اسبے طبیعت میں ہی یون باؤ فرشتوں رہا مانند چشم بچم سیدار اوٹھا و و جگر کے طرح برہم نہ دل میں صبر و حشت آرسیدہ</p>
--	--

پریشان خاطر پیید نظر سے
 فغان بے اثر لب سی ہوید ا
 نہایت بخودی نی جب بتایا
 ہوا ہی جلوہ جانان ہر شمشدر
 مہر اوہر کے ہر شور و شر سے
 خیال یار کو شہر کے ہمراز
 کہی محرومی تفتدیر تا چند
 اوٹھاؤں ناز بیتابی کہان تک
 کہان تک کافشانی چشم تر کے
 سحاذ شکوہ پیدا و کب تک
 کہان تک پاس شرم پرودہ داری
 اوٹھیں شعلی کہان تک غوغا میں
 خلشہای سر مرگان کہان تک
 تقاضای دل مضطر کی صد ہی
 یہاں لب پر تفتدیر خیالی
 یہاں نصرت طلب صبر و تحمل
 یہاں دل شعلہ زار شوق دیدار
 یہاں صبر و تقاضای تمنا
 یہاں غم و جنون محشر در آغوش

چکان ابر صیدت چشم تر سے
 امید پاس ہر مطلب کہی پیدا
 اوسے کو چمی میں مثل ہوش آ یا
 برنگ نقشس پا بیٹھا زمین پر
 لڑی چشم موس دیوار و در سے
 کیا یون شکوہ تحلیف آغاز
 کر فہم چاکہای دل کو پیوند
 رہوں پابند بخوابی کہان تک
 کہان تک چاک دامانی جگر کے
 خیال عصمت منہ یاد کب تک
 کہان تک شرم مضبوط و لغاری
 رُکی کب تک رہیں نامی ہن میں
 غم ہیر حمی جانان کہان تک
 جفا یابی بُت خود سر کی صد ہی
 وہاں مشق غم و رہمیشالی
 وہاں اغلا غلا تجال
 وہاں برون تغافل گرم بازار
 وہاں صبر آزمائی کار فرما
 وہاں حکم عدو خاموش خاموش

یہاں شہنشاہ مصیبت جلوہ افروز
یہاں سوزِ نکتِ نکت و بدست
یہاں احسانِ مرگِ ناگہانے
یہاں ہنگامہ آرائی پہ نالہ
یہاں سستیِ زبانِ شوخی و شنگی
اسی صورت گزری جب کئے سال
غبارِ دشتِ رسوا کے بنایا
ہوئی بگیا لگی اپنے سے پیدا
لگا فروغِ آبی وضع نے خلل میں
پڑھی بہرہم مزاجی مثلِ سنبل
برنگِ شورِ رسوائیِ جہان میں
کشاکش سے جنون کی تنگ کر
یہ سو بھے عالمِ بیچار گے میں
تنہائی و فاعصہ سے معلوم
یہاں ہر جداوشِ علمِ روسے
غرض اکدن ہر دیوانگے میں
چلا گھر سے برنگِ بغضِ مضطر
ترپ سی کچھ دل پر جوشِ شہرا
کہا اسی کو چہ ولدِ ارفقہ بان

وہاں سامانِ صبحِ روزِ نور و نور
وہاں ہاتھوں میں ہند غمِ پلٹا
وہاں کیفِ شہا کی طرح
وہاں دورِ شہادتِ پر سالہ
غرض ہر رنگ میں رنگِ دور لگی
فلکِ فی اور پھینکا قرعہ فال
برنگِ قیس سودائی بنایا
رہم ہو ہوا سالی سی پیدا
لگا رہنے مزاجِ رست بل میں
ہوا نے قیدِ شکلِ نکست گل
لگا پہر فی ہر اک شہر و مکان میں
ہوا آما وہ ترکِ کھنڈِ نو پیر
کہ ہر چہندی بس آوارگی میں
یہاں خوبیِ قسمت ہی معلوم
جلائی کون دل داغِ عدوسے
بکڑ کر شیوہ بیکارے تگے میں
ہوا قربانِ خاکِ کوی لبہ
وہاں دم بہر رنگِ ہوشِ شہرا
تصدق ای غبارِ کوی جانان

عدد و چهارم ای چرخ پرچم کو
 نمی مضمون فلک چهار پایی
 قدم جمتی زمین مجبور بهون بین
 جنون کا حکم ہی گہری سیکلیے
 ترقی پر ہی احسان خسروانی
 کہان مہلت ہی تکلیف کوں سے
 نہایت مختصر ہی طول فصاحت
 یہ کہ مثل عجب درو جو اسے
 طیش و لبین برنگ نبض مضطر
 زبان دلدار ہی مضبوط سخن بین
 تحیر ہست و یواسگے پر
 اسی صورت خیال این جان بین
 کبھی شہر و سکی دم ہی جنت آباد
 کبھی گرد و رم و حشری غزلان
 کبھی ریگ سیا بان غارہ رو
 غرض کچھ روز وہ مایوس سپید
 قصار حسب حکم بخت ناکام
 عجب شہر و کبیری تھا
 برنگ غلام اک منہ رویشانی

جدا کرتا ہے تے تقصیر مجھ کو
 بلای جان منہ سب در عادی
 پر رنگ دست مثل معد و رہون بین
 گرد بیان گیر ہی وحشت کہ چلیے
 انگون پر ہی خوش طبع لانی
 خبر کیا وون دل لبریز خون سے
 خدا حافظ بس اب تکلیف نصرت
 بڑا وہ سر و باغ زندگانی
 روان اشک نہایت ہر قدم کو
 فغان خوابیدہ آغوش حق بین
 تاسف نصرت منہ زانگی پر
 رامہ گشتہ اطراف جان بین
 کبھی صحرا، نجوم آباد
 کبھی ہنم صحبت نازک نہالان
 سوا و شہر کا ہے شام کبھی
 پہر مثل نگا و یار سے قیاس
 ہوا اک شہر بین و خل شام
 طلسم آباد حسن کافری تھا
 ترکہ تار و رخ جو رہا تھامنے

آہا میں سبہ و غم عیسیٰ کی تاثیر
 ظہورِ شاہِ قیامت بہرِ مکان سے
 جوان بہرِ مت مثل ہوشیار انا
 کہ آیا سائنے اک مردِ درویش
 سراپائے طمع صورت گدا کے
 حقیقت آشنا و معرفت کا
 شرابِ ذوقِ سہی لستِ مرثا
 نہ کہتا کچھ تعلق پس پاتے
 شریف و پارسا و عزیزان تھا
 کہا اوسنے کہ تو آیا کہاں سے
 کہا گھر کس دیارِ نامجو میں
 کہا مقصود اس غربت سی کیا ہی
 کہا کافہ ہر ہی یا پابندِ ہلام
 کہا کششِ دل میں ہتا ہی ہر شار
 کہا کچھ تو مصیبت آشنا ہی
 کہا یہ کس لیے محنت سفر کے
 کہا جائی گا آخر کہاں کو
 کہا کیا یار سے اپنے خفا ہے
 یہ سنکر جسم آیا نو جوان پر

نوازن ہر طرف مرغانِ تصور
 ملک کرتی زیارت آسمان سے
 نظر کرتا تھا قہرِ رت کا تھا شا
 برنگِ غنچہ نو سہہ و انیش
 بہری دل میں ہو سن دا و خدا کے
 مقاماتِ ولایت سخی محبوب دار
 سدِ ایا و فدا موشی میں مشیا
 مگر باقی کی ولیمین آسن پاتے
 لہذا فسق میں سلطان نہاں تھا
 کہا آبادی ہندوستان سے
 کہا جنتِ نظیر لکھنؤ میں
 کہا ترک متناہد عبا ہی
 کہا بی قید کو مذہب کے کیا کام
 کہا نفیِ عہد و اثباتِ امداد
 کہا دل میں خشمِ الفت ہرا ہے
 کہا ہون بوی گلِ علوت سفر کے
 کہا تیرے لی جائی جہان کو
 کہا یہ وہم بجا آپ کا ہے
 لی آیا پیرساتہ اپنی مکان پر

کہا مصر و قسطنطنیہ و زو و شب و	کئی راحت سی دل افروز شب و
سحر کو بعبد مشق و رو و شغال	ہوا پایا بوسن مکان و کہن سال
وہی آغاز کی مہمان نواز سے	وہی دی داد و لطف سرفراز سے
کسا کچھ دن بہین آرام کر تو	شہر چند سی بسد ایام کر تو
نہیں جگت سی خالی گشتہ ساز	کچھ اس میں صحت ہی صحت ساز
پس نہر مثل لطف خانہ بروش	سہاوہ نو جوان خود فراموش
کشش و شیش کمال میں جو پاک	طبیعت اسکی سوی فقر آئے
کیا قطع تعلق این و آن سے	ہوا بر خاستہ خاطر جان سے
ہوس پیدا ہوئی طاعت و عزت	زبان رہی لگی صحت و سناجات
اکیلا بیشتر خلوت میں رہتا	مراقب کب شرف و حدت میں رہتا
نصرا ابجد چندی شیخ فانی	ہوا داغ و فانی زندگانی
جوانے پر کچھ کیا عہد پیری	ہوئی پیدا ہوئی دوستگیری
لگا ہر موی تن کرنے گرانے	پڑی ہی تکلیف زور و ناتوانے
ہوا عسیر فنا کا مختصر طویل	سد ہمارا سوی جنت مروت بول
سہاوہ بوریای فتنہ خالی	ہوئی تجوید عیان و مالی
رہے جاروب کش شام و سحر	کری اوقات طاعت میں بسر

دہان جاننا جو کج طرف باغ سلطان کی اور عاشق ہو ناؤ تیر مہر پہی سبک پاشاہ

خدا را مان کوئی انداز ساتے | ادھر بھی اک نگاہ ناز ساتے

چمن میں آمد آمد کا ہوا غسل
 ہوئی جب باغ کی دیک رسائی
 نظر جس نخل پر پونجی نہ سر کے
 گلون کی عارض نکین جو بہائی
 ٹم کو چھ دی میں افتاد کی تھی
 بہر ادا مان گل پاکیز کے سے
 نظر آیا عجب سامان گلشن
 جلا یا گرے گلہامی ترے
 کہے بیرجے دل یاد کرتا
 کہے مستانہ دل میں جوش آتا
 کہے کرتا طواف عارض گل
 کہے مثل صبا پہر تاج میں
 کہے دگر کس سی انگبین چار کرتا
 غرض محو چمن تھا مثل بلبل
 رئیس شخص کی دفتر قضا را
 بلا بالا قیامت چال و سکی
 طبیعت میں مزا عاشق کشی کا
 بسوسے فوجوان وہ ماہ پارہ
 دل مشتاق میں اک جوش آتا

گلی ملنے کو دوڑتی نکلت گل
 قدم لیسے ہوئی جنت آئی
 نہ پائی شوق نی فرصت سفر کی
 پکارا دل کہ ٹھہرو ہم ہی آئی
 درخون میں مسلمان لگی تھی
 دل غنچہ لہو ووشیزگی سے
 ہوئی ہوشن خرد قربان گلشن
 لپکتی شعلہ دل غجگرے
 کہے بیساختہ فریاد کرتا
 کہے نام نہ سبزہ لوٹ جاتا
 کہے سنتا فغان رو بلبل
 کہے بو ہو کی چپٹیا یا من میں
 کہے سوسن ہی شوق اظہار کرتا
 کہے قسمت کھلا یا اور ہے گل
 کسی شرفی ہی تھی ہر کجا لکھا
 جفا کہ عادت پامال و سکی
 ترشہ خاص میں جب ناخوشی کا
 ہوئی منت کش لعل نظارہ
 محبت کی جسک کو گر گد ایا

ہوا عالم و گر کون ماہ و شش کا
 اوٹھایا نرغان بی صدائے
 ہونئی قفل و ہن رسم خموشی
 جگہ کرنے لگی کاوش جگرین
 جوان را ہے ہو جسم چین سے
 اوٹھی پیشل موج شعلہ بیتاب
 او اکین ضعیف نی زمین فاکے
 زمین پر وہ بہت پیچیدہ کیسو
 نہ بروین وہ سامان اشارہ
 نہ وہ لب آشنا حرف سخن سے
 نہ وہ عشوہ نہ وہ غمزدہ پری کا
 کوئی رشک چمن تہی و سکی ہزار
 ہجوم جوش غم سی جی بہر ایا
 لیا آغوش میں لب کہ کیسوت
 افاقہ جب ہوا وہ رشک تصویر
 اوی کیفیت جوش بلا میں
 چہا یا را ز دل ہر تہ نہ جوسی
 بظاہر خنہ زن و لشاد و ہمت
 سحر سی شام تک وہ مژگانہ

لب احسان آہ سی کش کا
 زبان چو سی سکوت مدعا کے
 حیا کرنے لگے نشتر فروشی
 لگی بڑھتی تراوش چشم ترچون
 ہو غم آشکار شک میں سے
 گری مانند اشک چشم پر آب
 خبر دی غش فی تکلیف قضا کے
 سدا پا صورت تصویر تباؤ
 نہ آنکھوں میں نہ آشوبِ فلان
 نہ وہ حسرت سخن پیدا ہون
 نہ وہ عالم مزاج و بصری کا
 بشکل روح و تن ہر وقت مساز
 زمین سی او کو مثل ناز و ٹھایا
 سنبھالا خاطر مضطرب کیسوت
 چلی کہتی ہونئی ای داسی تقدیر
 ہوا رونق شہزاد و لہذا میں
 رکھا محروم لب کو گفتگو سے
 جگر میں حسرت ناز و ہمت
 بسر کرتی تھی یون ہیں شاد و شاد

جب آتی رات یعنی پردہ راز
 اکیلی گوشہ خلوت میں آتی
 خیالے کھینچنے ٹیکل جو ان کو
 برنگ شمع بزم جاگدازے
 کہے حال دل پر داغ کہتے
 کہے کہتے کہ امی ولد ار جانے
 نہ کیونکر دل میں تیری آرزو ہو
 کہہ کرتے بیان سوز و رونا کا
 کہ فرقت سی سی میں خستہ جان ہوں
 لگی ہی آگ سرد داغ کہن میں
 نہ کوئی چارہ گریہ نہ غمخوار
 سدا اچھل ہی منہ پر و دل کا
 یہ آنکھیں یا بیدار یوستان ہیں
 ہمیشہ تیرے سختی اوج پر ہے
 بہار ہر آنکھ میں جو شمع ملا ہے
 وہ ہوں بیدار مثل شمع کو کہ
 ذرا فرقت میں کیہ ہی آنکھیں
 یہاں تک ناتوانی نہ ور پر ہے
 جگر سے لب تک آنا آؤں غم کا

نقاب چھپدہ یاران و ساز
 وہ کشت بہر کو و حد میں آتے
 صنف خانہ بناتے اوس مکان کو
 کیا کرتی سحر تک عشق باریے
 کہے افسانہ ہی باغ کہتے
 غم و ج نشہ جوش جو آتے
 تصدق اوس بغل کی جبین قہو
 کہے مشکوہ دل بسریز خوکا
 صدی خندہ زخم نہاں ہوں
 زبان مانند شعلہ ہی نہیں میں
 میں ہوں مانند چشم باریہ سما
 مرا چہرہ ہی چہرہ منقہ کا
 برنگ چشم بلب گلستان ہیں
 فلک کا ہی کو ہی دو دو جگر ہے
 شب غم تو تیا ہی چشم غم ہے
 مری ہر آنکھ ہی پسیمانہ شب
 عوض طالع کی ہیں بیدار کہتیں
 کہ بار آسمان تار نظر ہے
 سفر ہی منزل ملک عدم کا

خجوتی سے ہمیشہ گفتگو ہے	نفس بہر وہن تارِ رنوب ہے
غرض تاجِ وہ ہرزل افروز	بیان کرتی تھی احوال جگر سوز
شبِ غم جس گہری پوش ہو	برنگِ شمع یہ خاموش ہوتی
بساطِ خواب سی عنناک اوٹھتی	سحر آس گر بیان چاک اوٹھتی
برنگِ خند ہایِ عیش و آرام	جلیسون میں بہر کرتی تھی تاشام

دہان ملا ہونا رازِ عشق کا اور جانا دوست کا قیدِ خانی میں

پلا سائی می پر جوشِ مجکو	بنا اپنی طرح بیہوشِ مجکو
کہ جس سی پردہ اوٹہ جائی جیا کا	ہنوں آئینہ عشقِ خود نا کا
اوٹھاؤں نازِ رسوائیِ جہان میں	لقب میرا ہو سودائیِ جہان میں
اسیری میں ہوں دگر کھچون	سنوں میں نالہ زنجیر کھچون
چمن پیر بہارِ بوستان کا	و کہتا یوں ہی رنگ اپنی بیان کا
کہ مدت تک بہتِ احتِ خاموش	رہی مثلِ زبانِ شمع خاموش
بسر کی زندگی ضبطِ نفس میں	چھپا یا شعلے کو دامنِ خس میں
ہوا آخِ یہ عشقِ فتنہ سا مان	برنگِ بوی گل چپ کر نمایان
حجابِ شیشہ لبِ ریز بادہ	ہوا غم ساز قفل سی زیادہ
وہ مخ یعنی بھارِ نوجوانے	ہوا اہم جلوہ برگِ خندانے
قلق میں وہ مثالِ مینالے	ہوتی ہم رنگِ تصویرِ خیالے
نہ وہ ارمانِ رہا سیرِ چین کا	نہ وہ عالم بہارِ یاسمین کا

نئی وشت میں بلف غمباز نشان
 ایسوں بچو و کیا غم ہی پایا ل
 تر و کس لیے و نرات کا ہے
 ہجوم ضبط و ہنگام کیوں ہے
 ہر اک دم کیوں ہی دم کی توجہ جاتا
 یہ کاہش ہی نل غمناک میں کیوں
 یہ پہلے نالہ مشکبگیر کب تھا
 جگر کو آہ کی رخصت کہاں تھی
 پیرا مان تھا دل ناسا و کس دن
 خدا کے واسطے دل کو سنبھالو
 ہمیں عرض خبر تھی شرط یکبار
 یہ سنکر محرابانِ با و فاسے
 اوٹھی کتنی ہوئی وہ غم کی تصویر
 اکیلی گوشہ خلوت میں اس کے
 بہر آئے غم سی جی خالی مکان میں
 ہوا اگر ہم فشرحلہ جگر سے
 ہوئی مصروف شیونِ رباوہ
 بڑی ہی جب اتنا مشقِ فغان کے
 جلیسوں میں لگا ہوئی یہ چہر چا

بربک عاشقِ مفلس پریشان
 کہا قربان صدق کیا ہی خیال
 ابھی ہی غم تمہیں کس بات کا ہے
 خموشی صورتِ تصویر کیوں ہے
 اجل شاق کیوں ہی زندگاہے
 ملائی ہو جوانی خاک میں کیوں
 زبان پر شکوہ تقدیر کب تھا
 نظر ہر صحبتِ حسرت کہاں تھی
 بڑی ہی تھی ہمتِ فدا کیوں
 خیالِ این و آن پر خاک ڈالو
 اب آگے تم ہو اپنی دل کی مختار
 جہ کا یا سر کو احسانِ چاسے
 ابھی کیا کیا نہ سنوائی گی تقدیر
 گری فرشتہ میں پرچوش کہا کے
 لگے رونی خیالِ نوجوان میں
 اوٹھا ملو فان کر یہ چشم تر سے
 جی ماتم سے اخلوتِ سراوہ
 ہوئی بی پرہ گے لازمِ زمان کے
 کہ اس شک پر ہی کو غم ہے کس کا

بہت نشان سب دین ہویدا
 وہی حسرت بہری ارمان جگر میں
 وہی کاشش وہی ہستانی دل
 ہے چننا لہ لب آہ و نالہ
 وہی تکلیف دل خستہ ہویدا
 وہی آنکھوں سی ہنگام نظارہ
 وہی مہر خموشے نقطہ خال
 غرض سب کاوسی کی جستجو تھے
 جب آئی ٹیجہ سرگوش بد تک
 تپ غیرت سی دل شجوش کہایا
 کہا کیا حال ہی رشک پی می کا
 طبیعت کیوں مصیبت آشنای
 تعلق کس لبی آوار گئے سے
 خطاب شاہ سکر ہر پستار
 کہ ای تلج سراقبال مندان
 خبر اس حال سی ہکو نہیں ہے
 گزرتے ہے دل غمناک کیا
 قرینے سے کچھ ایسا جلوہ گر ہے
 ہوا ہو گو سوا اسکے ہی شر کچھ

مقرر ہے کسی خوشرو پہ شیدا
 وہی الماس ریزی چشم تر میں
 وہی ہر دم غبارِ قرض اسل
 وہی سینہ بھرا داغ لالہ
 وہی رازِ مہمان ظاہر سی پیدا
 عیان بچو اسے چشم ستارہ
 وہی ابرو زبان شکوہ حال
 کہوں کیا ہر زبان ہر گفتگو تھے
 لگی تلوون سی پونہچی مفر ترک
 پرستارِ خجہ دست کو بلایا
 سبب کیا لی سبب نوحہ گری کا
 جنون ہی خبط ہی وحشت کیا ہی
 غرض کیا گر یہ پیچہ رگی سے
 ہوئی یون جلوہ بخش گشتار
 عروجِ نعمت بار سربلندان
 کہ غم میں کس لیے یہ ناز میں ہے
 بلا ہی خاطر بیباک پر کیا
 کہ تیر عشقِ دل میں رخنہ گر ہے
 مگر ہر گونہ میں سلا خبر کچھ

یہ سنکر وہ گنیز گمنہ و مساز
 و کمانی سحر پردازی زبان کے
 کہ ای شاہِ خداوند زمانہ
 کماک و ناک جوانِ شمشاد
 عیان رخ سی شبابِ زوہر تھا
 نمایش جلوہ گر ہر حال میں تھے
 تقاضا سی تمنا سے مکہ
 ہجومِ شوقِ دل سی او کو ناگاہ
 بہارِ ہوا و اخل چمن میں
 کسی غریبِ دختِ سیمبر تھے
 قضا و صورتِ عشاقِ یکدم
 جوانِ نصرت ہو گشتن بھی کر کو
 ہو آئینہ بربکِ شانہ صا چاک
 یہی ہی سرگدشتِ دخترِ شاہ
 یہی ہے غلغلہ شورِ جنوں کا
 ہے وجہ بیان ہر چار سو ہے
 سپردِ ہمتِ تقدیر کیجے
 یہ سنکر پاؤں شد آما محل میں
 کہنا بالوسی حالِ عشقِ دوستہ

ہوئی مصروفِ عسرِ خضرِ راز
 نئی صورت سی کیفیتِ بیان کے
 مفصل یوں ہے پچھلِ فسانہ
 سراپا مہلِ لوی گل چمنِ راد
 ابھی اعتبارِ خطِ ناویدہ روتھا
 جوانی رسمِ استقبال میں تھے
 تماشا سی تھا ہر جانبِ شاہ
 پسند آئی ہو ای گلشنِ شاہ
 لگا پہرے خیابانِ سن میں
 نظرِ سوی جوانِ گرمِ سر تھے
 ہوئیں نظر میں جدائل کی بام
 ہوا مالِ مزاجِ غشس اور کو
 لیا بیستابیون سی بوسہ خاک
 یہی ہی ماجرا سی درِ جانگاہ
 یہی افسانہ ہے حالِ نبون کا
 اسی کی ششِ جہت میں گنگو ہے
 نہیں چھوٹے تدبیر کیجے
 تروسی مزاجِ راست بل میں
 سنا یا قصہ آشوبِ مشہر

<p>گئی جب یہ خبر تا گوشن بانو غضب لایا مزاج گر مجوشے ندامت فی عرق افشان چہین نہ سوچی جب کوئی بانو کو تذیر رکھا زندان میں بہر دت چند وہ زندان بایوان اثر داتھا عجب تاریک تھی وہ محل تھا جگر سے منفعل اربان نکلتا نظر آتی نہ ظلمت سی کہیں راہ ہوای گرم صدف سیدہ تابی نہ کوئے ہم نفس جز نالہ دل نہ کوئے رازوان جز درو پنهان وفا کرتا تھا عہد گر مجوشے قلق ہوتا جو تنہائی سے جی کو اوی زندان میں وہ رشک لیتھا</p>	<p>ہوار و پوشش کسیر ہوش بانو اواکی ضبط فی رسم خموشے کہورت دہوئی خیمہ ز زمین سے کیا رشک پری کو پا پر بچہ بشکل مردم دیدہ نظر بند کہ پیغام مصیبت دی باتھا سویدای دل لفظ اجل تھا ہر اک نالہ عسقل افشان نکلتا پیشکے سرور و دیوار سے آہ اول ہی مہمان خانہ خدائی نہ ہم صحبت کوئی جز وقت کل نہ کوئے غمگسار دل گریان کہے نالہ کہے شور خموشے لگا لپیٹے گلے سی یکسے کو رہ منت کش زنجیر سودا</p>
---	--

<p>پلا ساقی شرب مکہ دے بنائون جملہ شادی زبان کو</p>	<p>وستان شورہ کرنا پاؤ شاہ کارکان بایست و خند کرنا و تر کا سا چاک</p>
<p>کہ جس سی جلی رنگ خوش بیا سنوارون میں عروس ستان کو</p>	<p>کہ جس سی جلی رنگ خوش بیا سنوارون میں عروس ستان کو</p>

بہارِ چوہل ہو پیدار قسم سے
 رہا ہوں دام سے مانندِ لبیل
 زبانِ دانِ عالمِ رمزِ سخن کا
 کہ جب ان باپ ہر سحر و فسون سے
 دشیرانِ ریاست کو بلا کر
 بیان کی داستانِ زخمِ جگر کے
 کہا افسانہ احوالِ یون کا
 ہر اک و اناس سے وہ نحو حکایت
 کہا آخر کو یہ طلبِ رہا ہے
 ہر اک ہی سُنکی یہ حالِ جگر منور
 اول سے عشق کا فتنہ راجرا ہی
 ہزاروں کی جگر پانی کی ہی ہیں
 ہر اک کی لب پہ شورِ الامان ہی
 جہان میں اکی افسانی نہیں ہو
 کہے یہ پسیدے محلِ شین تھا
 کہے شیریں کی تھا آوارگی یہ
 کہے رنگِ فتنہ بیبِ نیرن تھا
 کہے ارمانِ دل پر جوش کا ہی
 کہے گہی میں یہ لبیکِ خوان ہے

کل شادی کہیں شاخِ قلم سے
 پہرونِ بی قیدِ مثلِ نکستِ اہل
 ادب آموز یون ہی اہل فن کا
 ہوئی مجبور تہذیبِ جنون سے
 کہا افسانہ ہی عشقِ خم سے
 عیان کی خوف و شہی چشمِ سر کے
 سنایا قصہ تکلیفِ جنون کا
 بیان کرتا رہا حسرتِ شکایت
 بتاؤ تم صلاحِ وقت کیا ہے
 کہا شہ سی کہ اسی مہرِ دلِ سرور
 بلایِ جانِ سلطان و گدا ہی
 بہت دل سنی طوفانی کی ہی ہیں
 زمانہ اس ہی لبِ سیرِ یز فغان ہے
 کہیں سایہ ہی یہ کافر کہیں نور
 کہے دلِ غمِ دلِ قیسِ حشرِ تہا
 کہے خسرو کی تھا بیچارگی یہ
 کہے پیغامِ مرگ کو کہن تھا
 کہے نالہ لبِ خاموشی کا ہی
 کہے ناقوسِ دیرِ مغان ہے

کہے وارغ دل مایوس دیکھا
 بہر صورت یہ عشقِ فتنہ آباد
 یہ وہ سودا ہے جو اچھا نہ ہوگا
 خبر دیتے ہیں عقل و رہین یہ
 رسم عقد و آئین مہتر
 سوا اسکے نہیں تدبیر کوئے
 یقین ہے ولولہ دیوانگے کا
 ملی نہ صحت خلشہای درون
 یہ سنکر مشورہ اہل خد کا
 پتا درویش کا اختہ لگایا
 ادا ہر طرح رسم آبرو کے
 فسوں آہیں کہہ سنکر فسانہ
 اوی بستانسرای بیخیزان کو
 کئی خادم حسین دلکش طرح
 کینیزین شک سر و جو بیاری
 پہری دن بخت جسم پارسا کے
 گلہ خسرو اسے زریب سر کے
 غذای روح پرور قوت جان
 نشاط و عیش و لطف زندگانی

کہے رنگ کف افسوس منکھا
 فلک کا ہی ستمگاری میں سنا
 مسیحا سے علاج اسکا نہ ہوگا
 سپرد نوجوان ہونا نہیں یہ
 گل و بلبل رہیں یک جا تو بہتر
 مٹا سکتا نہیں تھتیر کوئے
 اثر پیدا کری منہ زانگے کا
 سبکدوشی ہو احسانِ جنوں سے
 نہ پائیشہ نے موقع حرف دکا
 بہانے سے تدبیر سی کی یا
 ادب سی التماس گفتگو کے
 لے آیا نوجوان کو تاج خانہ
 دیا بھرا قامت نوجوان کو
 حضوری میں کئی آمادہ کار
 ہوئیں حاضر بنی خد متگداری
 لیبی بو سے قبائی وقت پاکی
 ملی ادا بار کو زخمت سفر کے
 ہوئی لذت فروش کامیابان
 عیان ہرمت جوش کامرانی

فرغ نیر آفتاب ان حکما
 ولی یابین ہمہ وہ مست مدوش
 وہ صورت چاند سی پرتی نظر بین
 سہی کہتا کہ یہ سامان کیا ہی
 سبک وہ تھا کہ ہر دلیہ گران تھا
 فلک کیون مہربان مجھ پر ہوا ہی
 یہ سبناز تو نعم ہی بہ سنا
 خلشہا ہی مصیبت دیکھتا ہوں
 غرض ہنی لگا درویش مہمان
 قضا لایکدن شاہ زمانہ
 ندیمان و عائد سب عقب میں
 پس آئین و آداب ملاقات
 باخبر حسن تقریب بیان سی
 نہ ہی قسمت کہ ہم فیض قدم سے
 پڑا سایہ جو سنگ آستان پر
 دہن سی شکر احسان شاہ ہو کر
 خصوصاً خسر و حالی نسبت
 خوشی سی صورت غنچہ چمن میں
 جگر آباد ہی دل شادمان ہے

نحوست نی لیارستہ عدم کا
 عروس یا عصمت سی ہم غوش
 سحر ہوئے شب غم چشم تر میں
 کہاں ہوں کسکی یہ دلوں کسرا ہے
 میں ایسی بزم کی قابل کہاں تھا
 جفا کی بدلی کیون رحم شناسی
 نیا افسون ہی کچھ سوچا زمانہ
 دکھاتی ہی جو قسمت دیکھتا ہوں
 فلک کی شعبہ باز سی حیران
 ہوا ہم بزم درویش یگانہ
 اراکین یاست سست چپٹین
 ہوئی سب خوشی و محکایات
 کہا دستور عظمیٰ جو ان سے
 ہوئی افزون سرفراز میں ہم سے
 دماغ خاک پا ہی آستان پر
 نکلتا ہے سب اکباد ہو کر
 وہ عشرت ہی کہ ہو عالم میں سب کو
 نہیں پہولا سنا تا پسہ میں
 تمناؤں سی اپنی کامران ہے

مگر یک شوق پہنا جان کس ہے
یہ ارمان ہی جگر میں آرمیدہ
کرمی پو پود خست ناز نہیں سے
یہی امید ہی دورِ خلل میں
یہ سنکر وہ جوانِ خستہ احوال
کرون کیا شکر بندہ پروری کا
کیا قطری کو لطفِ شہ فی طوفان
جو کچھ ارشاد ہوتا ہی زبانے
زیادہ آرزو کرنے غضب ہی
حقیقت میں ذلیل و خوار تھا میں
اسیرِ حلقہ آوار گے تھا
کہاں فرتہ کہاں خوشی افلاک
کرون منظور گرتیر ہی جان کو
کہ اک مردِ چسانِ بینوائی
نمک پروردہ فاقہ ازل سے
برنگِ آسمان تیرہ خستہ
کہیں ہی وہ غمِ رسوائی نہ ہر
نہ پوچی شاہ فی کچھ صل و بنیاد
خلافتِ شانِ عجل و بریں ہے

ابھی اک شعلہ تاب داغِ دل ہے
بسائی مت کو اپنا نور و دیدہ
دلای نقش کو لوحِ نگین سے
تعجب کیا بر آئی آج کل میں
لگا کہنی کہ ای مردِ خوشِ قابل
ہمیان کیونکر ہوا احسانِ گسری کا
بنایا دُری کو محضہ درخشان
کرم احسانِ عنایتِ مہربانے
مری آئین میں ترکِ ادب ہی
غبارِ کو چہ ادا بار تھا میں
شکارِ ناوک بیچار گے تھا
چہ نسبتِ خاک را با عالم پاک
کہی گی خلق کیا شاہِ جہان کو
مصیبتِ ادہ کو می گدائے
سیہ کاسنہ زیادہ ترِ جہل سے
قناعت اک روای نیلگون ہے
ہوا مانندِ فتنہ وار و شہر
کیا ہم بسترِ دختِ پری زاد
میں مومن قابلِ تحسین نہیں ہے

قبول طرح کیونکر یہ سخن ہو
 کہا شہ تیہ سنگداری جہان گرد
 فربہ افرواہ انداز سخن ہے
 سچتہ ہین تکلف خیر باین
 رضای بدولت ہی اسی میں
 کرو کوتاہ طول و آستان کو
 یہ سنگد مشضہ پیش سلطان
 جہا یا رنگ خاموشی نے اپنا
 کہا دل تی کہ اسی شوریدہ آہنگ
 ندی تکلیف جہت تل نارسا کو
 یہ مان سو و زیان تکرار میں ہے
 کہاں تک یہ نیاز و ناز آہ
 خلاف راہی سلطان اچھی جستن
 نہ کام آئی کوئی افسون بیائے
 شہ والا کھڑو ٹھاوہاں سی
 بہت محظوظ و خوش آیا محل میں
 سنا بانو نے حال نوجوان کو
 کہا آخر شناسون سی ربانے
 خبر و گردش شمس و قمر سے

کہ عقل شہ پہ عالم خستہ دین ہو
 مصیبت نادرہ و اندوہ پرورد
 فسون ہی مکر ہی حیلہ ہی فن ہے
 عجب تہم سی فسون آہن تہا
 نہ لاؤ کچھ خیال خام جی میں
 رکھو موقوف عذر اپن و آن کو
 ہر مہمان ہو اوقف گریبان
 بنا یا خوف و راموشی نے اپنا
 عجب تقدیر سی کراہتی جنگ
 ذرا کر یاد قول پار سا کو
 غضب کا سامنا انکار میں
 بقول سعدی شیراز آہ
 بخون خویش باید وشت ستن
 کیا ناچار تہا رزبانے
 ہو از خصیتہ فقیہ میہمان ہے
 نوید دعا لا یا محل میں
 کیا شکر آشنایان کو
 بتاؤ کیا ہے شکل آسمانے
 کرو واقف فلک کی غیر و تہر سے

سپہ شادی کوئے تاج بہتر
 او نہون نئی و عاشا چہ لکھو
 کہ زہرہ شتر سے دونوں برابر
 اس میں نیشتر عظیم ہی داخل
 دو پیکر میں عطار و آگیا ہی
 ستاروں کی بہت اچھی نظر ہے
 پسند خاطر اس اگر ہو
 یہ سنکر شہ فیفسد مایا بہت خوب
 ویاخت شناسون کو بہت تر
 وزیروں ہی کہا شہ نے بتکار
 خندانہ حسنہ راہ و عدا ہو
 پسند حکم سلطان زمانہ
 پی وخت ہو حکم رانے
 سپہ خانے سے وہ دلیگیر نکلے
 ملی اگر انیس و محسربان سے
 شب تکلیف زندان کی کہانی
 او نہون فی صورت شادی بیان کے
 سنایا مشوہ جیسا مشہور تھا
 یہ سنکر دل میں چہی لڑ ہوئی سخت

کرو تقوہ ہم کے رو ہی مستر
 زبان پر لائے یوں حرف بہانہ کو
 پڑی ہیں ایک ہی خانی میں اگر
 قمری قوس میں پائی ہی منزل
 رحل ہی دلو میں صورت نما ہی
 سراپا دو سے راحت انگریز ہے
 شب یک شب نہ عفت سمیٹ ہے
 یہی ہی مابدولت کو بھی مرغوب
 کیا نصرت بجاہ و شوکت و فر
 کہ ہو سامان شادی جلد تیار
 تو انگر ہو کہ محتاج و گدا ہو
 ہو صرف سامان و جہ گمانہ
 کہ دو آغوش زندان سے جدا
 بشکل نالہ زنجیر سے نکلے
 کہی گزری ہوئی ہر راز دان سے
 بیان کی ہمنشینوں سے زبان سے
 مبارکباد دی وصل جوان کے
 کہا جو جاہ را پیش نظر تھا
 لگی کہنی کہان اسی مری سخت

یہی دن گرمی قسمت کھاتی
 طبیعت کیون جنون تاثیر ہوتی
 کما سب کچھ مگر جوش تپتا
 امید ویاس میں وہ ماہ پارہ
 کہ رنگین چارویو ار مکان ہے
 تکلف ہی پھی این جا بجافوش
 ہجوم ہا ہر ویان چار سو ہے
 دو بالائی ہر اک کا حسن کامل
 عمائد جلوہ خشن انجمن ہیں
 صراحی جگہ ستانہ بین
 نگاہ مست و گرم ناز ساقی
 بلند آہنگ ہیں نقشہ برابر
 یہ عالم دیکھ کر بولی کہ تیر بان
 اسی عوصی میں وقت شام آیا
 کیا خورشید گردون فی کنار
 ہوا اگر ہے صحبت کا بہانہ
 چراغوں کی یہ حسن شعلہ چپکا
 بنا کر میمان کو شاہ نوشاہ
 ہوا ہنگامہ عشرت و وبال

طاہر بن فیاضی تخلص نا عسان پیر و بی قدرت کاملی سالانہ

تو وحشت کا ہی کو یہ رنگ لاتی
 منہ کیون حاجت زنجیر ہوتی
 ہوا جو یاس سر غم دعا کا
 ہوئی ہر سمت سر گرم نظارہ
 زمین ہر رنگ صحن آسمان ہے
 بساط خاک ہی آئینہ عوش
 تماشا اگر در راہ آرزو ہے
 بسا ہی غارہ روز رنگ محفل
 برنگ غنچہ گلگون پیر ہن ہیں
 ادای خدمت پیسانہ میں ہے
 طلبکار حواس و ہوش بلتے
 سکوت و جدیت شورش محشر
 زہی قدرت نہ ہی صنعت ہیشان
 فروغ صبح انجم سام پایا
 عروس شہباز زلفون کو سنوارا
 دیا ہر شمع محفل نے زبانہ
 ہوا دیوار پر عالم شفق کا
 لی آیا بزم میں باشوکت و جاہ
 طرب فی حوصلہ دل سے نکالا

ہوئی ہے پردہ و خست ز بسوی
 می سا غریب نکست جوش کدی
 حدیث قفل سینای لب ری
 سرتقو سے خمار آلودہ ہو کر
 پشیمان شرم تو بہ دل سی نکلے
 نہ سفتا پند و اعظ کوئے مینوش
 ہوا برقی بلا انداز و شص
 موافق ساز سے آواز ہو کر
 وہ انگیز بدن انداز کے ساتھ
 وہ موج بوی گل ہر ہر کلائے
 کہے تو پہرے سے وہ حور ثنائے
 کہے کج انگلیوں سی ماہ پارہ
 صدای صورتی گنگو کی جہنگار
 اسی صورت سی با صدیش آرام
 رہی خستہ گھڑی بہرارت باقی
 میان بزم ساز و محفل سوز
 ملا کر شکل زہرہ شتری سے
 کہلے غنچے دلون کی صورت گل
 فراغت پانی خویش و اقرارے

لگی کرنے لگا وٹ آرو سی
 لب ساقی فی رخصت فوش کدی
 ہوئی ایمان فروش نے بدو پر ہیز
 گرا بہر تلاشے پای خستہ پر
 چہپا کر منہ سر محفل سے نکلے
 ہر اک تھا مثل سینا پندہ گوش
 لگا گھر کرنے دل میں ناز قاص
 ہوئی پردی سی با ہر راز ہو کر
 وہ لب سنا منہ پہا نجل ناز کی ساتھ
 دکھاتی تھی ادای خوش داسے
 سرفستہ پہ دست مہربانے
 قیامت سی تھی سر گرم اشارہ
 ہوی خوابیدگان خاک بیدار
 ہوا آغاز شب مشتاق بجام
 ہوا کم و عہد سرج جام و ساتے
 ہوئی اہل شریعت و فانی فروز
 کیا عقد جوان شک پرچی سے
 مبارکباد کا ہر سو ہوا غل
 لگے ہر سمت بچہنی شاد دیا نے

نہت کر اسہیں دامن طولِ شب کا
 چہیا منتاب آغوشِ حیدر میں
 بشکلِ ہمتِ ابرگہ بار بار
 اسہیں رون کو بصدِ توقیر و اعزاز
 غریبوں پر بشکلِ ابر نیسان
 وہ دن مانندِ صبحِ عیدِ نور و روز
 ہو جب گیسوِ شبِ مثلِ دامن
 و گر گون ہو گیا عالمِ جہان کا
 بشکلِ چشمِ مشتاقِ نضار
 اوٹھے شعلے دلون میں آرزو کے
 عبادت میں ہوئی مصروفِ آباد
 لپٹ کر شوقِ باہم کے بہانے
 لبِ پینا ہوئی قلقل کی شتاق
 لگے ملنے بیوسا غرگے سے
 ہجومِ آرزو جب رنگ لایا
 پٹھانیاں کدبانِ گلبدن کی
 جلیسینِ شہرِ دختِ سیمبر سے
 بجزِ تصویرِ دیوارِ مکان کے
 ہوئی حاصل جو تنہائیِ جوان

بنا انچل رخِ صبحِ طرب کا
 ہو آغوشِ شیدِ نور افشانِ نظربین
 ہو آماؤ بختِ جہاندار
 کیا انعامِ خلعتِ سی سرفراز
 ہو اعلیٰ قیادت کو ہر افشان
 رہا آٹام عیشِ نسا الم سوز
 نقابِ چہرہ خورشیدِ روشن
 طلسمِ رنگِ چکا آسمان کا
 ہو اس گرم شوخے ہر ستارہ
 ہوئی مشتاقِ لبِ یادِ ہو سکے
 ہوئی عشاقِ ہم آغوشِ شاہد
 لگی دل کی لگی دل سی بھمانے
 کیا شیشون فی عزمِ حستِ طلاق
 لگی مستی ٹپکے حوصلے سے
 جوان بھی بزمِ سی خلوت میں آیا
 چہیا یا مینہ کو گونگٹ میں دامن
 ہو یمن پہنانِ نظرِ آسانظر سے
 نہ باقی رہ گیا کوئی جو جہان کے
 لیا آغوشِ میں آرامِ جان کو

بنی بوی عسری موج بادہ
 گل رخساری گدو گدو ٹوٹا کی
 ہجوم چش کیف جو بندن میں
 ہوا پر وقت دست کامرانی
 نکالے جو صلے دست ہوس کے
 تمنائے نہ سپر اکتفا کے
 لگین ہوئی بہم دیرہ گہاتین
 زیادہ تر طبیعت رنگ لائے
 سر الماس کچھ کاوشن آیا
 تڑپ کر رہ گئی دخت پر زانو
 بہر صورت پی راحت فروشی
 تر شمع جب ہوئی ابر ہوس کی
 بشکل طمع و تخمیل مجسم
 جوان سی دخت شاہ یگانہ
 وہ عالم لطف گلشت چین کا
 وہ ہونا بر ملا راز نہان کا
 وہ تکلیف اسیری کی کہانے
 وہ بیتابی سی دل کا ساز کرنا
 غرض گذر رہا جو جو قصہ غم

بڑھی کیفیت سستی زریادہ
 لیے ہوئے لب نگین واسکے
 زبان شک گل لی لی دہن میں
 ترخ نخل باغ نوجوانے
 لیے ہوئے نصیب ہوس کے
 بڑھی حسرت حصول عاکے
 سو جہا کیشن ق بی کچھ اور باہن
 عبارت چوڑ کر مطلب پر آئے
 گہرے نعل کا جو بن دکھایا
 مزاوینے لگی آہستہ قندیلو
 رہی کچھ دیر باہم گر جو شے
 ہوئی کچھ انتہا آغاز بستی
 ہوئی آخر جدائل کی باہم
 کہا کی صبح تک دل کا فسانہ
 وہ قصہ در و عشق جلیق کا
 وہ کسانا طیش با فوی جان کا
 وہ زنجیر جٹوں کی مہر ہے
 وہ اپنے بیکسے پر ناز کرنا
 کہا کی رات بہر با چشم چم

جوان ہی وستان اپنی وطن کے سبب ہر وقت رنج ملی سبب کا جہان میں خستہ و دلکش چھٹا تمام احسان جو رہا سمانے سمحر کو جب خمسارالودہ خواب کیا کچھ زحمت شب بے اشارہ وہ دونوں خواب گاہ مدعا ہی	حکایت گردش چرخ کسں کے بیان تکلیف ہای روز و شب کا بنا کر صورت درویش چھٹا بیان کرتا ریا یک یک و بائے اوٹھا بستر سی خورشید چھٹا ہوئی برخاستہ بزم ستارہ اوٹھی نیچی کئی آنکھیں جیا سے
---	--

وہاں جانا جوان کا سطر شکاکے اور جد او کشک و طین بدین و مر بے حال

تری صدقی تری قربان ساتی دل حسرت وہ پہر جوش پہ ہے وہی پہر صحبت دیوانگی ہے جنون انگینہ ہی پہر حال میرا خبردار غم عاشق یہاں سے کہ چنبدی وہ جوان کشتہ نا برا بروقت شغل کا مرا نے مگر دل میں وہی ہرزہ خیالے وہی دل غم وقت جگر میں فراموشی میں اک کشتہ یا د کرتا	خدا را پر وہی احسان ساتی تصدق شرم توبہ فروش پہ ہے وہی پہر نصرت فرزا نگلی ہے سز پنجید ہی پا مال میرا سخن آہ ہے یوں از نہاں سے رہا ہر دم عروس نوسی و مساز ادا کرتا رہا رسم جو اسے وہی سر میں ہوا ہی پایا لے وہی شوق رخ عصمت نظر میں تو لب بی صدا فریاد کرتا
---	--

پیشیاں جسرتِ زبان سے اہتا
یہی کتنا کہ میں کس سے جلد ہوں
غرض اکدن نہایت تنگ آیا
بڑھ ہی دیوانگے حد سے زیادہ
ہوا خاصہ جلوسِ شہر یاد سے
پہر جب دو پہر شکر وہ سارا
لکھوں تعریف کیا او کی قلم سے
تمازت ہی عیاں جوشِ تباہ ہے
نہ سایہ تھانہ برگِ خشک تر تھا
کفِ سائل کیصوتِ چشمِ آب
حرارتِ ہی و ہوانِ وٹہتا جگر میں
یہ عالم دیکھ کر وشتِ بلا کا
کمالِ تشنگی لایا غضبِ میں
گھٹے ہمتِ بخاؤ آرزو کے
وہ ساری اہلِ شکر ہو کی بیتاب
جوانِ مانند سنگِ میلِ تنہا
طلسمِ قدرتی پیشِ نظر تھا
قضا کا مثلِ دل قابو سے بیزار
وہ آہو یا ہوا می مدعا تھا

نجلِ وی غمِ پنهان سے متا
یہ کسا نارِ بر وارا و اہون
ہجومِ جوشِ سودا رنگ لایا
کیا گلشتِ صحرا کا ارادہ
چلے مانند بوسے گلِ سوارے
ملا اک وشتِ پر وشتِ قضا
بلا انگیز تر وشتِ عدم سے
ترپتی ریگِ مثلِ گیک ماہ ہے
برنگِ شلخ آہو ہر شجر تھا
ہوای گرم سے ہر مرغ بیتاب
پیش سے آبدہ پڑتا نظر میں
نظر میں بہر گیسو سامانِ قضا کا
ہو نہیں جانیں نہاں آغوشِ لبِ لب
ہر اک فی جستجوی آبِ بھوکے
لگے کرنے تلاشِ چشمِ آب
رہا کوڑے پہ محو سیرِ صحرا
تھماٹا جلوہ کا چیسے شہر تھا
ہوا اک آہو و ششے نمودار
برنگِ شوقِ دل میں پہرہا تھا

قریب قریب داری و لسی پیدا
 ستم نا آشنا قید گسان سے
 ہو ای صید دنی چہیزا جوان کو
 وہ آہو صورت اشک چکیدہ
 بشکل جسم سایہ دونوں باہم
 تصور تھا جوان آہو گسان تھا
 قریب شام وہ آہو ہی خستہ
 جوان حسرت زدہ مایوس ہو کر
 بہت کئی جستجو لیکن نظر سی
 پرے قسمت نگاہ یار ہو کر
 پریشان خستہ آوارہ جگر خون
 نہ وہ سامان نہ وہ جاہ و شہم تھا
 نہ وہ ظہر ہمای چتر شاہ ہے
 ہوا آغاز جب آغاز شب کا
 پس پردہ سی نقش طلسمی
 جوان ناچار گھوڑی سی اوڑھ کر
 کوئے نخل کہن تھا مثل طوبی
 طرب بخش چمن بار طرب تھا
 مظر صورت سر گلستان

سر و حشتم ریم کامل سے پیدا
 گریزان و حشتم آباد جہان سے
 کیا گرم اپنی خوش خوش عنان کو
 ہوا آرام سے دامن کشیدہ
 ہوئے صیب کبک حلقہ ریم
 فقط فراق خیالی دمیان تھا
 ہوا غائب بربک رنگ جس سے
 لگا کرنے تلاش اہل شکر
 نہ گذرا ایک ہی نوع بشر سے
 مقدر سو گیا بیچارہ ہو کر
 لگا پہرے میان حشتم مامون
 نہ وہ شکر نہ وہ طبل و علم تھا
 نہ وہ سرین خیال کجکلا ہے
 بشکل داغ دل مستاب چمکا
 لگا دینے فریب نور جسم
 ہوا منت کش آرام ستہ
 بغل پر و روہ فروں اعلیٰ
 ہر اک پتہ کف اہل کرتہ سا
 بہار بہشت جنت جسیہ قربان

اوس کی بھی وہ برکت نصیبت
 رفیقِ یکسی خورشیدِ سبک پا
 جوان بدینا ہوا بالائی بستر
 دل پر سوز و جانِ شعلہ پیوند
 کبھی گریبانِ غمِ اہلِ وطن میں
 کبھی شاکی دلِ نامہ زبان سے
 کبھی پیشِ نظریہ نیک تقدیر
 کبھی کہتا کہ یارب بساں کہاں میں
 کہاں لائی مری قسمت کہاں سے
 کبھی کہتا دلِ مضطر سے اپنے
 دیان ہر ایک پر روز و شبانہ
 احبابِ بخور و زینِ خواب ہونگے
 اسی صورت وہ پامال زمانہ
 کہ اس میں ماندگی سی ہوگی تیار
 ہوئی غفلت سی بیداری ہم خوش
 کیا روحِ جهان پیمانے اپنا
 نظر کرتا ہے کیا وہ باد یہ گرد
 سرِ بالینِ شکلِ سخت اگر
 کہاں پھر تا ہی آوارہ جہان میں

ہوا شرمندہ احسانِ راحت
 رہا جو گسیاہِ سبزِ صحرا
 یہ شکل آئینہ حیرت سی شد در
 گذر گاہِ خیبالِ چند در چند
 کبھی سوزانِ تپِ داغِ کھن میں
 کبھی لبتِ تنگ جو آسمان سے
 کبھی سیرِ طلسمِ غم سی و لکیر
 یہ کیوں پامال جو آسمان میں
 کہاں لیجائی گی وحشتِ یہاں سے
 ملون گا کس طرح لشکر سے اپنے
 گذرتی ہوگی کیا ہی آب و جانہ
 مری فرقت میں سب بیتاب ہو
 بیان کرتا رہا اپنا فسانہ
 کیا آنکھوں فی سیرِ بوسہ خواب
 بجالائی دلِ جانِ نصیبِ شیش
 تعلقِ عالمِ عسوی سی پیدا
 کہ عیسے و ختمِ حق اک جو نہ
 یہ کہتا ہی کہ ای برگشتہ اختر
 پڑا ہی مست کس خوابِ گیان میں

محبت میں سر آرام جان کیا
 نہ مجھ آبروی صداقت کو
 یہ سب سامان ترانگہ حیلہ
 اگر دل میں یہی جوش ہوں تھا
 محبت بازی طغیان نہیں ہے
 ادھر سوداۓ شاہی مغیرہ میں
 غم معشوق و شوق پادشاہ ہے
 دورنگی ہی گل بازی کو دیکھا
 دورنگی سی لب ساحل شیب
 اوٹھا پردہ دونی کا دریاں سے
 کیسے کہ لہجہ غم سے سدا را
 جو دیکھا ہر طرف گدزی نظری
 جوان فرشتہ میں ہی اٹھکی ششہ
 توکل پر وہ یکتاسی زمانہ
 رفاقت میں تناسلی وطن تھی
 نکوئی راز و ان جو کا ہش دل
 بیابان در بیابان کوہ در کوہ
 اسی صورت ہی دنگورات کرتا
 گئی دن جب رات وہ جاوہ پیا

ہوا ہی شکر و طبل و نشان کیا
 لگا یا داغ نام عساستہ کو
 خلاف غیبت اہل وفا ہے
 تو ناحق در سپہ سوز نفس تھا
 بہت مشکل ہی یہ آسان نہیں ہے
 او دہر داغ غم عصمت جگر میں
 تباہی ہی تباہی ہی تباہ ہے
 ادھر کا ہی نہ بچا رہ ادھر کا
 نہ سوج ریک ہی فی موجب آب
 گذر جا ہر حجاب این و آن سے
 اور آنکھیں کھل گئیں اسکی قصدا
 تمامی شب کی آغاز سحر سی
 در آیا پشت رخس خوش عنان پر
 ہوا اک سمت کو آخر روانہ
 عوض رہبر کی ہم راہزن تھی
 نکوئی ہمسفر چند طول منزل
 لگا پہرے بعد تکلیف و اندوہ
 تو اگر سے بسر اوقات کرتا
 ہوا بتت میں اگر جملہ فرما

وہاں گزری نظر سی چند انسان
 گراں دل پر سبک انداز و نکا
 جگر ہوتا شبک ہر سخن میں
 جوان کو دیکھ کر سمجھے وہ کافر
 وطن کی اور کوئی گلہ نہیں ہے
 تعلق سے قریب اگر جوان کے
 لگی کہنے کہ ای سرو سر فراز
 ہوا کس وجہ سی عازم بیان کا
 کہاں رہتا ہی گھر تو کہاں ہی
 کہاں گھر تو مرا ہے کہنہ وین
 نکالا جوشش و حشت نے بکھو
 کہوں کیا کیا بہت گداز مانہ
 تمنا ہے کہ اب جاؤں وطن کو
 ہوس کہتا ہوں لطیف دوستا
 کرو تجلیف رسم رہنمائے
 یہ سنگر جملہ وہ غول بیابان
 بڑھی آگے بشکل شوق منزل
 جب آئی سرحد ہندوستان
 زرو سیم و جواہر جنت در تھا

بصورت آدمی سیرت میں جویان
 عداوت سی زیادہ ساز و نکا
 زبان تیر تھی گویا دہن میں
 کہ یہ کوئے ہے نووار و ساغر
 یہ بلبل اس گلستا نکا نہیں ہے
 نکالے حوصلے لطف بیان کے
 ہوا کیونکر بیان تو سایہ انداز
 ارادہ و لہجہ کہتا ہی کہاں کا
 وطن کہتا ہی یا بنی خانان ہے
 مگر میں کم ہوں اپنی جستجو میں
 جگہ دی وادی غربت فی شکو
 لیے پرتا ہی محسوس کو آب و انہ
 سٹاؤن داغ یار ان کہن کو
 ملوں میں جاؤہ ہندوستان
 بحال او کچھ آداب و وفائے
 ہوئی آمادہ سامان احسان
 ہوئی ہمراہ مثل کاہش دل
 ہوئی آمادہ قتل نو جوان پر
 وہ سب نذر جفا سی راہبر تھا

نہ کہوڑا رہ گیا باغے تہ سب باب
 پریشان خستہ آوارہ جگر ریش
 نہ زاد رہ نہ ساز استقامت
 روارہ و کیف جوشن آرزو میں
 بلا خویش و عزیز واقربا سے
 دل بجان ہی ہوئی با باقیہ جان
 قضا را یک دن یاران با ہم
 طرب انگیز سامان ہر طرف تھا
 ہنسے تھے دل لگی تھی قہقہے تھے
 نشاط افسنا ہر انداز سخن تھا
 تھامی سوزش دل کا فسانہ
 جوان ہی التماس اجساد سی
 باخبر جوش تکلیف نہان ہی
 کہ وہ بالا بلا عصمت کہاں ہے
 کہاں ہنگامہ آرای وفا ہے
 کہ ہر مائل مزاج و لب کے ہے
 کہا اوسنے مسخر سے کہ ای پاد
 رئیس جس سے ہی کوئے دلاویز
 رہی کچھ دیر تک نوکر جوان کے

رہی عیان تھی یا جان بیتاب
 بڑا تنہا و مان ہی مثل درویش
 گدایانہ سدا قطع ساقبت
 ہوا وہ رونق آفتاب لکھنؤ میں
 ہوا ہم بزم یار و آشنا سے
 گلی ملکر نکالے خوب ارمان
 بزرگ غنچہ گل تھی فراہم
 بشکل غم تکلف ہر طرف تھا
 محبت خیر باتیں کر رہے تھے
 کنا عیش و نور انجمن تھا
 بیان کرتی تھی با ہم دوستانہ
 ٹکڑا آشنا تھا آشنا سے
 لگا یوں کہنے یا رہی زبان سے
 بہت کا فواد عصمت کہاں ہے
 کہا بیگیا جو لطف آشنا ہے
 کہ ہر مصروف حسن کا فری ہے
 کہوں کیا حال اوس کا میں دل لگا
 حسین و دلکش و خوش وضع و خوب
 نکالا کی ہوس جوش نہان کے

ہوا باہم کچھ ایسا ربط پیدا
 لگی برہمنے متناز و برو کے
 ہوا اس عشق کا آخر یہ انجام
 وہیں باتک گل رنگیناں دا ہے
 وہیں رہتی ہی مست بادۂ وہام
 وہیں ہی سرخوش کیف جواسے
 یہ سنکار وہ جوان سرسبز جوش
 جگر سی کہیں چکا آؤ نہ سان کو
 تہ وبالا ہوا سا مان مجھ نسل
 پیدا مادر سہ بالین پر آ کر
 ہوئی کم جو صلی ضبطِ فغان کے
 تھا ضایٰ تپ سوز نہان سی
 کہ تہی ہی کیا یہ تھست رنگ لائی
 یہ دن یہ سن یہ آغز جوانی
 یہ پرار مان ہنر کرنا جہان سے
 کہاں جائیں کرین ہم کس نہی یاد
 بہجوم شور با تم اس قند رہتا
 ہوا شورِ فغان آخر گلو گیسر
 لگی تجویز ہونے گور کن کے

کہ وہ دولون ہوئی آپس میں پیدا
 چڑھی سستی شراب آرزو کے
 کہ گہر میں پرگئی اوکی وہ کلفام
 وہیں نکست فروشن مدعا ہے
 وہیں کہتی ہی لطیف عیش کی کام
 وہیں ہی محو رسم کامرانے
 رہا مثل زبان شمع خاموش
 کیا برہم طلسم جسم و جان کو
 لگی سر پٹنے یار ان مجھ نسل
 گری مانند اشک تر زمین پر
 لیے نالون فی بوہی آسمان کے
 ہوئی مصر و مہیشیوں اس بیان کے
 تری آئی ہوئی ہسکو نہ آئی
 یہ خواب بے ناز مرگ ناگہانے
 یہ تیرے نشان ہونا نشان سے
 دریغ حیرت ای وای بیداو
 سویدای دل محشر و گھر تھا
 بنٹا ہر لب لب خاموش تصویر
 خلش پیدا ہوئی غسل و کفن کے

بہر صورت جتنا زہ نوجوان کا
ہر خم سلق و شور آہ و فدا یاد
کوئی حیات سی تصویر کھاتی ہے
گریبان چاک تھا کوئی الم
کوئی تھامے نگوں سخت بون سی
غرض وہ حلقہ اہل عزمین
سیر سید دل پر خاک ڈالے
عزیز و دشمن احمد پڑھ کر

نہایت شان شوکت سی نکالا
نظر آیا زمانہ ماتم آبا و
کوئی منت کش آہ و فغان ہے
کوئی تھا خاک بر سر قوط غم سے
پشیمان تھا کوئی اپنی فسوں سے
ہوا مد فون زمین کر بلا میں
کنار گور سے حسرت نکالے
ہوئی رخصت سو خاں مکر

وہاں نکلتا گھر ہی تر شاہ کا تلاش جوان ملین لکھنویں آج بیا جاتی ہے

خدا را ابھی ساٹی دلا سے
گریبان کیسے تکلیف دفا ہی
خبر دار صید کے بیان سے
کہ اوس شبت بلا میں فوج شاہی
تلاش نوجوان میں خستہ نشان
قرب شام سب مایوس ہو کر
بسر کی شب خیالات عجیب میں
ہر اک لی آکی نرو شاہ دگیر
جو کچھ گزری تھی کیفیت جوان یہ

مجھی بیہوش کر جام فنا سے
قضا کی بات میرے فیصلہ ہے
ہوا ظاہر یہ اسرار نہاں سے
سہی دن بہر گرفتار تباہی
بہری ایک روان کی طرح برباد
ہوئی ملی آب و آہ نقشیں ستر
چلی وقت محراب و تعب میں
کہا افسانہ نیرنگ تفسیر
بشکل مرد دل لائے زبان پر

تحسین خیز سندر فسانہ
 مزارِ پاک پر صدمہ ہوا وہ
 جگر مانند داماں نظارہ
 پریشان ہو گیا مجسمہٴ دل
 یہ مفسونِ بلا انگیز ناگاہ
 بشکلِ رازِ دلِ مینِ بھمک
 بحسرتِ جانبِ دخترِ نظر کے
 لگی کہنی کہ ہی ہی یہ جو آنے
 بس کس طرح سے ہو گے خدایا
 یہ عالم دیکھ کر ہر محرمِ راز
 سببِ پوچھا ہجومِ درد و غم کا
 کہا کیا جملہ سوچا آسمان کو
 کہا کیونکر کس جھوٹ و لکیر
 اراکینِ ریاست ہمعنان تھے
 کسی میدانِ دشت پر بلا مین
 کمالِ تشنگی سی ہو کی بیتاب
 اکیلا رہ گیا آخر دمان پر
 نظر آسا نظرِ پھر وہ نہ آیا
 رفیقوں کی بہت کچھ جستجو کے

ہوا ششدر شمعِ شاہِ زمانہ
 دلِ عاشق کی صورت کہو گیا وہ
 ہوا دستِ الم سے پارہ پارہ
 ہوئی کشتِ تنابرقِ حاصل
 ہوا اند کورِ نرود با تو شاہ
 ہوئی بیتاب مثلِ شکِ مضطر
 شبابِ آرزو پر چشمِ ترم کے
 یہ تکلیفِ جنسائی آسمان کے
 مستِ درنی یہ کیا سامان کہا یا
 ہوئی آئینہ سان حیرتِ مہیا
 کہانیِ رنگِ تکلیفِ ستم کا
 کہا صحرائیں کہو یا نوجوان
 گیا سوی بیابانِ بے پنجر
 ترقیخواہ پا بوسنِ جِ ان تھے
 پہری گھر شہتہ جوشِ مدعا مین
 لگے کرنے تلاشِ چشمِ آب
 نہیں معلوم کیا گزری جی ان
 کسے نے پہر نشانِ وسکانیا یا
 گر نکلے نہ حسرتِ آرزو کے

یہ وحشت خیر مضمون سہا تہ لائی
 اسی غم سی جگر داغ بلا ہے
 یہی ہی جلوہ بخش بقیرارے
 قلق کو دل فی سہنی سی لگایا
 کیا پیویدہ سینہ آسمان سے
 ہوا شور قیامت آشکارا
 سرشک آنکھوں میں نکلے آبدیدہ
 رہی خونناہ توش خبیطہ پنهان
 رہی پابند شرم این آن کی
 حیا مانع رہے ترک ادب کے
 جگر سے تا دہن لبریز فریاد
 اوٹھی ناچار مان کی رو رو سے
 غم و دوزخ لئے جنت میں آئے
 لگے رونی پیشدہای نہان سے
 چہے اشک جگر گون یہ دارم
 رکھی باقی نہ دہجی سپہ ہرج
 بڑا ہر پارہ چاک کربان
 صداوی لب فی شور مر جا کے
 لگی کہنی سیر ذوق ستم میں

وہاں ہی پہری جوا حباب آئی
 اسی ہی دل مصیبت آشنا ہے
 یہی ہی باعث فریاد و زاری
 یہ سنکر ہر کسے کاجی بہر آیا
 بڑھایا سلسلہ آہ و فغان سے
 غمو شے کیا لب سی کنار
 چلے فریاد غم دل سی کشیدہ
 خصوصاً وہ عروس کو ہر مان
 ندی رخصت خموشی فی فغان کی
 سہا کی کشمکش رنج و تعب کے
 مگر دل میں تھی مثل فی غم آبا و
 پیشمان ہو کی جوشن آرزو سے
 یسی سوز جگر خلوت میں آئے
 پست کر خواہ گاہ نوجوان سے
 بنا سوز و رن ہی سینہ گلخن
 ہوئی مشتاق و فرت میں کفن کے
 سپہ تعظیم استقبال امان
 فغان فی رسم بتیابی ادا کے
 قلق میں رو میں رنج و الم میں

کہ اسی سر و چین نہ راست
 کہان ہی مجھ نظارہ جنون میں
 کہان ولدادہ پتھر ہے تو
 کہان وحشت شریکِ بیکسی ہے
 کہان تکلیف ہے راحت کہان ہے
 اسی صورت سی جندنی ہر پیرا
 برابر صحبت آہ و فغان میں
 گردل کی لگی بھٹنے نیا لے
 رہی قسمت ترقیخواہ غم کے
 تھکی سب چارہ گر چارہ گری اسی
 پآخر وہ بت سہ ماہیہ نادر
 کہ اسی پروانہ شمع جگر سوز
 بجھی اب کیا ہی پائیزنگ ناموس
 اوٹھادی پردہ شرم و حیا کو
 غبارِ ستارے قیدِ مکان سے
 جہان ہو چل رہی تو آرزو میں
 اسی عالم میں اکدن نصیب ہو
 کہ یہ موقع ہی ترکِ استراحت
 نگر غفلت کہ غفلت کا نہیں وقت

کہان ہی مائلِ گلشتِ صحرا
 کہان پہر تا ہی آوارہ جنون میں
 کہان صیادِ آہو گیر ہے تو
 کہان قسمتِ نریبِ عی ہے
 کہان تو تختہ مشقِ آسمان ہے
 رہی شرمندہ احسانِ نریب
 بسر کے انتظارِ نوجوان میں
 کہیں سے کچھ خبر و سکی نہ آئے
 خلشِ بڑھتی گئی خارِ الم کے
 کنارہ کش ہوئی حالِ پری اسی
 ہوئی یون ل سی اپنی مشقوت ساز
 گدا آموزد وایغِ سرسبز سوز
 کہان تک حسیا طنازِ افسوس
 بٹھاینے میں نقشِ مدعا کو
 بزنکِ جوشِ خاطرِ ل جوان سے
 بسر کر عمر وایغِ جستجو میں
 کیا آگہ دلِ نصیبِ طلب کو
 یہی ہی وقتِ عمرِ خسِ حاکا
 نکل جائی نہ قابو سی کہیں وقت

یہ کہکر جوش تکلیف جگر میں
لباس نو عروسی کو کیا چاک
رکھی سر پہ کلاہ رشک خورشید
قبای لالہ کون سیب بدن کے
غرض اس طرح وہ دھت یگانہ
پسین پوار کوئے راز دان تھا
قریب اسکی پہونچکے محابا
کہا رخصت کہا اندنگہاں
کہا وہ کیا کہا ہمراز تو ہے
رہے منظر پردہ ہمارا
یہاں ہی ایش تلتے تو ہوا ہوا
یہ کہکر وہ بہت پرور وہ ناز
اوٹھائی باگ اسپنجوش عنان کے
خیال کاوش تقدیر سر میں
کبھی پیدا کبھی پنہان نظری
کئی دن مثل خورشید جہاں گرد
بہت کی جستجو لیکن کسی جا
بججوری تلاش نوجوان میں
کئی دن بعد عشق فتنہ پرواز

ہوئی مصروف سامان سفر میں
حجاب جسم کی مردانہ پوشاک
تصدق جسیہ ہو قبائل حمید
گلانی ہو گئی رنگت حسن کے
قدم نہ سا ہوئی بیرون خانہ
عنان کبیر ہمند خوش عنان تھا
ہوئی بالائی زین یہ جلوہ فرما
کہا کچھ اور ہے امید حسان
دم ختم یہ بختے آرزو ہے
نہو یہ راز پنہان آشکارا
خدا جانی سحر کی وقت کیا ہو
ہوئی آمادہ مشق تگ و تاز
ہوس کی کوشش قطع جہاں کے
غم غماز کا کسٹکا جگر میں
سدا پارتق تکلیف سفر سے
پہری وہ خمہ و آلودہ گرد
نشان نقش تمنّا کا نپایا
قدم فرسا ہوئی ہندوستان میں
ہوا آسانے مشکل سے مساز

ہجومِ شوقِ جوشِ آرزو دین
 باجرت اک مکانِ لیکِ شبِ روز
 کمالِ خلقِ سی سبکو بُہا یا
 تمامی دوستِ وقتِ خلوتِ علش
 قضا را ایک دن یارانِ باہم
 بہم ہنگامہ آرا می بیان تہ
 کوئی اون سب میں بایر مردان تہا
 دمِ اظہارِ افسونِ زمانہ
 وہی مضمونِ عشقِ سرسبز جوش
 کیا وقتِ حشرِ اوسنی بنا کام
 یہ سنکر لی رہی ولین مکر دل
 برنگِ بادِ ہیسنا می خاموش
 ہوئی یاسِ جوانِ یارِ جانے
 ہوئی برخاستہ جس وقتِ صحبت
 رفاقت میں اجلِ کولی کی دلیر
 پیٹ کر تربتِ شوریدہ سر سے
 سر بالینِ بیدِ تکلیفِ جانکاه
 کلاہِ خسروی سپینکے زمین پر
 لبِ نازکِ کووی زحمتِ فغان کے

لی آیا اوسکو شہرِ لکھنؤ میں
 لگی رہنی وہ خورشیدِ دلِ فروز
 ہر اک سی رابطہ اوسنی پڑیا
 لگی رہنی شہرِ یکِ صحبتِ علش
 بشکلِ ہوشِ دانائی فرہم
 سخنِ پروازِ نیرنگِ جہان تہ
 سراپاِ فتنہِ حالِ جوانِ تہا
 کہا اوسنے وہی غمگین فسانہ
 بسا یا گوہرِ آویزہ گوش
 سرِ آغازِ کوپا بوسِ نجسام
 بنا محشرِ فروشِ قصِ بسمل
 سکوتِ لبِ سی تو امِ شعلہ جوش
 مبارکبادِ مگر ناگہانے
 اوٹھی و شعلہ زارِ داغِ حسرت
 ہوئی ضحکہ مزارِ نو جوان پر
 کیا گلپوشِ ہر دلِ جگر سے
 کیا روشنِ چہرہ غِ شعلہ آہ
 اوڑائی خاکِ زلفِ عنبرین پر
 او کی رسمِ تکلیفِ بیان کے

کہ ای بیونہ چاک دامن خاک
 ہو ای صیب دین آیا کہان تو
 نہ است کیا ہوئی اہل وطن سے
 نہ یاد آئی کہی ہوئی سی گھر کے
 تری غم میں ہوا ہر ہم زمانہ
 نہ وہ رنگین بہارِ غم میں ہے
 جہاں تھے کامرانے رونق افروز
 یہ پونچا حال جوشِ آرزو میں
 جہاں میں صورتِ خوشید بہت تاب
 مگر تجھ کہ نہ ای غمناک پایا
 تمنایِ ولی دل سے نہ نکلے
 زبانِ شمع تھی گویا جہاں میں
 غرض یوں ہی مزارِ نو جوان سے
 ہجومِ غم سمی آخر تنگ آکر
 لیا احسانِ تکلیفِ کفن کا
 احباب کے یہ افسونِ تقدیر
 قناعت کی نہ بازاری خبر پر
 وہاں اگر جو دیکھا چشمِ تر سے
 لداک و خست پر پرورشِ تصویر

غبارِ کاروانِ جانِ غمناک
 بنا کس جانشان بی نشان تو
 چہ پائی شکل کیون چاک کفن سے
 نہ میری ناشکیبہ پر نظر کے
 دگر کون ہو گیا سب کارخانہ
 نہ وہ صحنِ زمین رشکِ چین ہے
 وہاں حسرتِ برستی ہی شبنمِ وز
 کہ نکلے آپ تیری جستجو میں
 پہری دنرات تنہا بخورِ خواب
 جو پایا بھی تو زیرِ خاک پایا
 یہ لیلے گردِ محمل سے نہ نکلے
 جلا کے حسرتِ لطفِ بیان میں
 بیان کرتی رہی نوحہ زبان سے
 ہوئی راہی عدم کو روحِ مضطر
 مٹا یا سٹ کی جھک ابرو و تن کا
 ہوئی خود گم بزرگِ نقشِ تصویر
 چلی سب سے بہت شوریدہ سر پر
 تو گزرا اور ہی سامانِ نظر سے
 مزارِ نو جوان سی ہی بغل گیر

تقاضای تمنا جوش پر ہے
 لیے ہی پہلو مدفن بغل میں
 ہوا ثابت کہ یہ سیارہ شہر
 تعلق اسکو تھا حسن جوان سے
 یہاں آکر اسے جو مرہ پایا
 ہر اک نئی عالم آہ و فغان میں

فدا محشر لب خاموش پر ہے
 زبان ہی شکر احسان اصل میں
 کسی خورشید طلعت کی ہی خستہ
 اسی کی عشق میں بجلی مکان سے
 ہجوم جوش غم یہ رنگ لایا
 کیا دفن اسکو پہلوی جوان میں

دستان اثر کرنا عشق جوان کمال عصمت میں لپٹ کر جو اہان بخت

شتابی لامی گلنار ساقے
 بلا اک جام خسران بخت میں
 کہاں پر صحبت لفظ و معانی
 زبان بی زبان ناز پر ہے
 شرر ریز بیان نوک زبان ہے
 کہ جب اس عشق کا فراجا کے
 برنگ اشک نامقبول مرگان
 یتیمی نے لیے بوسہ الم کے
 مزا جاتا رہا آہ و فغان کا
 برنگ جان شیریں موج فرما د
 نشان سجدہ زائد کی صورت

دم خصت نگر نگار ساقے
 لگا دی قفل خاموشی ہن میں
 تمامی پر ہے دور خوش بیانی
 سکوت مدعا آغاز پر ہے
 گل افشان یون چراغ دہستان ہے
 برائے آرزو مشوق جفا کے
 کیا دونوں کو زیر خاک پہنان
 ہوئی کم حوصلے ناز ستم کے
 جگر پاسے ہوا افکات وان کا
 لگے پہر فی مصیبت خانہ برماو
 ہوا سنے آبرو داغ کدورت

مگر کچھ جذبہ دل کہات میں تھا
 نہ کی تکلیف محرومی گوارا
 دل عصمت میں مثل شور و محشر
 برنگ رشتہ تسبیح کیب
 جگر کو جوش غم کی گد گدایا
 مزادینے لگی کاوش جگر میں
 بھوم ضبطانی رخصت طلب کے
 خلل واقع ہوا عیش و طرب میں
 بڑھی کا ہوش بآنج اب ہل
 کچھ ایسا جوش خاطر رنگ لایا
 نہ خود واقف نہ واقف محرم از
 جگر میں صدمہ جاں گاہ رہتا
 ستم کے ہر گہڑی ایجاد ہوتی
 خموشی میں اثر شور و جنون کا
 ہوئی وہ فوج فتنہ تنگ آگہ
 مگر حیرت کہ یارب از کیا ہی
 یہ کیا افسردگی ہی سر بسر جوش
 یکسو لاک ہی میری جگر سے
 یہ سنی سحر یا افسون کیا ہی

اثر کا منتظر رہات میں تھا
 ہوا درپردہ آخر آشکارا
 در آیا شوق ہم آغوش ہو کر
 ہوا سو چار گ جان سی ہو دا
 زبان تک نالہ شکوہ بنی آیا
 لگی گھر کے حسرت چہم ترین
 بن آئی نالہ فرصت طلب کی
 تبسم چپ رہا آغوش لب میں
 ہوئی آرام جان بیتابی دل
 کہ ہر دم کو دم شمشیر پایا
 بنی اپنی شکست دل کی آواز
 سفہ میں کاروان آہ رہتا
 طبیعت مائل فدا دیر ہمتے
 فغان میں تک نیرنگ فسون کا
 برنگ بوی گل جامی سی باہر
 یہ کیسا سوز ہی یہ ساز کیا ہی
 یہ کیسے بھو دی ہی غیرت ہوش
 یہ تیرے خط آیا کہ ہر سے
 یہ سنی دل کو میری خون کیا ہی

الم کیوں ہمدم آغوشِ دل ہے
 نہ قندیلِ حرم نے شعلہ کویر
 یہ کس نے آرزو کی آرزو ہے
 ہوا کیا وہ شہر و رنوجوانی
 فلک آما وہ پر خاشکِ سخن ہے
 بہر صورت بُت بیگانہ ہوش
 تسلی کی عوض ہنرم شبِ روز
 کسی صورتِ دل مضطر نہ ٹھہرا
 خور و خواب و نشاط و کامرانی
 نہ یہ سب کی نہ خود بینی رہی ہ
 رہا ہمدم نہ آئینہ نہ شانہ
 نہ وہ شوخی رہی طرزِ بیابین
 طبیعت ہٹ گئی ناز و اداسے
 قضا را دن جو نوچند کل آیا
 پی کسب شد و فانی ہو آئین
 مقابر پر رہی کچھ دمِ جبین سا
 کہ شاید کچھ دل مضطر بسل جا
 ہر اک جاوہِ مشالِ ہمیشاے
 ولیکن کاوشِ قسمت سی ہلا

شکایت کیوں بانِ مٹی ہے
 جلاتی ہی مجھی کیوں حسرتِ غیر
 یہ کس خود کم کی دل کو جستجو ہے
 ہوا کیا وہ فسادِ غزندگان
 مقدر کو سہرا پوش کیوں ہے
 بیان کرتی رہی افسانہ جوش
 ترقی پر رہا سوزِ جگر سوز
 شہرِ آسا کہے دم بہر نہ ٹھہرا
 ہوئی سب بندِ رجوشِ نوجوان
 نہ آرائشِ رنگین رہی ہ
 نہ مست نازِ چشمِ جاوہانہ
 نہ یہ سب کی رہی باقی باہین
 ہوئی مائوسسِ سولا و اسے
 تنہا یِ دلی فی جوشِ کسایا
 ہوئی وہ رونقِ افزا کر بلاہین
 ہوئی پیرِ مالِ سیر و تماشا
 کہیں پہنی سی خارِ غمِ کلِ ضلعاے
 پہری مانندِ قصہِ پیرِ حیا
 دل پروردہ وحشت نہ ہلا

وہی آشوبِ جوشنِ قیاسی
 ہوا جب ایک شرواہنِ شام
 بچھا کر چاندنی فرشِ زمین پر
 قصار تھی وہ تربتِ نوجوان کے
 ملا موقع جو باہم متصل کا
 لگی گہرا کے کئے ہمنان سے
 کشان ہی جذبِ ل سوئی محبت
 وفا شتاقِ تکلیف و فاسد
 سرِ شکران ہی تررونی سی پہلی
 بہر آتا ہی جی خالی جگر ہے
 یہ سنکر وہ جلیسِ شکِ لیلی
 کہ اسی شاکِ دلِ لبریزِ خون کی
 کہانِ قیسمِ کہنہ اور کہانِ تو
 یہ اندازِ جنونِ اچھا نکالا
 یہ سنکر چپ رہی پر وقتِ پاک
 کہ یہ تربت ہی تیری خستہ جان کے
 جلا یا آتشِ حسرتِ فی تیرے
 مدد کی کچھ بہارِ فوجو اسے
 ہوا دیوانہ جوشِ آرزو میں

رہا آرامِ جان و لفکار سے
 کیا اک قیاسِ پہلو میں آرام
 ہوئی مشکلِ نہ نوجلوہ کسر
 اوسے مشیتِ غبارِ ناتوان کے
 بہرِ ک اوٹھا شرارہ و غلِ دل کا
 یہ قبرا بادہ ہی کس خستہ جان سے
 مجھے آتے ہی کچھ بویِ محبت
 ہو ای وصلِ پیغامِ قضا ہے
 جگر بانی ہی خونِ ہونی سی پہلی
 تر قیخواہِ طوفانِ اثر ہے
 ہوئی یون چہرہ آرایِ تسلی
 تجھی اب تک ہی کیفیتِ جنون کی
 خدا را ہوشِ مینِ آبِ گمان تو
 ترا عالم ہے عالمِ سہی نرالا
 کہا اک اور فی سب حال کے
 شہیدِ تیغِ نازِ امتحان کے
 ملا یا خاکِ بیخِ غفلتِ فی تیری
 پہلی پھولی نہ شاخِ زندگانے
 پہر ابرسونِ ہوا جیِ سچو میں

پیشیان ہو کی آخر مدعا سے
 کشمش کو بعد مردن جسم آیا
 ورنہ کیوں نبسہ ہمارا دیتا
 یہ منکر وہ بت برگشتہ تقدیر
 نہ لائی تاب پھر غیظ نہان کے
 لپٹ کر پہلو گور جو ان سے
 عدم کو جلوہ گاہ راز سمجھے
 حجاب مدعا تھی صحبت گل
 انیس و ہمدوم ہمارا مطلب
 اقارب کی عین سنگین فسانہ
 لیلی ہمراہ سامان قیامت
 ہجوم حسرت و آہ و فغان میں
 فسوں عشق کافر با جسہ اسی
 محبت طرفہ برق جلوہ گر ہے
 نیاز مدعی ہی ناز اسکا
 نظر کو جلوہ گاہ ساز پایا
 بیان اسکا نہیں ممکن بیان سے
 خموشی اتماس التجا ہے
 نہیں ہی یہ مستان نکتہ دانے

پیر ارمان اوٹھ گیا وارِ فنا سے
 کہ تھک دلا کی پہلو میں بٹھایا
 بٹھی کا ہی کونہ صحت ناز دیتا
 رہی کچھ دیر خود گمشکل تصویر
 خموشی بن گئی صوت فغان کے
 کنارہ کش ہوئی روحِ روان سے
 تنِ خاکی کو بھی غماز سمجھے
 گئی تنہا بربک نہت گل
 عجب سی رہ گئی منہ دیکھ کر سب
 تھبت سی رہی تصویرِ رخاں
 ہوئی سب حلقہ زن بالائی
 کیا پیوند آغوشِ جان میں
 گئی ناکام سب وارِ فنا سے
 جسم سوز جسکا ہر شر ہے
 قضا انجام ہی آغاز اسکا
 جسکو پایا سالِ ناز پایا
 زبان مجبور ہی اسکی بیان سے
 حد مطلب سکوت مدعا ہے
 یہاں بہتر ہے عذرِ بیزبانی

ویا انجام طواری و فاکو کیا خصلت ہجوم مدعا کو

خاتم کتاب

محمد اسد کہ نظم گرامے
مبارکباد و خصلت دی قلم کو
رکھا الماس فکر جان کسل کا
ہوئی کم گو ہر افشائے زبان کے
ہوار و پویش حسن خوش کلامے
دعا مجھ کو دل بیتابے دی
خصوصاً اہل تیار نکتہ دانے
تخلص شہن و شرف علی نام
سنایہ قصہ حب میری زبان سے
کمی تاریخ سال اسکی بصد سوز
یہی حسرت ہی مجھ کو بھی جہان بین
پسند خاطر اہل سخن ہو
جگر سوز می نہ دے شعلہ زاد
ورق ہو طلع صبح معانے
نزدیکین غنہ نش پامی قسم کو
قدیمی رسم ہی ہستی میں اکثر

ہوئی گلگونہ حسن تہا سے
سنایا مشرکہ ہستی رستم کو
ہوا سو قوت آنناخت دل کا
تراوش ہو چکے ابر بیان کے
حدیث عشق فی پائی تہا سے
صدایِ حرب احباب نے دی
جواب طالبِ قدسی ثانی
سراپا محسن الطاف اکرام
نہایت خوش ہوئی طرز بیان سے
شعلہ فکر عالی مجلیں و
کہ ہوتے بول بزم دوستان میں^{۴۹}
سویدایِ دل ارباب فن ہو
کبابِ دل مرا سبکو مزاد
رستم ہو زلفِ شام نکتہ دانے
ندین آنکھوں میں جا دو قسم کو
نہیں کہ اتفاق دم کیف برابر

شرابِ تنہا دشوخیِ اثر سے
 خراباقتی ہوں زندانِ بیان ہے
 نہیں مطلبِ مجہا ظہارِ فن سے
 کہاں نہ صحتِ جفا آسمان سے
 کروں غواہیِ حق سے معاملے
 فقط میثاقِ شعریہ سخن کا
 اول ہی بس کہ ہوں یواہرِ عشق
 یہی ہمہ دم فقط رہتا ہی میرا
 تنہا ہی رہوں جلیکِ جہان میں
 حسینوں پر دامِ تار ہوں میں
 قیصر جو حضورِ سامعین ہے
 سنا جو غضبِ ادقِ بیان سے
 غلط ہی پاسِ اسرارِ تبر ہے
 معاف امی نکتہ چیں میں بخٹا ہوں
 نہ تھی کوئی غرض کی بیان سے
 طبیعتِ فی دکھائی گر مشق
 کہلائی غنچہ بستانِ بیان کے
 ہر آرائی چمنِ نزارِ سخن میں
 سخن کو تاہم اسی تسلیمِ جوش

ٹپک پر پڑے ہی جامِ پیچر سے
 زبانِ موج می میری زبان ہے
 بری ہوں دعویٰ شعریہ سخن سے
 کہ ہوں ہمارا طبعِ نکتہ دان سے
 دکھاؤں جلوہ گوہرِ فشا
 سبب ہی ذکرِ عشقِ جلیہ فن کا
 مجھے مرغوب ہی افسانہ عشق
 اسی ہی غمِ غلط رہتا ہی میرا
 برکھوں میں عشق کو آغوشِ جان میں
 فدا دلِ عشق میں کرتا رہوں
 مرا اس میں تصرفِ کچھ نہیں ہے
 کیا موزوں زبانِ نکتہ دان سے
 خدا جانے کسی اسکی خبر ہے
 کہ پابندِ خدایا میں سنا ہوں
 میں تجھ سے مجبورِ حکمِ ہر زبان سے
 سخن بن سکے ٹپکی کثرتِ وق
 دکھائی رنگِ گلابِ زبان کے
 چمکاوٹھی عنادلِ خن میں
 بہت کچھ کہ چکا خاموشی

ندی اب طول آهنگ فغان کو سکها انداز خاموشی زبان کو

مناجات بربان فارسی

<p> هوا و حشر جان باشد چو شمع غم بود پرورده عالم تن من بیک لقمه دو عالم میفروشم تمهیدستی شده خط کفست چو عسر مرض شقان و قبولم که این نابود ران بر موه بود بخود نصاف کن از من بچند جبین کردم نه وقف سجده گاه همه گفتن گفتار من شد فرستد تحفه لاجول صد بار بیک پیمانه صد پیمانم نه اندیشه زد و شعله پرور گهی بانالهای گرم چو شمع گهی مست خمار نشسته خواب گهی مخوهر ام ناز ساقی گهی خاک گذرگاه حسینان </p>	<p> اکهی من بک دنیا و دهم بهر میشود خشم گردن من بیوی استخوان خشک چو شمع سینه بختی بمن عهد و فالست سرایا اندرین عالم فصولم نمیدانم که این مصاحت بود اگر بهر عبادت آن فریدی گشتم فتنه شریعت هیچگاه همه ناکردنی کردار من شد بمن و ساعتی بلیس مکار نه من آنم که گشته عهد بستم نه یاد آندز هول روز محشر گهی مثل زبان بت خاموشم گهی سه خوش بچویش باده ناب گهی دله اوّه انداز سلقه گهی پامال جور ناز نینان </p>
---	---

<p>پیشانیم برنگ برنگ کا ہے بسویت مائل پرواز گردان کشش خضہ سیراہ مدعا کن نیاساید می پای و دیدن و حسن این حسینان مجازی نگردم گرد و گوے خوب رویان بسوز و سوز عشقت مشقت خام وران وادی که محبت نام دارد مکن رسوا بفعل ناصوابم زنیک و بد مکن این من سوا لے زافغانے که گردم شرمسارم برضوان از گرم ارشاد تو برآید از دل هر محشر آباد</p>	<p>ز رحمت کبریا بیا نہ نگاہ ہے برنگ شعله بالاتا گردان چو آہ بیکسان مارا ساکن رد از سایہ من آبیدن عطا کن دیدہ ام را بی نیازی نیاز آرم نہ بانا ز نگو بیان برنگ شمع ساز و شعله پاکم کہ ہم اندوہ و ہم آرام دارد بیفکن از نقطہ فر و حسابم من بدل ندانم قیل و قاف محال گفتگو کو تاه دارم کہ این سبب بر و جنت ما کہ تسلیم سنیہ شد از ادا</p>
--	---

شجرہ طیبہ خاندان خواجہ موود صاحب دستارہ

<p>آئی بان شاہ عالمقام آئی بان نور چشم رسول آئی بان شیر یزدان علی آئی بان تشنہ جان ضیا</p>	<p>جناب محمد علیہ السلام در رُوح عفت ملقب بقول امام و در شجرہ علم حسین بن ستم دیدہ کربلا</p>
---	---

الهی بآن عابد نالوان
 الهی بآن باتر نیکفال
 الهی بآن قبله رستان
 الهی بآن شمع بزم یقین
 الهی بآن مخلص هدیه
 الهی بآن سرور مستقیم
 الهی بآن زریب صدر قبول
 الهی بآن خواجه دین پناه
 الهی بآن سید نور عین
 الهی بآن نام نامه که بود
 الهی بآن خواجه بی عدیل
 الهی بآن سرور نیک فایات
 الهی بآن خواجه بحر بر
 الهی بآن سید پاک زاد
 الهی بآن خواجه صفیا
 الهی بآن خواجه پاکباز
 الهی بآن خواجه نیک نام
 الهی بآن مصلح برج یقین
 الهی بآن خواجه حق پزوده

اسیر کین جفا پیشگان
 همایون نژاد مبارک خصال
 امام جهان جعفر خوش بیان
 ضیا بخش دل کاظم شاه دین
 گل کاشن صدق موسی خضاء
 جهان امامت محمد تقی
 علی نقی فخر آل رسول
 علی کبیر آسمان پایگاه
 شه کشور خواجه حسین
 به خواجه محمد زبان اکشود
 که به نام اویست الا خلیل
 مسیحی سمیع ارشاد عالمی صفات
 شه ناصر دین والا کبر
 شه خواجه مودود قدسی نهاد
 ابی اسد تارک باسوا
 شه رکن دین عارف حویراز
 حقیقت شناس ولایت نظام
 فلک ستان خواجه قطب دین
 ابی اسد ثانی باشکوه

الهی بآن خواجه مجروح
 الهی بآن خواجه کور قلم
 الهی بآن خواجه نامور
 الهی بآن شاه خواجه علی
 الهی بآن کاسل و مستقی
 الهی بآن خواجه انس و جان
 الهی بآن زبده کاسه
 الهی بآن سید اولیا
 الهی بآن خواجه رازدان
 الهی بآن خواجه مست هو
 الهی بآن خواجه باصف
 الهی بآن خواجه باکرم
 الهی بآن خواجه شیخ و شاب
 الهی بآن افسر اولیا
 الهی بآن خواجه محمد و بر
 الهی بآن پیشوا و زین
 بر احوال تیلخسته جگر
 ز رحمت نظر کن بر احوال من
 زمانه دم چاره سازی بر بود

ابو یوسف ثانی باکیال
 کند پیش ز اید محمد تقی
 که مود و وثانی بود شتر
 خبیه دایره خفی و جلی
 فلک مرتبه حضرت خواجه جلی
 ابو الا علی انتخاب همان
 جهان شرف خواجه عبدالعلی
 شه خواجه بهکیم حقیقت نما
 ابو جعفر قبله عارفان
 که جان محمد بود نام او
 غریب شهنشاه ملک یقین
 عنایت کن با ائم ذوات صم
 محمد بهکیماری فرشته جناب
 سعید ازل خواجه الرضا
 محمد که مشاش نیا مددگر
 شه عالم قدس صفد حسن
 نگاہ ز چشم تر حشم اثر
 که شد برق خرمین نه سال من
 زمین این شبه و مایه بازی بود

جوانی شد و وقت پیری رسید
 بسر شد بلمو و لعب و زگا
 زبون کرد این نفس مکرش مرا
 ز تو دور نزد یک بیگانه ام
 جهنم که میرقصد از نام من
 رسید ملت خواری بدان پایگی
 ز رحمت که مبد گاه منست
 خطاب خطار و زنده کن
 ز نفس من طعنه نفس
 نداند که جنت بگردار نیست
 چنان کن که این دشمن به گال
 پشیمان شود از خیالاتش
 گناه هم ز حد که چه بیرون گشت
 ولیکن بدانم که این فضل می
 کردم از تو گر هست از من پاس
 چرا یکس از وقت فرصت هم
 دلیست با این همه جا به تو
 و لطف تو ای کار ساز جهان
 یکی آنکه هنگام جان بخش

دم حسرت و ناگزیری رسید
 نگر ویم کار که آید بکار
 سراپا چو حسن خت آتش مرا
 ز دیوانگی مست ویرانه ام
 پشیمان کن از حسن انجام من
 که سایه گیریز و ز همسایگی
 همه وقت وقف نگاه منست
 دران داور یگانه رسوا کن
 چه کردی که داری بهشت پس
 بخند رحمت و لطف عفو است
 ز عفو نور روزی خورد گوشمال
 نیارد و گرایین بهتالات پیش
 ز اندازه فکر اند و گذشت
 به پیش نیستی ز و برابر جوی
 ز و زنج چسب و دل هم پس
 بتاراج امید و خصمت و هم
 تهید دست رفتن در گاه تو
 بدل چند مید و ارم نهان
 شود مشکل نزع آسان بمن

<p> بخوشت ایمن سلامت بآئین اسلام گویم جواب چندان کن که بر گل نسیم بهار بدستم دایم مصطفی نسازی سبک وز این اعمال ما که از پل کسبم برق آساکذر که باشد صف نبیای جای من طفیل محمد علیه اسلام کن از پرده دیده من نقاب چه سازم بیان التماس آل بقول نظامی بسین سخن تو دانه حساب کم پیش </p>	<p> و آنکه چون دین جهان بگذرم شوم آنکه در وقت خطاب چارم به چشم عذاب فشا بود پیشین آنکه روبرو جزا ششم در ترازو حسم و عطا بود هفتمین آرزو و جگر هجدهم بهشت تمنای من نهم و یفسد و در علی مقام دهم بهر آن حسن عالم خلیف جزمین و جناب توانی و جلال ز طومار عرض تمنای من سپردم بتو مایه خویش را </p>
<p> فلک آستان ملک پاسبان چو خاقان و قیصر گیتی سمر بمان تا قیامت چو خورشید ماه ز دل میکشد ناله غم اثر با فسانه من دمی گوشه دار </p>	<p> بعضی من شاه عالم مکان هنرمند و هم قدر و آن بشان و بشوکت بعد از بجاء جگر خسته تپیده شوریده سر بلطف و کرم ساعی که پشدار </p>

که از دست گردون بجان آدم
 چگویم چه از سخت بردل گذشت
 بهمدی که دولت رهین تو بود
 ملک خطبه ات ابد عرشان
 بهمراه مهدی علیخان قبول
 بهم از خوشنویسی هم از شاعری
 نفس امشل نکست بر آرومی
 حیاتم بعیش طرب می گذشت
 که ناگاه این چرخ نامهربان
 حسد برد بر عیش و آرام من
 نصدا طمع کرد بر ملک مال
 نه آن باوه ماند و نه آن جام ماند
 چه ارباب جوهر چه ارباب جاه
 بسی جاوه پیمای غربت شدند
 من از تیره بختی چو دو و فغان
 چو نقش قدم خاک بر سر دام
 فلک را باین ضعیف تاب توان
 کنون بر سرم آن جفا میرود
 بسی کردم اندیشه با جان خویش

ز بیچارگی در فغان آدم
 که است نفس هم پیش گل گذشت
 جهان ز نقشش نکین تو بود
 همی خواند بر سبیر آسمان
 مرا بود عسکرا از خدمت و ول
 قوی دشتم حجت چاکری
 گذشتی نه بی خنده چون گل می
 آرام دل روز و شب می گذشت
 و گر گون نشد در پی امتحان
 نمک ریخت در باوه جام من
 فدا خست لک شود و بال
 مگر شکوه سخت ناکام ماند
 بیکبار گشتند جمله تباه
 بسی زاویه گیر تربت شدند
 نه در خاک فرستم نه بر آسمان
 به بیچارگی میکنم طبع شام
 هنوز ست بامن سراسر امتحان
 که از باو نقشش پدیدد
 کزین شهر بیرون کشتم خشتش

<p> بدرگاه آن شاه گردون قار بجای اطمینان دانی گنم بیا بیا چو پیشه بخود از نشاط نهستم قصیده بصد عز و جاه بنسین و گریه تاب بنی و هم ولیکن چه سازم که بیایم که در اشک هم شکل گوهر نشاند همین است بس در عیان نهان بود پای پر کار و در سفر صدوی تو باد و بگر و شش ام </p>	<p> کشم انتقام از غم روزگار بپس اندازم نوجوانی گنم با قهر و گریه گنم ارتباط بخوانم حضور ریشه جسم کلاه بگوشت گل آواز بلبلان هم رسید است کنون بان پایم بزروی رو صورت زبانه که دایم دعای تو و روزبان بود فقط تا بهر مرکز مقدر محب تو دار و بار ام کام </p>
---	--

نسکوار سر کار عالیجناب
 جگر خسته تسلیم خایه خراب

خط بد وستی تو شسته شد

<p> چمن پسیدی باغ و افکاران سزاوار نیازی نیارے چرخ آتش روز ویر و وفائی رسیده باو نه مهر با سنے تنهای دل حسرت هم آغوش بهار بوستان غم نصیبان </p>	<p> نسکوار سر کار عالیجناب سزاوار نیازی نیارے چرخ آتش روز ویر و وفائی رسیده باو نه مهر با سنے تنهای دل حسرت هم آغوش بهار بوستان غم نصیبان </p>
--	---

چه باشد لب غایت را سخن ساز
 ز عمر خویش بر خوردار باشد
 پس از تسلیم ملک سامری فن
 که در وقت بهجوم یار و گاری
 رسید از دور پیک گرم فتا
 خطی آورد و سدا نامه کشودم
 ز بهی خط مثل خط گلزاران
 ز هر حرفش تنهائی هویدا
 کشتن با خضر راه مدعا بود
 بیا شش جلوده شش عارض جور
 چمن سامان شد از نظاره دیدن
 بجوشش دل پرورد غم
 ز بیتابی جگر بیتاب گردید
 فغان آمد بر یار و لب من
 میر سل قصه پر سوز جانم
 دلی دارم و لے از یاد رسته
 کنون بجز ترحمای خود آرا
 به تکمین دل در خون نشسته
 با سید دل حسرت سیمان

بقول او ستاد نکست بر دواز
 بشرطی آنکه با من یار باشد
 چنین شد سحر ساز از نگشتن
 عهد انتهای هیت ساری
 برنگ یار و یار شعله خیار
 نگاه شوق بر هر حرف سوخ
 پسند خاطر ریحان نگاران
 ز نقطه نگاه شوق پیدا
 سو شهر مطالب بر ستار بود
 سواوش و و شمع شعله طور
 شنبین داغ شد از ناشنیدن
 زمین بوسید اشک چشم پر غم
 دل من پاره سیاه گردید
 گذشت از چرخ هفتم یار من
 رگ شمعست غمزه استخوانم
 برنگ رنگ و بر باد رفته
 لب من بوسه ز وحش و قسم
 به رنگ عمت بار رنگ جسته
 به بیم شکوهای ناشکیبان

به ستاری که در سحر شب است
 به لغزشهای پای باد و نشان
 به طاعت راحت خواب جوانی
 به تکرار لب و سینه و لبیل
 بهخت ساکنان کوچه و دست
 به چاک و اسن و خم جگر با
 بان خوابی که بیدار نیستش
 که بر حال من مضطرب نظر کن
 بیا بشنیم دلم از کیست نام
 بیا بسنگ که به جنت کارگر شد
 الم هر وقت دهنگیر حالت
 بکشت زعفران گر پاکدام
 من آن شمع که غم شد بسوزد و تمام
 ز غیر تک الم که شمع خیال
 گهی گریان به بخت دل که خوش
 گهی از پسندناصح مهر بد یار
 گهی از آرزوی وصل لشاو
 بزرگ لاله که بر خون و رونم
 گهی با سر نوشت خویش در جنگ

بزهدی که بدو قی می خور است
 به تلال و درین و نشان
 به تکلیف هجوم نا توانی
 بانداز تغافل کار گل
 بان چشمی که چشمش جانب است
 بسوزن کاری تار نظر با
 بان غفلت که بهشیار استش
 چو مهر از مهر بر خاکم گذر کن
 ندارم طاقت دوری ندانم
 ز جسم روح مشتاق سفر شد
 مگر عین کرم گرد و ملاست
 به جای قهقهه شیون بر آرم
 نسیسوزم مگر در بزم ماتم
 بخود می گردم از حالی بچاک
 گهی حیران بجال خود که چون
 که از طعنه حساب بهزار
 گهی از دل غم هجران موج ز باد
 گهی چون بوی گل از خود بر دم
 گهی از وسعت آبا و جنون تنگ

<p>ز تو هر گونه دور افتاده ام من نظر آسا بسویت باز گردان شود غیبت اثر بخش حضوری بکن از پرده چشم ز نقاش ز نور خویش کن نور کشید پیرا نی سازد به طول فکر را ایم دعا فستم بهجوم دعا را</p>	<p>غرض باینده آزادده ام من دل را مایل پرواز گردان نساید جلوه های قرب دوری جالی را که سوز و عکس تابش تن و جان و دل و روح جگر را همین کیفیت بحث التجایم منو و خستم طو مایه و فارا</p>
--	---

نامه به هره و شتری

<p>با وج سخن نوری و انوری به امید به اوج اقبال جا بسمع ضایع شود یارین سخن شنیدم که آن فرخنده کیش بنوعی پریشان پر غم شدند و ایوان فرخنده فرجام خویش ز تیغ ستم خون درون کرده اند کز بر سر کیش این جناب می رفت برو هست هر شئی منکر حرام سخن ان سخن کو سخن پرورست</p>	<p>عطا و رستم هره و شتری ز مهر خداوند خورشید ماه و تسلیم آواره و خسته تن که اینک ز یار و فدا و خویش ز غنا علی شمس بر هم شدند و سمنه لکه عیش و آرام خویش بناهد با ستم برون کرده اند ندانم که این خطائی بر رفت بظا هر چه ز لطف عیش و هم به تندی به خلاق نام آورست</p>
---	---

بعلم بدیع و معانی بیان
 شمارا بیا موخت شعر و سخن
 بجان داد تعلیم عقل و تمیز
 فراموش کردن حق اوتاد
 گرفته که زنده سیه کار هست
 غفور است پروردگار جهان
 گهی فکرشاید بر افعال خویش
 همه روز قصه سر و دغنا
 کجا گفت پیغمبر نیک فال
 انصاف و درست نژاد خرد
 شمارا بدین پایه احتسار
 و گرنه نسبی قبح در لکنو است
 پیر کسی کسی و جهان
 بنازید بر خود که اندر ز من
 بدست سوزی کو آب و گلست
 رخ صاف کاغذ سیه ختم
 و گرنه که باشم که بر حال کس

سبق بر دوشاعران جهان
 خمر واد از خوب تا خوب فن
 بخد مت بسوید و عمر عزیز
 بود و سیاهی بدار المعاد
 خداوند خود را گنهار هست
 شمارا تعصب نریزد چنان
 و می شرمم باند ز اعمال خویش
 همه شب فسوق و فجور و زنا
 بقرآن کجا کرد ایزد حلال
 جفا بر کسی کو بجان پرورد
 رسانید شمس فلک اقتدار
 کرا اینقدر عزت آبروست
 بتعلیم و تکیه نم نام و نشان
 شمارا شمایست در اهل فن
 زارباب معنی مراجع است
 بهرزه خیالی بسپرد و ختم
 بگستاخکاری بر آفرینش

چه من چه بیا نم چه تیر من
 همه یوچ تفرید و تحسیر من

قطعات تاریخ

قطعه تاریخ وفات نیم زمان عظیم جهان الدّه عبدالحکیم کشمیری

حیف روح ما و عبدالحکیم
از پی تاریخ اوستد گفتم
ترک دنیا کرد و بر افلاک رفت
پاکه امانی ز گیتی پاک رفت

مثنوی تاریخ طبع قلم بر آن مالیه فاجتایه زلاله غالی

مرتب شد چو این نادر کتابی
ز بهی غالب شهر ملک معانی
سخن اعانت بار از نسبت او
قصاحت ناز پر و روز بانس
چو هر حرفش طلسم آگه بود
خبر نزدیک و دور افسانه گردید
باختن فشی گردون و قاری
برای طبع آن ارشاد فرمود
بکشتن اصل مطبع ساز کردند
بحسن خط چو یار انمستوند
ز بهم استا حاضرتی تمام
چو نیم وقت تحسیر شرح افتاد
ز فکر غالب عالمی جناس
خداوند جهان نکتہ دان
دو عالم پر نوا از شمع او
بلاغت زاوّه حسن بانش
بد لها شکل حیت نقش فرمود
بشوقش عالمی دیوانه گردید
چو من در بهی شالی بایدکاری
دل و لدا دکان را شاف نمود
صناعت پیشگی آغاز کردند
سپرد این سینه نامه نمودند
فکندم طرح این نقش گرامی
هنوزم هست سینه شتر آباد

<p>عجب نیز نگ فویشین نظر بود گه دل فتنه بر حسن بانش گهی حیرت که یارب این چه سارست نمیدانم در آن غفلت پسندی مگر آن وقت انجام مقالش نوشتم مصرعی شرح مطالب</p>	<p>که من از دل و دل از من بخت بود گه شیدای آئین بانش که دل را التماس سگد آهیت چه کلک داد و او تشبستندی خیال آمد سپی تاریخ سالش عجائب مجسمه تحقیق غالب</p>
<p>قطعه تاریخ وفات اناستادنا جناب امام محمد علی خان شریف حمید لکها</p>	
<p>کیا کهن سوخت جانی تسلیم او نه گئی گاشن فانی سی نسیم هر طرف سی سی آتی بی صدا منه سی نکلی دم شیون تاریخ</p>	<p>واغ هی سوز نهانی ہی ہی رشک قدسی و فغانی ہی ہی موجود شعله بیانی ہی ہی ناظم ملک معانی ہی ہی</p>
<p>قطعه تاریخ وفات حقیقت آگاه معرفت دستگاه حضرت ولی الله العجلی قمر سره</p>	
<p>آه جنت دلی اسد شاه خامه تسلیم نه کلهای سال</p>	<p>بهر سیر وضه رضوان چله پادشاه کشور عدنان چله</p>
<p>قطعه تاریخ وفات شکایت عباد جناب حسن صاحب خوشنویس</p>	
<p>بیر حقناسی در حسن رضا کو</p>	<p>تیرکمان کالسی دل جسد در خیال آیا</p>

بالتفنی دوی صدایہ تسلیم تارخ
لکھنؤ حسن خطی حرفت والی یا

قولہ تارخ تعمیر حبیبید ولایت حسین صاحب ملہ

چوتھوں والی یزید ولایت حسین
سیر سال لکھتہ تسلیم گفت

نزدیکی تارخ طبع تفسیر سورہ مستبر کہ اکھ

چوتھوں حبیب تفسیر علم الیقین
بصارت پڑھی جس سے ہی بیان کے
محقق و لائل پتہ بان ہوئی
صدیقیت میر سے قتل آن سے
ملا بہر کی تحقیق کیا کیا ہوئی
لکھی فائدہ می سیکڑوں لا جواب
عبادت سائل لکھی نور کے
جو نقطہ ہی خالی رخ خوب ہی
بہان شوخ مضمون کوئی لکھ دیا
گر سحر خیز دل میں ہو بد گمان
کہا شک کروں او کی خوبی بیان
یہ تارخ و تعمیر خدا داد ہے

ہوئی سیر میر چترم باب دین
حقیقت کمالی خوب او بیان کے
منافع و لون میں لشیان ہوئی
جدا کرو یا حق کو بطلان سے
کہ ہر بات سی بات پیدا ہوئی
کئی قاعدی مندرج عجیب
کہ ہر سطر کا کل بنی حور کے
سرا پاسہ اپائی محبوب ہی
ہر اک دائرہ چشم آہوینا
کہی کا رننا وک الفابی کمان
مرا حوصلہ کیسا مری کیا زبان
زہی سر حیا تفسیر میں بلوہ

<p>خدا اس کا عنایت کی کروں پیروی نہی اختیار مذہب ہاتھ سے تار و جندا صحابہ کا ہر دم ثنا خوان ہوں وہ ختم یہ دلیلیں گدرا خیال سنا غیب سے صریح لاجواب</p>	<p>بھی ہی میسر ہدایت کی رہوں دین حق پر سدا ستوا کہے دامن حیا لعل عبا دل و جان سی و نرات قربان ہوں کہ لکھوں پی طبع تاریخ سال چھپی اپھی تفسیر ام الکتاب</p>
---	---

قطع تاریخ طبع دیوان بلاغت بنیاد جناب ستارہ امجد علی خان

<p>خدا کی فضل سی اینتخاب مفرستی عجب چمن ہون و این عجیب عالم جہی فہر بیاض و سطر و تون و لای این منش مہر تصویر انہیں سکتا سر و ج بلاغت کی اواسٹوخی انکت لطف حسن بدست مضمون خیال بابتی تاریخ امتی تسلیم محبو سنا صریح یہ تاوانزل کی مستند منت</p>	<p>نہایت سنجیدگی فریب ہم آہی کہ ہر نقطہ دل اسباب معنی کا سویدای سفید سی رخ سلی سیاہی لیلی ہی زمین شجر کو بھی آسمان گویا بنایا ہی بتاؤں منشیں کیا کیا کہ شجر نہیں کیا کیا ہی کہ اکثر یہ لفظ کا اپنی خاص شویا ہی چہا دیوان کی تصویر معانی کا سرورای</p>
--	---

قطع تاریخ وفات الدہ جناب سید محمد مسیح صاحب مد

<p>چون بنیادیم قدسی صفت اتم مسیح گفت تسلیم جنم ان بہر تاریخ وفات</p>	<p>شدہ و البقار خوش نصیب نور باد آن دم عشر بازو این نہی مشہور باد</p>
--	---

قطعه تاریخ وفات مخیر العلماء الفاضل جناب مفتی مولوی یوسف صاحب

مولوی یوسف چو از حکم خدا	در دین گشت مدفون ای های
خامه تسلیم تاریخش نوشک	مهر علم آمد بر خاک وای

۵۱۲ ۸۹

قطعه تاریخ وفات مجتهد کمال مولانا جناب شیخ ابوالحسن صاحب

جبکه غرض علماء حضرت شیخ ابوالحسن	طوب عالم علوی هوئی دنیا سیمان
دی مری ل فی صد سگ تسلیم	لکه و تاریخ بهو امه فضائل نهان

۵۱۲ ۸۹

ایضا

فضلا مولوی برادر صاحب	سوا فلاکیان شستند خدمت
دم پر و از جان و روح پاشش	ز بافت خواستیم تاریخ حلت
بگویم گفت ای تسلیم محمد زو	بگو وقت ز دنیا سومی جنت

۵۱۲ ۸۹

قطعه تاریخ تولد و زنده بماند راجه امیر حسن انصاری محمد آباد

چون او ندید جهان ادب راجه صاحب	نوحشی که خوش شکست و است
فکر کردم پی تاریخ ولادت تسلیم	عقل من گفت ز بهی نه عالم است

۵۱۲ ۸۹

قطعه تاریخ طبع دیوان فصاحت عنفوان حضرت جوش سلسله

چپا فضل خالق سی کیا خوب ثناء	سخن حضرت جوش شکستین کا
------------------------------	------------------------

<p>که جسکی هرک سبک سبیل سی بهتر بلاغت فصاحت صیدتی سخنوار و هم سیر نظاره بهوش و بیخود لکه سال تاریخ تسلیم همنه</p>	<p>بیاض و رق پر گمان یابین کا جگر حسن محبت پر خون گنجین کا لب ذوق پر شور صد آفرین کا موقع ہی دیوان تصاویر حسین کا</p>
<p>طبع شد چون کلام پاک اسد روز و شب از کمال کیناژ و هم خواندن لطافت عیش چشم حاسد که باد کور سواد لفظ و معنی بصورت و معنی بهر تاریخ سال ای تسلیم</p>	<p>بطریق صواب طرز حسن معنی نو با وج فکر کهن موج کوثر گشت در زبان بدین میشود از نظاره اش روشن بوی انیسون و غنچه سوسن گو دلا ویز بوستان سخن</p>
<p>چو علامه محصل عبد الحکیم همان آینه حسن و قبح طریقت ز فوئش و خود گرفت دل الی عبد فان قیسی نهاده بسالش بمن روح سعید گنجت</p>	<p>سو خلد ز خست اقامت برد جگر خون شد خون غم و غصه خورد حقیقت کنون حقیقت همد ز مژگان ترا شکست فشرده بجان آفرین جان شیرین سپرد</p>

قطعه پنج و قافیه اطباء چینی جانیده حکمائی جان جی حکیم محمد یعقوب

کرد پی سیر خلد سزم نوار محن
تیره و تاریک شد عالم چرخ کهن
در نظر آمد مرغ غمگنده هرچین
بامی رسلو زمان ای غلام طون سخن

عالم و حکیم دست یعقوب آه
از دل پر سوز خلقت و دو عالم کشید
بسکه مصیبت نبخت و فراموش کرد
خانه تسلیم سال بهر وفاتش نوشت

۵۱۲ ۸۶

ایضا

طرف عالم آرام چو گشتند روان
آمد خورشید اطباء جهان گران
۵۱۲ ۸۶

شب بزمین رطل آه محمد یعقوب
گفت فغان بدر خلد بسال تسلیم

ایضا

بر اوج فلک شور ماتم رفت
ارسطو مقاسله ز عالم رفت
۵۱۲ ۸۶

چو یعقوب اسحاق سیرت برد
رستم کرد تسلیم تاریخ فوت

قطعه پنج تصنیف کتاب تاریخ کشمیر صنفه جناب دیوان کربلا صاحب

وز عظیم سر کار کشمیر
چو من بی مثل در تقریر و تحریر
سرگردون پی سجده زمین گیر
کتابی و لوبان بر مودت گیر
سرپاستد ورق بهر تقدیر

زهی دیوان کربلا رام دیج باه
ز فرش خاک تا عرش معلی
زمین از پای بوشش سر بر فلک
به تحقیقات حال آن حوالی
ز حسن نظر و انداز معلی

بتائیس رو به تمکین و بصحت
بیشش همچو رویی چو سیدنان
ز افلاطش چنان پیدایهانی
چو دیدم آن گلستان سخن را
رقم کردم بهین صراغ کشیم

همه سه فاش جواب خط تقدیر
سواوش غیر نیلنگر دگر
که جوهر اول پرباش شمشیر
خیال آمد کنم تا به سخن
عجب جاوده سدا به رخ کشیم

۱۰۶۰

ایضا

حال کشمیر چو کرده رسم
کتاب تسلیم سبایش نوشت

نائب راجه بطور حسن
باو گلدسته به رسم سخن

۱۰۶۰

مثنوی سحر طبع شاهنامه شهنشاه سخن کار برین دوی علی لک

سپاس از وی را که با رقم پخته
جهان از شایان و الای تبار
چو در بند و ایران چو رو شام
برون از گمان بر پریشان او
پس این نگارش نه خامه ام
که چون شاهنامه با سخام کار
جهانی بهوا خواه ویدار شد
خداوند من سحر نامو
بناز و بخود کام راسته از و

برافروخت از پر تو ماه و مهر
بر آراست مانند خرم بهار
پیشش محبت بر آور و نام
ور و خرد ابا و بر جان او
چنین می طراز و سر نامه ام
و ساد بسد گریه شیشه
بجان گریه خریه پیش
هتر بند و نام کار سحر
دل مرده را زنده گشته از و

نویس شکویش اگر خامه م پیر سال گفتن مرا یاد کرد را الماس اندیشه جان خویش پس این فغان این آواز کرد	شود آسمان سایه نامه م بکست نوازی نبی شاد کرد نمودم عقیق جگر پیشش جهان داستان کهن تازه کرد
---	--

۱۲۸۶ هـ

مثنوی تاریخ طبع دیوان و م جناب جوش سلسله

ز بهی حضرت جوش و التبار طبیعت پراونگی معانی کوناز کیا جمع دیوان و م شتاب هو طبع و ه انتخاب عجیب لکها همنی تسلیم مصرع سال	کلیم جهان قدسی وز کا سخن پایه فکر سے سرفراز که عالم میں نکلی نہ جس کا جواب دلاویز و دیکھت و لکش غریب چہا خوب دیوان یہ ہیمثال
--	--

۱۲۸۸ هـ

قطعه تاریخ سال وفات عالم با عمل فقیر بنی ان جناب لوی عالم حبیب

دریغ عالم و و اعظم علی محمد سفر نمود و جهانی بدیدہ پر آب را شک ریزی جاب و پیش و ال تبار ہمہ نکر و ملاح و عبا و شکر این معرفت تسلیم سال فتنش گفت	چو حکیم ترک جهان از جنابت دان ز بہر طرف پی تو بیج او شتابان زمین تمام کلابہ فصل بارش چشم متش ہمہ تیران کہ قدسی انسان فرشتہ اہلک از زمین پیران
---	---

۱۲۸۸ هـ

ایضا

<p>هزار حیف شب پاتروده بماه صیام مزاج پاک جناب علی محمد را گریب صبح ازین عالم عالم آباد چنین نوشت پی سال غایبیم</p>	<p>چو روز بخت من و سیاه شد و بجز راحت دل بدر برد و نه بشد رنجور ببر و جانب کوشه بولای جلم طهور که شمع محفل و عطر او اجل شد بی نور</p>
<p>چگونه شاعر مجرب بیان حسین علی بگوش او چو رسید از ملکات بی اجل نوشت خاتم تسلیم سال آن بخش</p>	<p>که دراز آن عدلیش نه و باد آمد پھر رخ جان شد و زیر زمین جسد آمد مسیح دوم شفا خانه کج آمد</p>
<p>چون حسین با علی شاعر حکیم خاتم تسلیم تاریخ وفات</p>	<p>عرضه این عالم فانی نوشت عقل اول منت ثانی نوشت</p>
<p>مرد چون این سید والا اگر گفت تسلیم حزم تاریخ فوت</p>	<p>بهیمت بان هم طویب کمال شاعر دانا حکیم و پیشال</p>
<p>کوئی مخلوق از به عبادت کی بهم سینه تنی مانند قلمای تسلیم</p>	<p>کوئی پیدا بود عالم کی مغایرت کی انجی اس صفحہ ہستہ یہ کتابت کی</p>

خاتمہ لطیف چکھیا کہ یہ فن با سحر جناب شیخ فدا علی صاحب علی علیہ السلام

ناظم کلیات جان کج دیوان آفرینش کو جب کہ تھی تو او کی او بتاوی پر پرن و
 کرتے ہیں کہ نہ خیمہ آسمان کو سین ہی باین فاصلہ کہ نہ ہی بڑا سبب او تا و مفتح فرمایا
 کہ جسکو با و مخالف و ہوا ی عاصفِ حوادث کہی نہ اس کے عقل ہزار خیل ہو مگر
 مضمون حقیقت کو نہ پاس کے شہر مندس ہی جو دیدار از نشان + نماند کہ چون
 کوی آغاز شان بہ بیان ہزار ک فکر کی عقل و نگ ہی پڑی پڑی دانشمند کا
 قافیہ نگ ہی ہوا ہی دیوان آفرینش کی مطلع نبوت و مطلع امامت کے مضمون
 اور عالی رنگی کو جس وقت خیال کرتے تو ہم رویت حیرت رہ جاتے ہیں کہ
 اس درجہات اور شہر افلاک میں ایسا فرو مطلع موزون فرمایا ہو کہ جسکی مدح میں
 جن انسان کے کھوس خمسہ منتشر ہیں بقول شخصی مدح او کی کری کا کب انداز
 خلق کا جسکے ہو خدا نادر ۴ ہزار ان درود و ہزار ان سلام + زما بر محمد علیہ السلام
 اما بعد اقل تخلیق بل لاشی فی تحقیقہ تنکرات نام فدا علی الشہیرہ چچی صاحب
 ہمہ تن فکر عیشیں بر ای نام قافیہ سنجان علی طبع اور شاعران نازک خیال کی
 خدمات عالی درجات میں گزارش پر داز ہو کہ دینولا دیوان فصاحت بنیا
 بلاغت عنوان شاعر شیریں زبان ناظم ہمہ دان خواص بحر عروض و قوافی
 و مکتون عمان ہوشگانی بلبیل نعمہ سرائی گلستان خوش بیانی طوطی شکرین
 بوستان بخندانی خدیو اقلیم سخن تازگی بخش مضامین نو و کہن رنگین فکر
 شیرین کلام شہور میں ان خواص و العوام سخیل شعرائی جدید و قدیم ہمایہ قدسی

و کلیم شیخ امیر السید متخلص تسلیم شاگرد شیخ جناب غفران بامیر احمد صاحب علم و خیا
 نسیم حجت مقیم بعنوان شایسته و طرز بایسته که جبکہ ہر مصرعہ ستانہ و شعر
 عاشقانہ ہے خدا کے فضل سے قیامت کی طبیعت غضب کی فکر پائی ہے
 محاورہ وانی زبان کی عذوبت انتہا کی بات آئی جو مضمون چیست بندش
 ترکبیر صبح الفاظ مرغوب غرض جات جس شعر میں ہے بہت خوب حسب سلیس
 و ارشاد جناب فیضیاب عالیجاہ بلند پایگاہ فرج الشان سنیچر ابو و الہام
 جوان ملت جوان سال منشی نول کشو خوش قبال نام اقبالہ مطبوعہ عالم حج
 جناب مدوح الصدیرین کارپردازوں کے ہتمام پیچیدہ اور فکر پیچیدہ
 نہایت عمدہ و تحفہ تصحیح تمام و تنقیح مالا کلام خط خالص صنف علم طبع
 مطبوعہ طبابع عثمانی نام و پسندیدہ کافہ خاص عام ہوا اپریل ۱۳۲۵
 مطابق ماہ صفر ۱۳۲۵ ہجری میں تمام ہوا احباب نے جو تار بخیر طبع دیو
 کی ہوزون پائیں ہر دستوں کی تفریح خاطر کیو اسطی ذیل ظاہر میں پیشکش پائیں لراۃ

شاعر عالی گھر تسلیم را	ہست دیوان موجود بیانی
طبع شد جدا ہزاران آیت تاب	و یحییٰ لولوی لا الہی
در نگین ہار و زین شعر را	ہست در ملک سخن در انجمن
نیست غافل لمحہ از فکر شعر	در سرش ہر دم ہو و سودا منظم
لذت وصل صبر یا بد بدل	نظم مشوقست و او شیدا منظم
چون عروس نو دم سہمی شد	چون شاد بر عنانی نظم
بہر سال انطباعش حکم پیش و دل	ایضا گفت الا کو ہر بیابی نظم

سبارک ہو یہ شردہ اب عاشقوں کو	کہ دیوان تسلیم سمد چپا ہے
مسیحی ہن طبع منقوط میں تم	لکھو عیش باغ مضامین کمالا ہے

قطعات تاریخ چکیرہ ہم شہا جناشہ فضل صاحب خاص کیف سلمہ

نیکو نگر خوب ہو دیوان تسلیم	بہشت شاق ہن حد میں خوشگو
کسی کیف نے تاریخ او سکی	کلام شاعری میں مثل دیکھو

قطعات تاریخ از نثر کج فکر جادو بیان ہر بخان انجم شاگرد جناب وزیر صاحب

مووی منشی میر اسد صاحب سلمہ	کرد دیوان جمع از تحریک ہر برناویر
لاہور تسلیم پنداری تخلص ان شفیق	ہم عدیم المثل و مکیا ہست خلق قدیر
بلبل خوشگو چنانست ارباب داز فلک	بہر تسلط صفت عاجز شدہ گرد و پیر
این خبر شد مشہر ہر سو بشہر لکھنؤ	رفقہ رفتہ منشی عالی ہم ہم شد خیر
کانکہ نامہ نامیش منشی نول کشور بدن	ہم رئیس ہم لائق و ہم خلیق و ہم ہر
بہر فیض ان قدر رواج ارجاع بہ	غرق در آب تحیر میشدی گشتہ حقیر
چشمہ شیریں چہ گنجینہ غیب است آن	چون نہایت منقش بر ہر صغیر و ہر کبیر
بہر طبعش دفعہ در مطبع خود حکم داد	خو اتم تاریخ و سال طبع از طبع شیر
گفت کن ہر جا پر کن مصرع آخر نگاہ	فی البدیہہ عیسوی سالش بن آید لہذا

ہم زود وار کار آخر سال ہجری از حساب	بود ملہ ختم سال طبعش کہ دیوان فی نظم
-------------------------------------	--------------------------------------

قطعه پنج از فنکار سر فصحی و بجا جناب مولوی محمد فصیح صافی و شاعر گوہر مراد صاحب حضور

مرحوم شفیق امیر شاہ تسلیم
نیر و ہلوی کے ہیں ہشاگرد
کلام اونکا ہے طبع و زبانہ
کرون تعریف جو اونکی بجا ہے
مرتب کلیات اونکا ہوا جب
براہ قدر دانی اون سے لے کر
آئی جس نے چہا پاس ہے یہ دیوان
ترقی و بیجو مطبع کو ذرات
ہوا تیار چپ کر جب وہ دیوان
مگر یہ مصرع تاریخ نادر
یکایک صیغہ صافی غیب آئی
رستم کریون برای سال تلخ

نہیں شاعری میں شش کا
نہو چپ کبھی سے اونکا شہرا
کہ ہیں جس کے معرفت پروہرنا
زنانے میں نہیں ہی مثل اونکا
تو چپ جائی یہ تھا اونکا اراد
او وہ اخبار کے مالک فی چہا پاس
مہرے دنیا میں اس کا بول بالا
روان جب تک رہیں گنگا و جمنہ
تو دل میں تھا لکھن میں سال اونکا
موافق شان کے ہوا و زریبا
وفا تو کیوں ہی چچ و تاب کہاتا
چہا دیوان فخریہ فرسودا

غیب

چہا کیا ہے نظیر ایسا دیوان
مصرع یہ لکھا وفات بہ تاریخ

ہر شے جس کا شک ہے سو
تسلیم کا کلیات اور چہا پاس

قطعه چھ از فنکار سر فصحی و بجا جناب مولوی محمد فصیح صافی و شاعر گوہر مراد صاحب حضور

<p>کہ ہر بیت جسکی در عشق ہے تو مضمون ہر اک کو ہر عشق ہے غزل جو ہی اک محضر عشق ہے یہ دیوان دل و فتر عشق ہے</p>	<p>ہو طبع دیوان تسلیم وہ محبت کا دریا جو ہر بحر ہے کہین حال عاشق کہین گریہ لکھی خوب ای یاس تاریخ طبع</p>
<p>۸۹ ۵۱۲</p>	<p>اضیف</p>
<p>کہ بیشک وہ بین تاجدار سخن و یا حق نے ایسا وقار سخن بہت بڑا کیا اقتدار سخن اوسے پر بڑا باعث بار سخن فلک پر ہو یون افتخار سخن یہ دیوان رنگ بار سخن</p>	<p>جو تسلیم ہیں وستون ہیں مری ہو اجمع او نکا بہت سا کلام ہو طبع کہنے سے احباب کے دل یاس مصروف تاریخ ہے یہ منقو طین ہی سن عیسو کہے پہر یہ تاریخ مطہر طبع</p>
<p>۸۹ ۵۱۲</p>	<p>قطع تاریخ طبع از کہ نیری کلک ہر سکا منشی لاہور کا و مایل صاحب قائل</p>
<p>دیوان خوش و طرب فزا گفت ہر کس کہ بدید مر جبا گفت سبحان اللہ و جبذ گفت ہر اہل نظر دم ثنا گفت</p>	<p>تسلیم مخمور و سخن سنج موز و کے شعر و نثر پیش سبحان پیش فصاحت او شد طبع و قبول ناظرین باد</p>
<p>۵۱۲ ۸۹</p>	<p>بہر تاریخ سال طبعش عاقل پس نظم و نثر با گفت</p>

قطعه رنج از فکر بلبل نغمه افشایی که گویند پر صاحب تخلص فضا شاگردی و دل از ار

چو دیوانست رشک باغ رضوان	مضامین شسته تر از آب تسنیم
فضا بنوشت سال انطباعش	همای شاعران دیوان تسلیم

قطعه رنج از تاج طبع هر دو قوافی شیرین و شیرین صاحب تخلص فضا شاگردی و دل از ار

هوجب که دیوان تسلیم طبع	فاک سینه با تفت فی زیجا اسلام
نی شور کلام نمک پیش او کھا	دل جانش طالب لب می خورش عام
سنی هون جو شعار رنگین منسوب	بسی این ای این آوازه این تمام
فصاحت سو خالی نهین کوئی لفظ	بلاغت می نویسد بین تمام
عجب حسن کیب لفظون بین	غضب لطف بندش کاهن نظام
جوی فکر تاج شانه فتنه	بستم که چرخ خوب شیرین کار

قطعه رنج از تاج فکر بلبل نغمه افشایی که گویند پر صاحب تخلص فضا شاگردی و دل از ار

شکر شد که شد طبع کلام تسلیم	ز کرم بویافته صد لونه از قشیر
مهر با چرخ و تاج بیک صرخ گفت	حبذا معدن ابیات هر سخن

قطعه رنج از فکر بلبل نغمه افشایی که گویند پر صاحب تخلص فضا شاگردی و دل از ار

تسلیم دیوان کیا خوب سبکی نکلا	هر بیت پر خدای عالم کی جان شیرین
-------------------------------	----------------------------------

تاریخ طبع اشرفیافت و بتائین نظم طرب فزا لکھ یا چشمہ رمضان

۱۲۸۹ھ

۱۲۸۹ھ

ایضاً

کیا خوب ہو اہی طبع دیوان محبپ
اشرف یہ لکھو بری سال تاریخ
ہی شاد و نشین بیان سلیم
مطبوع ہی کیا ہی گلستان سلیم

قطعه تاریخ طبع از نواب فیض علی خان در عرلاوی صاحب خلوص و انوار

ند کے عنایت سی سب چپ چکا
یہی لکھو ای شوق صراع سال
یہ کلدستہ فکر شک ظہیر
کہ دیوان چہا نا و روپ میر

قطعه تاریخ طبع از نواب محمد تقی خان صاحب خلوص و انوار

جسوقت چپی نظم و لکش
لکھا افسرے بہر تاریخ
مقبول و پسند بہت اعلیم
جوش فکر سلیم سلیم

قطعه تاریخ از طبع افکار حسین صاحب شکر شاہ و جناب بہار صاحب

کہلا گل حضرت سلیم کے باغ تفکر کا
خوشی کو نکھڑو ہر اک کو اسکی طبع ہوشی
بہار آئی ہی یہ باغ سخن میں او سخن خور کے
کہلائی گلشن فکر سا کی کیسے کیسے گل
نظر آئی شجر اشعار گل مضمون چرخ لہیر
بچا کس نہم فیض حق کو مہربان پایا
کہے ایسا کیسے نی غنچہ رنگین کہاں پایا
فصاحت میں جی کیا سلاسل نہاں پایا
ظہیرت کو نسیم صبح کی صورت ان پایا
ہر اک دیوان کا اسکی صفحہ گلستان پایا

ہر اک کو وصف میں آ رہا نکلی طبع اللہ پا یا	نہاں کی جو جہت میں نہ تلویم تو بین
ہمیشہ اس میں شکار باغ میں گلفستان پا یا	کہانی کی گھٹان میں خزان آتی نہیں کیجیے
ہمیشہ بلبل مضمون کی خوشی میں پا یا	نہ ہوا اس طرح طوطی کسی باغ فکر کا
کہا دل فریاد دیوان بوستان خزان پا یا	شکر یا طبع کی تاریخ گفتمہ کو جو بٹھارن

۱۲۸۹ھ

ایضا

یہ دیوان تسلیم ہے کیا گلستان	یہ سب شاخ گل میں کہ شعار دیکھو
گل سال گلکاری شریاسی پہولا	خزان سے میرا یہ گار و دیکھو

۱۲۸۹ھ

قلم تاریخ از نو افروز طبع اگر عطا حسین بیہ شکار و خلیفہ صاحب

چو دیوان تسلیم ترتیب یافت	بصحت خوبی بعد زین و زیب
پیر ویدنش ہر کرا فہم بو د	شب و روز دیدم کہ ہر ناشکیب
و لم خواست نہ سیر ہی طبع	نوشتم مضامین زہی و لفریب

۱۱۱۹ھ

ایضا

چہا اپچی طبع دیوان تسلیم	ہوا گس طرح خوش دیکھ کر دل
خلیفتہ میں ہر طاقت ہی کہ جس کا	زمانہ ہی ہی خوش فکری کا قائل
رسانی کا یہ عالم ہے کہ دیکھو	ہر آسان کمی ہر طرح مشکل
ہمان کی شاہ ہضمون فی شوخی	کیا شیدائی خوش غلطی کو بسمل
حقیقت میں ہر واوین کہن کو	مثلا ہے ہرسان نقش اطل
ہمان انکی غزل جلیسی میں شج	نہیں جتنا کی کارنگ محفل

ہوئی بوج نسیم دہلوی خوش جو دانا ہے وہ مانی گلاب شک مناسب ہے کہ سال طبع اسکا	کیا نام خندا وہ نام چھل جدید کار شک سی نابا اج چل لکھنوی ہر بہار نظم کامل ۱۲۸۹ھ
چہا چاہ یہ مجموعہ لہندریب کرسے سیر جو کوئی اس باغ کے ہر اک دائرہ رشک نور شید ہے بلاغت فصاحت میں ہمیش ہے لکھا مصرع سال ہننے ملا ل	قطعہ تاریخ طبع جبرائیل محمد حسین جلال شاہ کریم دہلوی ہمدانی ہوئی دل سی شتاق بنویر بنے بیل سدرہ کا ہر صفر ہر اک نقطہ اسکا ہے ماہ منیر نہ اسکا ہے ٹانے نہ اسکا ٹیلہ یہ دیوان زریب چہا چاہی نظیر
چہا طرف دیوان تسلیم کا چویشا ہر فکر ہی نور حسین سخن شناس ہو کو بھیجے کیا جو تاریخ کی فکر کو کپ فی کے	قطعہ تاریخ از غفر صفا صاحب السمع کوکب شاہ کو انتہا خلاصہ ہر اک شعر و مضمون نور شاہ سلو ہے کہ واقف ہیں طالب علم ہر شاہ تمام اہل دانش کو مرغوب ہے کہا خوب ہو واہ کیا خوب ہے ۱۲۸۹ھ
دیکھا جو کلام پاک تسلیم ہر رنگ کی ہیں گل مضامین	ایضاً شتاق ہر ایک اہل فن ہے دیوان ہے یا کوئی چین ہے

مفتون ہر ایک مرد و زن ہے دیکھ تو قصاصت سخن ہے ۱۲۸۹ھ	نقشِ شمسِ بدین کہ ابیات کو کب چہنی کی اسکی تاریخ
قطعہ تاریخ از تاریخ افکار میر اصغر علی بیگ صاحب اص کوہر	
بخود لا ویز و طرہ حسن رقم کرہین و بھو نکات سخن ۱۲۸۹ھ	ہو ختم چہک یہ دیوان آج سپہ سال تاریخ کوہر شتاب
قطعہ تاریخ چکیدہ گلک ہر سکا منشی سیتار اص صاحب ص	
پسند خاطر ہر سپہ برنا بگو صبر حزمین مرغوب لہا ۱۲۸۹ھ	شدہ طبع چون دیوان تسلیم برای سال طبعش بادل شاد
قطعہ تاریخ از مستغنی الاوصاف جناب شیخ عبدالغنی صاحب غنی	
کہ جسکی دیکھنے سے باغ باغ ہو خاطر دلون میں خوش ہوئی کیا کیا جہان شاد ۱۲۸۹ھ	زہ کلام سخن آفرین میرا چہا جواند نون دیوان گل صحت لکھو یہ مصرع تاریخ غنی تم ہی
قطعہ تاریخ چہرہ شہر شری کار زیدہ نامی جناب منشی آغا علی صاحب سلمہ	
تسلیم نے اگر و کیا مجھے بیان تسکے کہین قدر تری اہل بان	بیا رہا اسی شمس جن بشت دیوان مرا چپتا ہے تاریخ تو کہ

ناچار دولہا ہوا۔ بیچ نہ کیا

فصل دوم در بیان احوال و عادات

قلمی از نایب فکر حاجی صاحب نیکو شایان و بیاد شیرازی

چند احسانِ خدای پاک مبنی

کیا یہ دفعہ جرمی

صبر و محنت و کوشش و جدوجہد

جان اک قندیں دروہ کیا

مجلس

میرزا یحیی خان قزوینی

وہی ہے جس نے اسے

١٠٠

۱۶۷۹

سبحان الله العظيم الذي لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن المجيد الباقى

ماہنامہ گزشتہ سال کے شمارہ نمبر ۱۰۰ کے ساتھ ساتھ

وہم ومان کے باہر کے حکم و دیں جس کے لئے کہیں کہیں

سے بال پر ہے توں فکرے زمین خر و اسمان بنایا، یساے حیاں بربر

کے لئے اس کے ان کو سپت پایا اور وہ فقیہ ساحدا اور ہمامیہ حاطر عطر ال

و احسن خلقت میں یہ ابداع طبیعت میں جو تاج اشعار و نالی ہی ہو

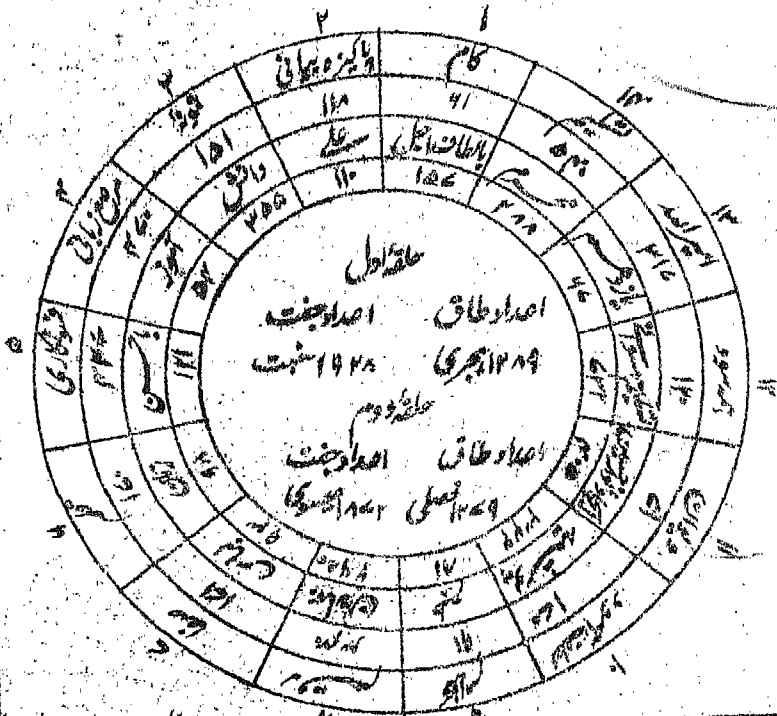
ہماری انگوٹھیں حیرت انگیز رنگت ہوئی سچ پر شاعری ہی کا نام ہے ہمایہ ایچ

بیانی کلامی و شاعری جزویت از شیخ میرزا آوکیون جمع استعداد و وفای

مرکز کمالی و فصاحت و بلاغت خالص ای فهم کامل علم نافع خداوند عنایت فرمایا

تہ جامع صفات کو نمونہ قدرت بنایا ہے احباب اس امر سے تاسخ کو ملے

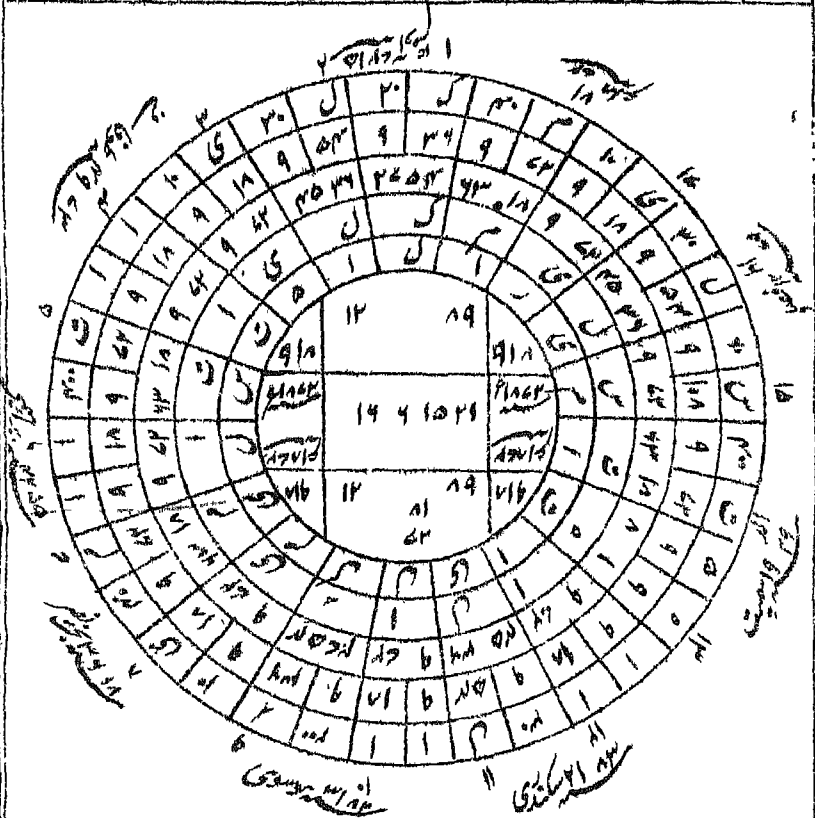
نمایند و او را که میسر شود، در جنت آفرینند، مانند ایشان.



و شش ماه از تاریخ طالع ایلی و عجم نازک خیال نیز اوچونیکو صیفا عالم و عجم و عجم

التماس مخم مرقضی عورت میرزا و بیگ عا شوق شاگرد جناب غفران باب
میرزا احمد اصغر علی خان شیم و بلوی چند مست فیضد رجبت احباب
بصد آداب که حبیب میرزا استاد برادر بلکه بکلی استا و فرخ عسدرین
طبیعت خدا و او شفیق و واجب انتظیم جناب نقشی امیر اسد صاحب
تسلیم کاکلیات چینه لگا حسب ارشاد و دی کو بھی تاریخ کفی
هوئی اسی عبارت بسیا ختمین تاریخ نخلی ایک الف حسب قاعده
مفقو نخلی زیاده هر چیت کسی قدر خلاف هو لیکن یقین هوایی

ضرورت میں معاف ہو عبارت تاریخی یہ ہی کلیات ہیں اسد تسلیم
 باعث طول اور دائرہ وغیرہ معہ تشریح نہیں لکھا آجھنڈا کے سمجھ لین کے
 انہیں اٹھارہ حرفوں سے ۱۲۸۹ تاریخیں نکلتی ہیں اکثر ضرب سے
 قاعدوں میں صفہ کا لحاظ نہ ہوگا جو شکل ہند سے ہی وہی شمار میں آوے گی
 صنعت معائنہ حکائی کی زور آزمائی ہو اگرچہ طرز نوایجا و سہ
 مگر یہ بات بھی ادا دہی



تقریباً تیس سال قبل لودھی عالم علی و کتاب
 کوہنر و غلام محمد خان صاحب متخلص بنش او پیر و خیار سید

رباعی

اے اہل خیال اور ازانِ افکار
آثارِ وجودِ لامکان کی ہے نمود
کیا جانے کوئی علوِ شانِ افکار
گو وسطِ دلِ غیب ہے مکانِ افکار

بتحانِ اسدِ عالمِ خیال بھی ایک اور ہی جہان ہے اور ادھیچا لگی اور ہی
زمین و آسمان ہے اگر اشرف المخلوقات کے عمدہ خیالات کے لیے
قوتِ فکر کی بدولت نہ سامانِ خیال ہوتا تو اس تنگناے عالم میں جینا
محال ہوتا اگر اوس مہرِ انور کے انوارِ شمسِ قستانِ دماغ میں جلو گر نہ ہوتے
اشراقیوں کے دل منور نہ ہوتے انت نورِ لا نور نہ کہتے تیرہ خاکدانِ ظلم
و جہول میں پھنسے رہتے ہرگز فکر کی تعریفِ خیال کی تو صیفِ بیان
کرنا کسی مجال کیسے تاب و طاقت ہی جب تک لگی امدادِ نوزبانِ ایک جزو
سے حقیقت ہو امدادِ سدوہ کیا چیز ہے جسکے واسطے ہلکوا یسے بیش قیمت
جو اہرات کے عدن عطا ہوئے ہیں ول و دلِ غ کے مخزن عطا ہوئے
شاید وہ رخشدہ گو ہر سخن ہے جسکی آب و تاب نے موسیٰ کے ہوش بہلائے
نہی لکھ کر بچائے ہاں اہل سخن اب تو تھاری بن آئی دولتِ جاوید
پائی جس قدر فخر و تازش ہوڑیا ہے جہان تک کمالِ کلام میں کوشش
نکاوش ہو بجا ہی پس یہی سبب ہے کہ ٹٹے بڑے اولیاءِ اسد نے طوط
اپنی توجہات کو مصروف رکھا ہی ہر ایک حالت میں کچھ نہ کچھ ضرور
لکھا ہی اس وقت یہ بات بیان کرنی فضولیات سے ہے کہ کیسے کیا
ظہور عاشقانِ معنی کی کرامات سے ہے ان الشَّعْر حکمۃ ہمارے

ایک روشن دلیل ہے اور لشعرا تلامذہ الرحمن کی مہمونی میں کیا قال میں
 ہے سب جانتے ہیں کہ قداسے سے کئے کر اس زمانے تک کی زبان
 شہاب سخن میں ہر وقت سرشار رہتے آئے ہیں اور پڑے پڑے
 فعل نے بہاؤ گلتے یعنی شعر کہتے آئے ہیں جس شخص کو یہ مذاق نہ ہو
 وہ بے مذاق ہے اس کی زلیست زمانے میں شاق ہے گویا قیچہ
 آفرینش ہی یہی ٹھہرا کہ جس سخن انہرین سے زبان عطا کی اور
 قواس بیان عطا کی تفکر کا مادہ دیا تخیل سالم کا دماغ بخشا اس کو
 ہیکار چھوڑنا قدرتی فہمیتوں کی شد نہ کرنا اور ہمتی جی مرنا ہے
 اہل دل نے ایسے لوگوں کے لیے جنگی طبیعت میں مذاق کا انہرین
 چاشنی معافی سے شیریں کام نہیں بدو عا میں کی ہیں اس لیے
 سے سب نے تمنائیں کی ہیں بارے شکر ہے کہ ابھی پاکستان
 میں دریا و سخن موجزن ہے آب و تاب اور چمک و مک کے ساتھ
 یہ ویر قیچہ شمع انجمن ہے بلکہ شمع انجمن کیا ہر ایک اہل بزم کا آویزہ
 گوش ہے گو ہر جان ہر ذی ہوش ہے خواصاں بحر معانی موتی
 روالتے ہیں اور قدر شناس اوں موتیوں کو عمل و زری کے برابر

تولتے ہیں باعفی +

دریا کے طبع اب وانی میں ہے

معروف بآج و فشانہ میں ہے

مشہور نو لکھنؤ قدر وانی میں ہے

کیوں گو ہر شہور سخن کے نہو قدر

سچ تو یہ ہے کہ اگر دنیا میں ایسا جو ہر شناس نہو تا تو کوئی کا ہے کو

و شہوار سخن کو تاسداق اسکے صد اہل تصنیف کا کلام ہے کہ اوہر
 ابر نیسان کہ ہم کا قطرہ گرا اوہر صدق مراد پڑھا ایسے جو ہری کی تعریف
 میں عقل و تک زبان لال ہے اور جو ہر ناطقہ محیط عرض خاموشی ہے
 واقعی یہ ہے کہ ایک امر محال میں ناحق سخت کوشی ہے خلاصہ کلام
 یہ ہے کہ درخشاں کار فرمایہ مقدم الاوصاف سے کمال پسندی
 جو ہر شناسی کے اقتضائے شاعرانہ خیال عدم المثل
 انتخاب روزگار یادگار و یاد سحر بیان اہل زبان شیریں کلام مشہور
 انام شیخ امیر اسد نام تخلص تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی کے
 کلیات کو اپنے طبع فیض سے بیچ میں چھپوایا ہے و یاد دہی سے
 اس وریا سے معافی کو بہایا ہے جو اہرات کے مخزن کو بیون کے
 مول لٹا ہے سجان اللہ جسکے مصنف کا یہ نام ہوا و سکا
 کیونکہ نہ ہر تر کلام ہو حق تو یہ ہے کہ جو خوبیان اوس میں ہیں
 بیان سے باہر ہیں ارباب بصیرت پر ظاہر ہیں نہ مصنف کو مقتدا
 سے اونکے انظار کی حاجت نہ راسم کو موشگافیوں کی صحت
 مع حاجت مشاطہ نیست روی و لارام را بہ صفات حسنی کے
 قطع نظر حسن صورت بھی خوبی تقصیر و پسندیدگی قطع ہو کہ وہ
 اور وہ نگار و کشا تر
 و زبا و ہزار جان و ہا تر
 جلوہ دکھار ہا ہے صرف ایک و یک کہ جملہ خوبیوں کا لطف
 آ رہا ہے اہل مذاق کو چاہیے کہ فستاد جان و پیکر خسر بد و فہم

سلامت تازہ اور لطیف سے اندازہ اوٹھیں ایسے قطع

منہ

کوست و رفیع عالی اوستاد
گفت تارخیش طبع الدہریاد

طبع شد دیوان تسلیم بلخ
ہم نام و ہم دعا پش

ایضا قطع تاریخ از تاریخ فکر نحو کمال شش ہی کو دیوان اسحاق

خورشید کی طرح نام تسلیم
وانا بین اسیر دامن تسلیم
مضمون ہی ہر اک غلام تسلیم
دیوان طرب نظام تسلیم
ہو راحت دل کلام تسلیم

روشن ہی ہر شاخ عری میں
نادان کا ذکر کیا ہے جس جا
الفاظا بین صورت پر ستار
اس طبع خاص میں چہا جب
کہا عاقل نے سال تاریخ

قطع تاریخ طبع نحو شکر معر فطرت لوی ہر علی صاحب شکر

اس طبع پاک میں چہا ہی اچھا
سعدی جہان ہی اوٹھ کو کنارہ بیا
دنیا میں نہیں نظیر اس کا پیدا
تھی فکر کیا لکھوں میں ای بار خدا
کیا نظم ہمایون و علی لکھا

تسلیم کالاجواب و عس و دیوان
نگین ہی کلام بوستان کیصوت
شونخی کلام کہہ رہی ہو مجھ سے
شوکت بی سال طبع دیوان مجھ کو
آخر کو دیر فکر عالی نے مری

یہ کتاب میر تقی میر کی تصانیف میں سے ہے

تذکره طبع از شایخ فخرالدین ابوبکر محمد بن علی شافعی

چشم طبع این فیض سیر سوز دل	درین طبع ناست و نوبت
سپهر سالای مضطرب خوش بیان	بگویند بهما نختای جگر

مشهوری شایخ طبع از حضرت

بنام حکیمی که جان آفرید بهر طبع موزون عطا کرده است گر درون قفس دست مضایقین بمن زلف طبعش بچوشتش آرد و جوش را زبان تازه دارد و هرگاه و شام کنده تر از قدسی و انس جان سپهر نبوت از نور یاب فلک آسمانی زورگاه او پس از حمد و نعت خدا و رسول که چون این کتاب محبت اثر مخن با یکباره فلک یافت کلام شهرت جهانی گرفت کنیم فخر بر نعت دیوان خوش	سپهر شعر گفتن زبان آفرید و قدرت محال رسا کرده است کنند لفظ و ترکیب تلقین بمن بند و قش نباید دل و هووش را به نعت محمد علیه السلام گرامی تر از خلقت و وجهان و جودش همه غیرت آفتاب ملک پاسبانی در جاده او چنین نیکم عرض بر قبول شده طبع در طبع نامور رخ لفظ و معنی چو سه تافته ز نظم هم جهان تازه جانی گرفت بنامم بر خلاق یاران خوش
--	--

پس سال گفتن همه ساختند
 رسانند بر آسمان خاک من
 ز سر تا قدم زین همت شدم
 کنون او سخن پروان جهان
 که از گرد عیب من بی همت
 که این شیوه زشت و کبت مال
 و هم ختم این فست و بی مثال
 هماندم که این فکر در دل گذشت

بهرت فتنه زنی برخواستند
 بفرو و بس بردند غاشاک من
 همه ناز و فخر و سعادت شدم
 چنین چشم دارم نهان و عیان
 نیالند روانان پاک نظر
 بودندک نزدیک اهل کمال
 پس سال تاریخ آمد خیال
 بگفتم که دل پا و صبر چه گشت



॥ श्रीगुरुदेवार्पणं नमः ॥

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۳۴۱
۱۳۴۰
۱۳۳۹
۱۳۳۸
۱۳۳۷
۱۳۳۶
۱۳۳۵
۱۳۳۴
۱۳۳۳
۱۳۳۲
۱۳۳۱
۱۳۳۰
۱۳۲۹
۱۳۲۸
۱۳۲۷
۱۳۲۶
۱۳۲۵
۱۳۲۴
۱۳۲۳
۱۳۲۲
۱۳۲۱
۱۳۲۰
۱۳۱۹
۱۳۱۸
۱۳۱۷
۱۳۱۶
۱۳۱۵
۱۳۱۴
۱۳۱۳
۱۳۱۲
۱۳۱۱
۱۳۱۰
۱۳۰۹
۱۳۰۸
۱۳۰۷
۱۳۰۶
۱۳۰۵
۱۳۰۴
۱۳۰۳
۱۳۰۲
۱۳۰۱
۱۳۰۰
۱۲۹۹
۱۲۹۸
۱۲۹۷
۱۲۹۶
۱۲۹۵
۱۲۹۴
۱۲۹۳
۱۲۹۲
۱۲۹۱
۱۲۹۰
۱۲۸۹
۱۲۸۸
۱۲۸۷
۱۲۸۶
۱۲۸۵
۱۲۸۴
۱۲۸۳
۱۲۸۲
۱۲۸۱
۱۲۸۰
۱۲۷۹
۱۲۷۸
۱۲۷۷
۱۲۷۶
۱۲۷۵
۱۲۷۴
۱۲۷۳
۱۲۷۲
۱۲۷۱
۱۲۷۰
۱۲۶۹
۱۲۶۸
۱۲۶۷
۱۲۶۶
۱۲۶۵
۱۲۶۴
۱۲۶۳
۱۲۶۲
۱۲۶۱
۱۲۶۰
۱۲۵۹
۱۲۵۸
۱۲۵۷
۱۲۵۶
۱۲۵۵
۱۲۵۴
۱۲۵۳
۱۲۵۲
۱۲۵۱
۱۲۵۰
۱۲۴۹
۱۲۴۸
۱۲۴۷
۱۲۴۶
۱۲۴۵
۱۲۴۴
۱۲۴۳
۱۲۴۲
۱۲۴۱
۱۲۴۰
۱۲۳۹
۱۲۳۸
۱۲۳۷
۱۲۳۶
۱۲۳۵
۱۲۳۴
۱۲۳۳
۱۲۳۲
۱۲۳۱
۱۲۳۰
۱۲۲۹
۱۲۲۸
۱۲۲۷
۱۲۲۶
۱۲۲۵
۱۲۲۴
۱۲۲۳
۱۲۲۲
۱۲۲۱
۱۲۲۰
۱۲۱۹
۱۲۱۸
۱۲۱۷
۱۲۱۶
۱۲۱۵
۱۲۱۴
۱۲۱۳
۱۲۱۲
۱۲۱۱
۱۲۱۰
۱۲۰۹
۱۲۰۸
۱۲۰۷
۱۲۰۶
۱۲۰۵
۱۲۰۴
۱۲۰۳
۱۲۰۲
۱۲۰۱
۱۲۰۰
۱۱۹۹
۱۱۹۸
۱۱۹۷
۱۱۹۶
۱۱۹۵
۱۱۹۴
۱۱۹۳
۱۱۹۲
۱۱۹۱
۱۱۹۰
۱۱۸۹
۱۱۸۸
۱۱۸۷
۱۱۸۶
۱۱۸۵
۱۱۸۴
۱۱۸۳
۱۱۸۲
۱۱۸۱
۱۱۸۰
۱۱۷۹
۱۱۷۸
۱۱۷۷
۱۱۷۶
۱۱۷۵
۱۱۷۴
۱۱۷۳
۱۱۷۲
۱۱۷۱
۱۱۷۰
۱۱۶۹
۱۱۶۸
۱۱۶۷
۱۱۶۶
۱۱۶۵
۱۱۶۴
۱۱۶۳
۱۱۶۲
۱۱۶۱
۱۱۶۰
۱۱۵۹
۱۱۵۸
۱۱۵۷
۱۱۵۶
۱۱۵۵
۱۱۵۴
۱۱۵۳
۱۱۵۲
۱۱۵۱
۱۱۵۰
۱۱۴۹
۱۱۴۸
۱۱۴۷
۱۱۴۶
۱۱۴۵
۱۱۴۴
۱۱۴۳
۱۱۴۲
۱۱۴۱
۱۱۴۰
۱۱۳۹
۱۱۳۸
۱۱۳۷
۱۱۳۶
۱۱۳۵
۱۱۳۴
۱۱۳۳
۱۱۳۲
۱۱۳۱
۱۱۳۰
۱۱۲۹
۱۱۲۸
۱۱۲۷
۱۱۲۶
۱۱۲۵
۱۱۲۴
۱۱۲۳
۱۱۲۲
۱۱۲۱
۱۱۲۰
۱۱۱۹
۱۱۱۸
۱۱۱۷
۱۱۱۶
۱۱۱۵
۱۱۱۴
۱۱۱۳
۱۱۱۲
۱۱۱۱
۱۱۱۰
۱۱۰۹
۱۱۰۸
۱۱۰۷
۱۱۰۶
۱۱۰۵
۱۱۰۴
۱۱۰۳
۱۱۰۲
۱۱۰۱
۱۱۰۰
۱۰۹۹
۱۰۹۸
۱۰۹۷
۱۰۹۶
۱۰۹۵
۱۰۹۴
۱۰۹۳
۱۰۹۲
۱۰۹۱
۱۰۹۰
۱۰۸۹
۱۰۸۸
۱۰۸۷
۱۰۸۶
۱۰۸۵
۱۰۸۴
۱۰۸۳
۱۰۸۲
۱۰۸۱
۱۰۸۰
۱۰۷۹
۱۰۷۸
۱۰۷۷
۱۰۷۶
۱۰۷۵
۱۰۷۴
۱۰۷۳
۱۰۷۲
۱۰۷۱
۱۰۷۰
۱۰۶۹
۱۰۶۸
۱۰۶۷
۱۰۶۶
۱۰۶۵
۱۰۶۴
۱۰۶۳
۱۰۶۲
۱۰۶۱
۱۰۶۰
۱۰۵۹
۱۰۵۸
۱۰۵۷
۱۰۵۶
۱۰۵۵
۱۰۵۴
۱۰۵۳
۱۰۵۲
۱۰۵۱
۱۰۵۰
۱۰۴۹
۱۰۴۸
۱۰۴۷
۱۰۴۶
۱۰۴۵
۱۰۴۴
۱۰۴۳
۱۰۴۲
۱۰۴۱
۱۰۴۰
۱۰۳۹
۱۰۳۸
۱۰۳۷
۱۰۳۶
۱۰۳۵
۱۰۳۴
۱۰۳۳
۱۰۳۲
۱۰۳۱
۱۰۳۰
۱۰۲۹
۱۰۲۸
۱۰۲۷
۱۰۲۶
۱۰۲۵
۱۰۲۴
۱۰۲۳
۱۰۲۲
۱۰۲۱
۱۰۲۰
۱۰۱۹
۱۰۱۸
۱۰۱۷
۱۰۱۶
۱۰۱۵
۱۰۱۴
۱۰۱۳
۱۰۱۲
۱۰۱۱
۱۰۱۰
۱۰۰۹
۱۰۰۸
۱۰۰۷
۱۰۰۶
۱۰۰۵
۱۰۰۴
۱۰۰۳
۱۰۰۲
۱۰۰۱
۱۰۰۰
۹۹۹
۹۹۸
۹۹۷
۹۹۶
۹۹۵
۹۹۴
۹۹۳
۹۹۲
۹۹۱
۹۹۰
۹۸۹
۹۸۸
۹۸۷
۹۸۶
۹۸۵
۹۸۴
۹۸۳
۹۸۲
۹۸۱
۹۸۰
۹۷۹
۹۷۸
۹۷۷
۹۷۶
۹۷۵
۹۷۴
۹۷۳
۹۷۲
۹۷۱
۹۷۰
۹۶۹
۹۶۸
۹۶۷
۹۶۶
۹۶۵
۹۶۴
۹۶۳
۹۶۲
۹۶۱
۹۶۰
۹۵۹
۹۵۸
۹۵۷
۹۵۶
۹۵۵
۹۵۴
۹۵۳
۹۵۲
۹۵۱
۹۵۰
۹۴۹
۹۴۸
۹۴۷
۹۴۶
۹۴۵
۹۴۴
۹۴۳
۹۴۲
۹۴۱
۹۴۰
۹۳۹
۹۳۸
۹۳۷
۹۳۶
۹۳۵
۹۳۴
۹۳۳
۹۳۲
۹۳۱
۹۳۰
۹۲۹
۹۲۸
۹۲۷
۹۲۶
۹۲۵
۹۲۴
۹۲۳
۹۲۲
۹۲۱
۹۲۰
۹۱۹
۹۱۸
۹۱۷
۹۱۶
۹

<p> 5723 (15) </p>	<p> 19152310 DUE DATE </p>

~~(25)~~

1915 Nov 10

μ μ μ μ μ

[illegible]